فضائلِ دعاء
از: اعلیٰحضرت امام اہلسنّت
الشاہ احمد رضا رضی اللہ تعالیٰ عنہ
ناشر: رضا اکیڈمی ممبئی

سلسلۂ اشاعت نمبر ۱۸۹ — سنِ اشاعت ۱۴۱۸ھ

الحمد للہ

مبحث دعا میں یہ عجیب و غریب جامع و نافع کتاب مستطاب جس میں
دعا کے فوائد و قواعد و آداب اجابت کے اوقات و اماکن و اسباب اسم اعظم
رب الارباب قضائے حاجت کی ترکیبیں لاجواب وغیرہا جملہ مسائل متعلقہ دعا بکمال
شرح و بسط سلیس و عام فہم زبان میں مندرج ہیں، مسمّٰی بہ

اَحسنُ الوِعا لِآدابِ الدُّعاء

از تصانیف جلیلہ امام المحققین ختام المدققین آیۃ من آیاتِ رب العالمین بقیۃ السلف
حجۃ الخلف اعلیٰ حضرت سیدنا و مولینا مولوی محمد نقی علی خاں صاحب محمدی سنّی
حنفی قادری بریلوی قدس سرہٗ و نوّر قبرہٗ۔

* مع ذیل مسمّٰی بہ *

ذیلُ المُدّعا لِاحسنِ الوِعا

تصنیف
اعلیحضرت امام اہلِ سنّت مجدد دین وملت
مولانا شاہ احمد رضا قادری رضی اللہ تعالیٰ عنہ

بفیض حضور مفتی اعظم ہند حضرت علامہ شاہ محمد مصطفےٰ رضا قادری نوری رضی اللہ تعالیٰ عنہ

رضا اکیڈمی ۲۶ کامبیکر اسٹریٹ بمبئی ۳
فون: ۳۷۰۲۲۹۶

ذخیرہ کتب
محمد عباس قادری رضوی

25/-

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ۝

الحمد للہ السمیع القریب المجید المجیب قریب ربنا فنناجیہ لا بعید فننادیہ والصلوٰۃ والسلام علی النجی النجیب المناجی الحبیب البشیر النذیر الداعی الی اللہ باذنہ السراج المنیر وعلٰی اٰلہ الکرام وصحبہ العظام الداعین ربہم والناس نیام واشہد ان لا الٰہ الا اللہ وان محمدا عبدہ ورسولہ امام الدعاۃ صلی اللہ تعالٰی علیہ وعلٰی اٰلہ وصحبہ اجمعین الٰی یوم الدین اٰمین یا رب العلمین ۝

اما بعد یہ رسالہ ہے۔ دُعاء کے آداب وفضائل اور اجابت کے موانع و وسائل۔ اور اس کے متعلق نفیس مسائل میں مسمّٰی بہ احسن الوعاء لاداب الدعاء تصنیف لطیف اعلٰی حضرت داعی سنت راعی شریعت افضل المحققین اکمل المدققین حضرت مولانا مولوی محمد نقی علی خاں صاحب محمدی سنی حنفی قادری برکاتی بریلوی رضی اللہ تعالٰی عنہ وارضاہ وجعل الجنۃ مصیرہ ومثواہ۔ کہ فقیر نا سزا عبد المصطفٰی احمد رضا غفر اللہ تعالٰی لہ واصلح عملہ نے اوس کا شرف خدمت لیا۔ اور خاص مسودہ حضرت مصنف علام قدس سرہ سے مبیضہ کیا۔ اثنائے تبییض میں کہیں وضاحت مرام کہیں ازاحت اوہام کہیں مناسبت مقام کے لئے فقیر نے زیادات کثیرہ کیں۔ کہ اصل رسالہ سے نہ قدر بلکہ مقدار میں بڑھ گئیں۔ تو مناسب ہوا۔ کہ انہیں رسالہ مستقلہ قرار دیجئے۔ اور اصل کے لئے بجائے شرح و ذیل سمجھ کر بنام ذیل المدعاء لاحسن الوعاء،

مستثنی کیجیے ۰
اصل رسالہ سے ان زیادات کے امتیاز کا یہ طریقہ رکھا کہ اُن کے شروع میں قال الرضا
اور آخر میں اس شکل ۱۲ کا خط ہلالی لکھا ۰
اس مبارک رسالہ کے مطالبِ نفیسہ کا دس فصل پر انقسام - اور آخر میں ایک تذییل - اور
ایک خاتمے پر انتہائے کلام - والحمدُ للہ ولی الانعام والصلوٰۃ علی محمد والہ والسلام ۰

فصلِ اوّل فضائلِ دُعا میں

قال الرضا فضائلِ دُعا میں احادیث بکثرت ہیں - دس اس فصل میں مذکور ہوں گی - آیندہ
بھی ضمنِ کلام میں بہت احادیث آئینگی - واللہ الموفق ۱۲

قال اللہ عزّ وجلّ - اُجِیْبُ دَعْوَۃَ الدَّاعِ اِذَا دَعَانِ - مَیں دُعا مانگنے والے کی دُعا
قبول کرتا ہوں جب وہ مجھے پکارے - اور فرماتا ہے ادعونی استجب لکم مجھ سے دعا مانگو مَیں
قبول فرماؤں گا - اِنّ الذین یستکبرون عن عبادتی سیدخلون جھنم داخرین - جو لوگ
میری عبادت سے تکبر کرتے ہیں عنقریب جہنم میں جائینگے ذلیل ہوکر - یہاں عبادت سے مراد دُعا ہے
قال الرضا اور فرماتا ہے :- فلولا اذ جاء ھم باسنا تضرعوا ولکن قست قلوبھم
تو کیوں نہ ہُوا جب آئی تھی اون پر ہماری طرف سے سختی - تو گڑگڑائے ہوتے - لیکن سخت ہو گئے
ہیں دل اون کے - اِس آیت سے ترکِ دُعا پر تہدید شدید نکلی ۱۲

حدیث ۱ - رسول اللہ صلی اللہ تعالے علیہ وسلم فرماتے ہیں - اللہ عزّ وجل ارشاد فرماتا ہے

مَیں اپنے بندے کے گمان کے پاس ہوں یعنی وہ جیسا گمان مجھ سے رکھتا ہے۔ مَیں اوس سے ویسا ہی کرتا ہوں۔ وَاَنَا مَعَہٗ اِذَا دَعَانِی۔ اور مَیں اُس کے ساتھ ہوں جب مجھ سے دُعا کرے ۔

قَالَ الرِّضَا۔ یہ حدیث بخاری و مسلم و ترمذی و نسائی و ابن ماجہ نے ابوہریرہ رضی اللہ تعالٰے عنہ سے روایت کی ۔

اقول۔ اللہ تعالٰے کا علم و قدرت سے ساتھ ہونا تو ہر شئے کے لئے ہے۔ یہ خاص معیتِ کرم و رحمت ہے۔ جو دُعا کرنے والے کو ملتی ہے۔ اِس سے زیادہ کیا دولت و نعمت ہوگی۔ کہ بندہ اپنے مولٰے کی معیت سے مشرف ہو۔ ہزار حاجت روائیاں اس پر نثار۔ اور لاکھ مقصد و مراد اس کے تصدق ۔

حدیث ۲۔ فرماتے ہیں صلے اللہ تعالٰے علیہ وسلم۔ اللہ تعالٰے کے نزدیک کوئی چیز دعاء سے بزرگ تر نہیں ۔

قال الرضاء۔ اسے ترمذی و ابن ماجہ و ابن حبان و حاکم نے اونہیں صحابی سے روایت کیا ۔

حدیث ۳۔ نبی صلی اللہ تعالٰے علیہ وسلم اپنے رب تبارک و تعالٰے سے نقل فرماتے ہیں: اے فرزندِ آدم تو جب تک مجھ سے دُعا کرتا اور میرا اُمید وار رہیگا۔ مَیں تیرے گناہ کیسے ہی ہوں۔ معاف فرماتا رہوں گا۔ اور مجھے کچھ پرواہ نہیں ۔

قال الرضاء رواہ الترمذی عن انس بن مالک رضی اللہ تعالٰی عنہ ۔

حدیث ۴۔ فرماتے ہیں صلی اللہ تعالٰے علیہ وسلم دُعاء سے عاجز نہ ہو۔ کہ کوئی شخص دعاء کے ساتھ ہلاک نہ ہوگا ۔ قال الرضا رواہ عنہ ابن حبان والحاکم ۔

حدیث ۵۔ فرماتے ہیں صلی اللہ تعالٰے علیہ وسلم۔ دُعاء مسلمانوں کا ہتھیار ہے۔ اور دین کا ستون اور آسمان و زمین کا نور ۔ قال الرضاء رواہ الحاکم عن ابی ھریرۃ وکابی یعلی عن علی رضی اللہ تعالٰے عنہما ۔

حدیث ۶۔ منقول کہ فرماتے ہیں صلی اللہ تعالٰے علیہ وسلم۔ جو بلا اُتر چکی۔ اور جو ابھی نہ اُتری دُعاء سب سے نفع دیتی ہے۔ تو دُعا اختیار کرو اے خدا کے بندو ۔ قال الرضاء رواہ الترمذی والحاکم عن ابن عمر رضی اللہ تعالٰے عنہما ۔

حدیث ۷۔ وارد کہ فرماتے ہیں صلی اللہ تعالٰے علیہ وسلم۔ بلا اُترتی ہے۔ پھر دُعا اُس سے جا ملتی ہے۔ تو دونوں کُشتی لڑتے رہتے ہیں قیامت تک یعنی دُعا اُس بلا کو اُترنے نہیں دیتی ۔ قال الرضاء

رواہ البزار والطبرانی والحاکم عن اُمّ المؤمنین رضی اللہ تعالےٰ عنہا ؏

حدیث ۸ - مروی کہ فرماتے ہیں صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم - دعاء عبادت کا مغز ہے - **قال الرضا** - رواہ الترمذی عن انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ ؏

حدیث ۹ - مذکور کہ فرماتے ہیں صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم - کیا میں تمہیں وہ چیز نہ بتاؤں - جو تمہیں تمہارے دشمن سے نجات دے - اور تمہارے رزق وسیع کردے - رات دن اللہ تعالےٰ سے دعاء مانگتے رہو - کہ دعاء سلاح مومن ہے ۔ **قال الرضاء** رواہ ابو یعلی عن جابر بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما ؏

حدیث ۱۰ - فرماتے ہیں صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم جو اللہ تعالےٰ سے دعا نہ کرے - اللہ تعالےٰ اوس پر غضب فرمائے ۔ **قال الرضاء** اخرجہ احمد وابن ابی شیبۃ والبخاری فی الادب المفرد والترمذی وابن ماجۃ والحاکم عن ابی ھریرۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ - اور یہ معنی بعض احادیث قدسی میں بھی آئے - اخرجہ العسکری فی المواعظ عنہ عن النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم قال قال اللہ تعالیٰ من لا یدعونی اغضب علیہ - یعنی اللہ تعالےٰ فرماتا ہے - جو مجھ سے دعاء نہ کریگا - میں اوس پر غضب فرماؤں گا - العیاذ باللہ تعالےٰ ؏

اے عزیز! دعاء ایک عجیب نعمت اور عمدہ دولت ہے کہ پروردگار اقدس وتعالےٰ نے اپنے بندوں کو کرامت فرمائی - اور اُن کو تعلیم کی - حل مشکلات میں اوس سے زیادہ کوئی چیز موثر نہیں - اور دفع بلا و آفت میں کوئی بات اُس سے بہتر نہیں ۔

ایک دعاء سے آدمی کو پانچ فائدے حاصل ہوتے ہیں - **اول** عابدوں کے گروہ میں داخل ہوتا ہے کہ دعاء فی نفسہٖ عبادت بلکہ سرِ عبادت ہے - **دوم** وہ اقرار عجز و نیاز[1] و احتیاج و اعتراف بہ قدرت و کرم الٰہی پر دلالت کرتی ہے - **سوم** امتثال امر شرع - کہ شارع نے اُس پر تاکید فرمائی - نہ مانگنے پر غضب الٰہی کی وعید آئی ۔ **چہارم** - اتباع سنت کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم اکثر اوقات دعاء مانگتے - اور اوروں کو بھی تاکید فرماتے ۔ **پنجم** دفع بلا و حصول مدعا کہ بحکم ادعونی استجب لکم و اجیب دعوۃ الداع اذا دعان - آدمی اگر بلا سے پناہ چاہتا ہے - خدائے تعالےٰ پناہ دیتا ہے - اور جو وہ کسی بات کی طلب کرتا ہے - اپنی رحمت سے اوسکو عطا فرماتا ہے - یا آخرت میں ثواب بخشتا ہے

---

[1] یعنی جو شخص دعاء کرتا ہے - وہ اپنے عجز و احتیاج کا اقرار اور اپنے پروردگار کے کرم و قدرت کا اعتراف کرتا ہے ۱۲ منہ

سرور معصوم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے روایت ہے۔ دُعاء بندے کی تین باتوں سے خالی نہیں ہوتی۔ یا اُس کا گناہ بخشا جاتا ہے۔ یا دُنیا میں اُسے فائدہ حاصل ہوتا ہے۔ یا اُس کیلئے آخرت میں بھلائی جمع کی جاتی ہے۔ کہ جب بندہ اپنی اُن دعاؤں کا ثواب دیکھیگا۔ جو دُنیا میں مُستجاب نہ ہوئی تھیں۔ تمنا کرے گا۔ کاش دُنیا میں میری کوئی دُعاء قبول نہ ہوتی۔ اور سب یہیں کیواسطے جمع رہتیں۔ مگر ایسے شخص کو کہ اپنی دُعاء کا قبول ہونا اور بصورت عدم حصولِ مدعا ثوابِ آخرت اوس کے عوض ملنا چاہتا ہے۔ مناسب کہ دُعاء میں اوس کے آداب کی رعایت کرے۔ واللہ الموفق۔

فصلِ دوم آدابِ دُعاء و اسبابِ اجابت میں

قال الرضاء۔ آداب دُعاء جس قدر ہیں سب اسبابِ اجابت ہیں۔ کہ اون کا اجتماع ان شاء اللہ العزیز مورثِ اجابت ہوتا ہے۔ بلکہ اون میں بعض بمنزلہ شرط ہیں۔ جیسے حضورِ قلب و صلوٰۃ علی النبی صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم۔ اور بعض دیگر محسنات و مستحسنات ثم اقول یہاں کوئی ادب ایسا نہیں جسے حقیقۃً شرط کہیئے بایں معنی کہ اجابت اوس پر موقوف ہو۔ کہ اگر وہ نہ ہو۔ تو اجابت زنہار نہ ہو۔ اب یہ حضورِ قلب ہی ہے جس کی نسبت خود حدیث میں ارشاد ہوا۔ واعلموا ان اللہ لا یستجیب دعاءً من قلبٍ غافلٍ لاہٍ۔ خبردار ہو۔ بیشک اللہ تعالےٰ دُعا قبول نہیں فرماتا کسی غافل کھیلنے والے دِل کی۔ حالانکہ بارہا سوتے میں جو محض بلا قصد زبان سے نکل جائے مقبول ہوجاتا ہے۔ ولہٰذا حدیث صحیح میں ارشاد ہوا۔ جب غنیمہ غلبہ کرے۔ تو ذکر نماز ملتوی کردو۔ مبادا کرنا چاہو استغفار اور نیند میں نکل جائے کوسنا۔ تو ثابت ہوا۔ کہ یہاں شرط بمعنی حقیقی نہیں۔ بلکہ یہ مقصود کہ ان شرائط کا اجتماع ہو۔ تو وہ دُعاء بروجہ کمال ہے۔ اور اوس میں توقعِ اجابت کو نہایت قوت خصوصاً جبکہ محسنات کو بھی جامع ہو۔ اور اگر شرائط سے خالی ہو۔ تو فی نفسہٖ وہ رجائے قبول نہیں۔ بمحض کرم و رحمت یا توافقِ ساعت اجابت قبول ہوجانا دوسری بات ہے۔ یہ فائدہ ضرور ملاحظہ رکھیئے۔ اب شمار آداب کی طرف چلئے۔ آدابِ دعاء کہ آیات و احادیث صحیحہ معتبرہ و ارشاداتِ علمائے کرام سے ثابت جن کی رعایت ان شاء اللہ تعالےٰ ضرور باعثِ اجابت ہو۔ قال الرضاء وہ ساٹھ ہیں۔ اکاون حضرت مصنف علام قدس سرہ نے ذکر فرمائے۔ اور نو فقیر غفر اللہ تعالےٰ لہٗ نے بڑھائے۔

ادب ۱ - دل کو حتی الامکان خیالاتِ غیر سے پاک کرے۔ قال الرضاء۔ رب عزوجل کا خاص محلِ نظر دل ہے۔ ان اللہ لا ینظر الی صورکم و اموالکم ولکن ینظر الی قلوبکم و اعمالکم ؏

ادب ۲، ۳ و ۴ - بدن و لباس و مکان پاک و لطیف و طاہر ہوں۔ قال الرضاء۔ کہ اللہ تعالےٰ لطیف ہے۔ نظافت کو دوست رکھتا ہے ؏

ادب ۵ - دعاء سے پہلے کوئی عملِ صالح کرے۔ کہ خدائے کریم کی رحمت اوس کی طرف متوجہ ہو۔ قال الرضاء اور صدقہ خصوصاً پوشیدہ اس امر میں اثر تمام رکھتا ہے۔ قدِّموا بین یدی نجوٰکم صدقۃ۔ وجوب اگر منسوخ ہے۔ تو استحباب ہنوز باقی ہے ؏

ادب ۶ - جن کے حقوق اس کے ذمہ ہوں۔ ادا کرے۔ یا اون سے معاف کرالے۔ قال الرضاء۔ خلق کے مطالبات گردن پر لے کر دُعاء کے لیے ہاتھ اوٹھانا ایسا ہے جیسے کوئی شخص بادشاہ کے حضور بھیک مانگنے جائے۔ اور حالت یہ ہو۔ کہ چار طرف سے لوگ اوسے چمٹے داد و فریاد کا شور کر رہے ہیں۔ اسے گالی دی۔ اوسے مارا۔ اوسکا مال لے لیا۔ اوسے لوٹا غور کرے اوس کا یہ حال قابلِ عطا و نوال ہے۔ یا لائق سزا و نکال وحسبنا اللہ ذوالجلال ؏

ادب ۷ - کھانے پینے لباس و کسب میں حرام سے احتیاط کرے۔ کہ حرام خوار و حرام کار کی دعا اکثر رد ہوتی ہے ؏

ادب ۸ - دُعاء سے پہلے گذشتہ گناہوں سے توبہ کرے۔ قال الرضاء۔ کہ نافرمانی پر قائم رہ کر عطاء مانگنا بیحیائی ہے ؏

ادب ۹ - وقتِ کراہت نہ ہو۔ تو دو رکعت نماز خلوصِ قلب سے پڑھے۔ کہ جالب رحمت ہے۔ اور رحمت موجبِ نعمت ؏

ادب ۱۰ - ۱۱ - ۱۲ - دعاء کے وقت باوضو قبلہ رُو مؤدب دو زانو بیٹھے۔ یا گھٹنوں کے بل کھڑا ہو۔ قال الرضا۔ یا بہ نیت شُکر توفیقِ دعاء و التجا الی اللہ سجدہ کرے۔ کہ یہ صورت سب سے زیادہ قربِ رب کی ہے۔ قالہ رسول اللہ صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم وقیدنا بنیۃ الشکر لان السجود بلا سبب حرام عند الشافعیۃ ولیس بشیٔ عندنا انما ھو مباح لا لک ولا علیک کما نصوا علیہ ؏

ادب ۱۳ - ۱۴ - اعضاء کو خاشع اور دل کو حاضر کرے۔ حدیث میں ہے۔ اللہ تعالےٰ غافل دل کی دُعاء نہیں سُنتا۔ اے عزیز حیف ہے کہ زبان سے اوس کی قدرت و کرم کا اقرار

کیجئے - اور دل اوروں کی عظمت اور بڑائی سے پُر ہو - بنی اسرائیل نے اپنے پیغمبر سے شکایت کی - کہ ہماری دُعا رقبول نہیں ہوتی - جواب آیا - میں اون کی دُعا کس طرح قبول کروں - کہ وہ زبان سے دُعا کرتے ہیں - اور دل اون کے غیروں کی طرف متوجہ رہتے ہیں - اے عزیز ! جب تک تُو دل سے اپنی اور تمام خلق کی ہستی خدا تعالےٰ کی ہستی میں گُم نہ کرے - رحمتِ خاصہ کہ ازل سے مُخلصوں کے لئے مخصوص ہے - تیری طرف کب متوجہ ہو - جو شخص جبّار بادشاہ کے حضور اپنی بڑائی اور عظمت کا دعوےٰ کرے - یا بادشاہ اوس کی طرف متوجہ ہو - اور وہ کسی چوبدار یا اہلکار کی طرف نظر رکھے مزاوار زجر ہے - نہ مستحقِ انعام ایک دن حضرت خواجہ سُفیان ثوری قدس سرہ نماز پڑھاتے تھے - جب اِس آیت پر پہنچے - ایاك نعبدُ و ایاك نستعین تجھی کو ہم پوجتے ہیں - اور تجھی سے ہم مدد چاہتے ہیں - روتے روتے بیہوش ہو گئے - جب ہوش میں آئے - لوگوں نے حال پوچھا - فرمایا - اِس وقت مجھے یہ خیال آیا - کہ اگر غیب سے ندا ہوئے کاذب خموش - کیا ہماری ہی سرکار تجھے جھوٹ بولنے کے لئے رہ گئی - رات دن رزق کی تلاش میں گو بگو پھرتا ہے - اور بیماری کے وقت طبیبوں سے التجا کرتا ہے - اور ہم سے کہتا ہے - میں تجھی کو پوجتا ہوں - اور تجھی سے مدد چاہتا ہوں - تو میں اِس بات کا کیا جواب دوں - اے عزیز ! وہاں دل پر نظر ہے - نہ زبان پر ؎

	ما روان را بنگریم و حال را		ما زبان را ننگریم و قال را	

چاہئے کہ دِل و زبان کو موافق اور ظاہر و باطن کو مطابق اور جمیعِ ماسوے اللہ سے رشتۂ اُمید قطع کرے - نہ نفس سے کام - نہ خلق سے غرض رکھے - تا شاہدِ مقصود جلوہ گر ہو - اور گوہرِ مقصد ہاتھ آئے +

قال الرضا - نظر بغیر جب بالذات نظر بغیر ہو - نظر بغیر ہے - بلکہ حقیقۃً معنی بالذات مقصود و مراد ہوں - تو قطعاً شرک و کفر - محبوبانِ خدا سے توسّل نظر بخدا ہے - نہ نظر بغیر - و لہٰذا خود قرآن عظیم نے اوس کا حکم دیا - جس کا ذکر ادب ۲۲ میں آتا ہے - اس کی نظیر تواضع ہے - علمائے کرام فرماتے ہیں - غیر خدا کے لئے تواضع حرام ہے - فتاوٰے ہندیہ و ملتقط وغیرہما میں ہے - التواضع لغیر اللہ حرام - حالانکہ معظمانِ دین کے لئے تواضع قطعًا ماموربہ ہے خود یہی علماء اس کا حکم دیتے ہیں - حدیث میں ہے : - تواضعوا لمن تعلمون منه و

(ف) فائدہ جلیلہ: تواضع بغیر و توسل بغیر میں کا امتیاز

تواضعوا لمن تعلمونہ ولا تکونوا جبابرۃ العلماء۔ اپنے استاد کے لئے تواضع کرو۔ اور اپنے شاگردوں کے لئے تواضع کرو۔ اور سرکش عالم نہ بنو۔

نیز حدیث شریف میں ارشاد ہوا۔ جو کسی غنی کے لئے اوس کے غنا کے سبب تواضع کرے۔ ذھب ثلثا دینہ اوسکا دو تہائی دین جاتا رہے۔ تو وجہ یہی ہے کہ مال دنیا کے لئے تواضع رو بخدا نہیں یہ حرام ہوئی۔ اور یہی تواضع لغیر اللہ ہے۔ اور علم دین کے لئے تواضع رو بخدا ہے۔ اس کا حکم آیا۔ اور یہ عین تواضع للہ ہے۔ یہ نکتہ ہمیشہ یاد رکھنے کا ہے۔ کہ اسی کو بھول کر وہابیہ و مشرکین افراط و تفریط میں پڑے۔ والعیاذ باللہ رب العلمین ٭

ادب ۱۵۔ نگاہ نیچی رکھے۔ ورنہ معاذ اللہ زوال بصر کا خوف ہے ٭ قال الرضاء یہ اگرچہ حدیث میں دعائے نماز کے لئے وارد۔ مگر علماء اوسے عام فرماتے ہیں ٭

ادب ۱۶۔ دعاء کے لئے اوّل و آخر حمد الٰہی بجالائے۔ کہ اللہ تعالےٰ سے زیادہ کوئی اپنی حمد کو دوست رکھنے والا نہیں۔ تھوڑی حمد پر بہت راضی ہوتا۔ اور بے شمار عطا فرماتا ہے حمد کا مختصر و جامع کلمہ لا احصی ثناء علیک انت کما اثنیت علی نفسک۔ اور اللّٰھم لک الحمد کما نقول و خیرا مما نقول ہے ٭ قال الرضاء۔ یونہی اللّٰھم لک الحمد حمدا یوافی نعمک و یکافئ مزید کرمک وغیر ذلک۔ کہ احادیث میں وارد ٭

ادب ۱۷۔ اوّل و آخر نبی صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم اور اون کے آل و اصحاب پر درود بھیجے۔ کہ درود اللہ تعالےٰ کی بارگاہ میں مقبول ہے۔ اور پروردگار کریم اس سے برتر کہ اوّل و آخر کو قبول فرمائے اور وسط کو رد کردے۔ امیر المؤمنین عمر رضی اللہ تعالےٰ عنہ کی حدیث میں ہے۔ دعاء زمین و آسمان کے درمیان روکی جاتی ہے۔ جب تک تو اپنے نبی صلّی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم پر درود نہ بھیجے۔ بلند نہیں ہونے پاتی ٭

قال الرضاء بلکہ بیہقی و ابو الشیخ سیدنا علی کرم اللہ تعالےٰ وجہہ سے راوی حضور سید المرسلین صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں۔ الدعاء محجوب عن اللہ حتی یصلی علی محمد و اھل بیتہ۔ دعاء اللہ تعالےٰ سے حجاب میں ہے جب تک محمد صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم اور ان کے اہل بیت پر درود نہ بھیجی جائے ٭ اے عزیز! دعاء طائر ہے۔ اور درود شہپر طائر بے پر کیا اڑ سکتا ہے ٭

ادب ۱۸۔ اب کہ مانگنے کا وقت آیا تصور عظمت و جلال الٰہی میں ڈوب جائے ٭ قال الرضاء

اگر اس مبارک تصور نے وہ غلبہ کیا۔ کہ زبان بند ہوگئی۔ تو سبحان اللہ! یہ خاموشی ہزار عرض سے زیادہ کام دیگی ورنہ اسقدر تو ضرور کہ صورت حیا و ادب و خضوع و خشوع ہوگا۔ کہ یہی روح دعا ہے۔ دعا بے انکے تن بیجان۔ اور تن بیجان سے امید جہالت ۞

ادب ۱۹ - اللہ تعالےٰ کی عظیم رحمتوں کو جو باوجود گناہ اس کے حال پر متواتر رہا۔ یاد کر کے شرمندہ ہو قال الرضا۔ یہ شرم باعث دل شکستگی ہوگی۔ اور اللہ تعالےٰ دل شکستہ سے بہت قریب ہے۔ حدیث قدسی میں ہے۔ انا عند المنکسرۃ قلوبھم لاجلی۔ اور نیز تصور رحمت جرأت عرض پر باعث ہوگا۔ ومن فتحت له ابواب الدعاء فتحت له ابواب الاجابة جس کے لئے دعا کے دروازے کھلتے ہیں۔ اجابت کے دروازے بھی کھل جاتے ہیں ۞

ادب ۲۰ - اللہ جل جلالہٗ کی قدرت کاملہ اور اپنے عجز و احتیاج پر نظر کرے۔ کہ موجب الحاح و زاری ہے ۞

ادب ۲۱ - شروع میں اللہ عزوجل کو اوس کے محبوب ناموں سے پکارے۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں۔ اللہ تعالےٰ نے اسم پاک اَرْحَمُ الرّٰاحِمِیْن پر ایک فرشتہ مقرر فرمایا ہے کہ جو شخص اوسے تین بار کہتا ہے۔ فرشتہ ندا کرتا ہے۔ مانگ کہ اَرْحَمُ الرّٰاحِمِیْن تیری طرف متوجہ ہوا۔ اور پانچ بار یا ربنا کہنا بھی نہایت موثر اجابت ہے۔ قرآن مجید میں اس لفظ مبارک کو پانچ بار ذکر کر کے اوس کے بعد ارشاد فرمایا فَاسْتَجَابَ لَهُمْ رَبُّهُمْ تو اونکی دعا قبول کی ان کے رب نے ۞

امام جعفر صادق رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے منقول ہے۔ جو شخص عجز کے وقت پانچ بار یا ربنا کہے اللہ تعالےٰ اوسے اوس چیز سے جس کا خوف رکھتا ہے۔ امان بخشے۔ اور جو چیز چاہتا ہے۔ عطا فرمائے پھر یہ آیتیں تلاوت کیں۔ رَبَّنَا مَا خَلَقْتَ هٰذَا بَاطِلًا الی قوله تعالیٰ اِنَّكَ لَا تُخْلِفُ الْمِيْعَادَ ۞ اور اسمائے حسنیٰ کا فضل خود پوشیدہ نہیں ۞

ادب ۲۲ - اللہ تعالےٰ کے اسماء و صفات اور اوس کی کتابوں خصوصًا قرآن اور ملئکہ و انبیائے کرام بالخصوص حضور سید الانام علیہ وعلیہم الصلوٰۃ والسلام اور اوس کے اولیا و اصفیاء بالتخصیص حضور غوث اعظم رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے توسل اور اونہیں اپنے انجاح حاجات کا ذریعہ کرے۔ کہ محبوبان خدا کے وسیلے سے دعاء قبول ہوتی ہے ۞ قال الرضاء۔ قال اللہ تعالےٰ وَابْتَغُوْا اِلَيْهِ الْوَسِيْلَةَ اللہ تعالےٰ کی طرف وسیلہ ڈھونڈو۔ وقال اللہ تعالےٰ یدعون یبتغون الی ربھم

الوسیلۃ دعا مانگتے اپنے رب کی طرف وسیلہ ڈھونڈتے ہیں۔ صحیح حدیث میں نبی صلی اللہ تعالٰے علیہ وسلم نے تعلیم فرمایا۔ کہ یوں دعا کی جائے۔ اللّٰھم انّی اسئلک و اتوجہ الیک بنبیک محمد نبی الرحمۃ یا محمد انّی توجھت بک الٰی ربّی فی حاجتی ھذہٖ لتقضی لی الٰہی میں تجھ سے مانگتا اور تیری طرف توجہ کرتا ہوں تیرے نبی محمد صلے اللہ تعالٰے علیہ وسلم کے وسیلے سے جو مہربانی کے نبی ہیں۔ یارسول اللہ میں نے حضور کے وسیلے سے اپنے رب کی طرف توجہ کی اپنی اِس حاجت میں کہ میرے لئے پوری ہو۔

صحیح بخاری میں ہے۔ امیر المؤمنین عمر رضی اللہ تعالٰے عنہ نے دعا کی۔ اِنّا نتوسّل الیک بعمِّ نبیّنا صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فاسقِنا۔ الٰہی ہم تیری طرف توسل کرتے ہیں اپنے نبی صلی اللہ تعالٰے علیہ وسلم کے چچا عباس رضی اللہ تعالٰے عنہ سے کہ بارانِ رحمت بھیج +

حضور غوث اعظم رضی اللہ تعالٰے عنہ فرماتے ہیں:۔ مَنِ استغاث بی فی کربۃ کُشِفت عنہ ومن نادٰی باسمی فی شدّۃ فُرجت عنہ ومن توسّل بی فی حاجۃ قُضیت لہ جو کسی تکلیف میں مجھ سے مدد مانگے۔ وہ تکلیف دور ہو۔ اور جو کسی سختی میں میرا نام لے کر پکارے۔ وہ سختی دفع ہو۔ اور جو کسی حاجت میں مجھے وسیلہ کرے۔ وہ حاجت روا ہو۔ اور فرماتے ہیں۔ اذا سألتم اللّٰہ فاسئلوا بی جب تم اللہ تعالٰے سے سوال کرو۔ تو میرے وسیلے سے مانگو۔ تمہاری مراد پوری ہوگی۔ یہ مضامین بسند ہائے صحیحہ اوس جناب سے ائمہ دین و اکابر معتمدین نے روایت فرمائے ہ

ادب ۲۳۔ اپنی عمر میں جو نیک عمل خالصًا لوجہ اللہ ہوا ہو۔ اوس سے توسّل کرے۔ کہ جالبِ رحمت ہے + قال الرضاء قصّۂ اصحاب الرقیم اسپر دلیل کافی ہ

ادب ۲۴۔ بکمال ادب ہاتھ آسمان کی طرف اوٹھاکر سینے یا شانوں یا چہرے کے مقابل لائے یا پورے اوٹھائے۔ یہاں تک کہ بغل کی سپیدی ظاہر ہو۔ یہ ابتہال ہے +

ل بعض احادیث سے مستفاد ہوا کہ جب نعمت کی دعا ہو۔ تو کف دست سوئے آسمان کرے۔ اور ردِّ بلا کی تو پشت دست۔ مگر ابوداود وغیرہ کی حدیث میں ہے کہ پشت دست سے دعا نہ کرو۔ اور بعض اوقات بطور کے بہت صرف انگشت شہادت سے اشارہ بھی آیا۔ اور امام محمد بن حنفیہ سے منقول کہ دعا چار قسم ہے۔ دعائے رغبت اسمیں باطن کف جانب آسمان ہو۔ دوم دعائے رہبت اسمیں پشت دست اپنے چہرے کی طرف ہو۔ سوم دعائے تضرع اسمیں خنصر بنصر بند اور سبابہ وابہام کا حلقہ کرکے مسبحہ سے اشارہ کرے۔ چہارم دعائے خفیہ کہ بند دل سے عرض کرے۔ زبان نہ ہلائے۔ واللہ تعالٰے اعلم ۱۲ منہ قدس سرہ

ادب ۲۵- ہتھیلیاں پھیلی رکھے۔ قال الرضا یعنی اون میں خم نہ ہو۔ کہ آسمان قبلۂ دعا ہے ساری کفِ دست مواجۂ آسمان رہے ۔

ادب ۲۶- ہاتھ کھلے رکھے۔ کپڑے وغیرہ سے پوشیدہ نہوں۔ قال الرضا۔ ہاتھ اوٹھانا اور کریم کے حضور پھیلانا اظہارِ عجز وفقر کے لئے مشروع ہوا۔ تو اونکا چھپانا اس کے مخل ہوگا۔ جسطرح عمامے کے پیچ پر سجدہ مکروہ ہوا۔ کہ اصل مقصودِ سجود یعنی اظہارِ تذلل میں خلل انداز ہے نماز میں منہ چھپانا مکروہ ہوا۔ کہ صورت توجہ کے خلاف ہے۔ اگرچہ رب عز وجل سے کچھ نہاں نہیں هذا ما ظهر لی والله تعالیٰ اعلم ۔

ادب ۲۷- دعا نرم وپست آواز سے ہو۔ کہ اللہ تعالےٰ سمیع وقریب ہے۔ جس طرح چلّانے سے سنتا ہے۔ اوسی طرح آہستہ قال الرضا۔ بلکہ وہ اوسے بھی سنتا ہے جو ہنوز زبان تک اصلاً نہ آیا۔ یعنی دلوں کا ارادہ نیت خطرہ کہ جیسے اوسکا علم تمام موجودات ومعدومات کو محیط ہے یوں ہی اوس کے سمع وبصر جمیع موجودات کو عام وشامل ہیں۔ اپنی ذات وصفات اور دلوں کے ارادات وخطرات اور تمام اعیان واعراض کائنات ہر شئے کو دیکھتا بھی ہے۔ اور سنتا بھی۔ نہ اوسکا دیکھنا رنگ وشکل سے خاص۔ نہ اوسکا سنتا آواز کے ساتھ مخصوص انه بكل شيء بصير ۔

ادعوا ربكم تضرعا وخفية اللہ تعالےٰ سے عاجزی اور آہستگی کے ساتھ دعا مانگو۔ انه لا يحب المعتدين وہ حد سے بڑھنے والوں کو دوست نہیں رکھتا ۔

سیدنا امام حسن مجتبےٰ ابن مولےٰ مرتضیٰ رضی اللہ تعالےٰ عنہما فرماتے ہیں۔ آہستہ دعا ظاہر دعا سے ستر مرتبہ بہتر ہے ۔ صحابۂ کرام رضی اللہ تعالےٰ عنہم اکثر دعا کرتے۔ اور اون کی آواز اچھی نہ سنی جاتی ایک صحابہ نے عرض کی یارسول اللہ: اقريب ربنا فنناجيه ام بعيد فنناديه یارسول اللہ! ہمارا رب نزدیک ہے کہ اوس سے آہستہ کہیں۔ یا دور کہ اوسکو پکاریں ۔ جواب آیا- اذا سألك عبادي عني فاني قريب۔ جب میرے بندے تجھ سے مجھے پوچھیں۔ تو میں نزدیک ہوں- اجيب دعوة الداع اذا دعان۔ دعا مانگنے والے کی دعاء قبول کرتا ہوں جسوقت مجھ سے دعا مانگے ۔

ادب ۲۸- دعاء مانگنے میں حاجتِ آخرت کو مقدم رکھے۔ کہ امرِ اہم کی تقدیم ضروری ہے اور کریمہ ربنا اتنا في الدنيا حسنة وفي الآخرة حسنة اس کے منافی نہیں۔ کہ حسنۂ دنیا سے وہ نیکیاں وخوبیاں جو آخرت میں کام آئیں مراد لے سکتے ہیں۔ علاوہ بریں تقدیم دنیا باعتبار

تقدم زمانی منافی اِس اعتبار کے نہیں۔ قال الرّضا یعنی فی الدّنیا حسنۃ فرمایا ہے وحسنۃ الدُّنیا۔ اور حسناتِ دین کہ مورثِ حسنۂ آخرت ہیں سب دُنیا ہی میں ملتے ہیں۔ تو کلمہ جامعہ ہے نہ صرف حسناتِ دنیویہ سے خاص ؛

ادب ۲۹۔ دُعا میں نہایت عاجزی والحاح کرے ؎

زور را بگزار وزاری را بگیر　　رحم سُوئے زارآید اے فقیر

جس قدر اِدھر سے عاجزی زیادہ اُدھر سے لُطف وکرم زائد ؎

بپائے بوس تو دست کسے رسد کہ مدام　　چو آستانہ بدیں در ہمیشہ سر دارد

من کان اضعف کان الربّ بہ الطف۔ خاک سے زیادہ کوئی بانیاز نہ تھا۔ اسی واسطے آفتابِ عنایت عرش وکرسی اور فلک وملک کو چھوڑ کر اوس پر چمکا۔ قال الرّضا۔ حدیث میں ہے کہ اللہ تعالٰے دعا میں الحاح کرنے والوں کو دوست رکھتا ہے۔ رواہ الطبرانی فی الدّعاء وابن عدی فی الکامل والامام الترمذی فی النّوادر والبیہقی فی شعب الایمان والقضاعی وابوالشیخ عن عائشۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہا ؛

ادب ۳۰۔ دُعا میں تکرار چاہیئے ؛ قال الرّضا۔ تکرارِ سوال صدقِ طلب پر دلیل ہے۔ اور یہ اوس کریمِ حقیقی کی شان ہے کہ تکرارِ سوال سے ملال نہیں فرماتا۔ بلکہ نہ مانگنے پر غضب فرماتا ہے من لم یسئل اللہ یغضب علیہ بخلافِ بنی آدم کہ کیسا ہی کریم ہو کثرتِ سوال وشدتِ تکرار وہجومِ سائلاں سے کبھی نہ کبھی وقت دِل تنگ ہوتا ہے ؎

الله یغضب ان ترکت سؤالہ　　وبُنَیّ آدم حین یُسأل یغضب

نسئل اللہَ العفو والعافیۃ عدد السّائلین وعدد المسائل والحمد للہ ربّ العٰلمین ؛

ادب ۳۱۔ عدد طاق ہو۔ کہ اللہ وتر ہے۔ وتر کو دوست رکھتا ہے۔ پانچ بہتر ہے۔ اور سات کا عدد اللہ عزّوجل کو نہایت محبوب۔ اور اقل مرتبہ تین ہے۔ اِس سے کم نہ مانگے۔ حدیث میں ہے بندہ دُعا کرتا ہے پروردگار قبول نہیں فرماتا۔ پھر دُعا کرتا ہے پھر قبول نہیں فرماتا۔ پھر دُعا کرتا ہے۔ اوس وقت پروردگار تعالٰے فرشتوں سے ارشاد فرماتا ہے۔ اے میرے فرشتو! میرے بندے نے غیر کو چھوڑ کر میری طرف رجوع کی۔ مَیں نے اوس کی دُعا قبول فرمائی ؛

ادب ۳۲۔ دُعا فہمِ معنی کے ساتھ ہو۔ قال الرّضا۔ لفظ بےمعنی قالبِ بے جان ہے ؛

ادب ۳۳۔ آنسو ٹپکنے میں کوشش کرے۔ اگرچہ ایک ہی قطرہ ہو۔ کہ دلیلِ اجابت ہے۔ رونا نہ آئے۔ تو رونے کا سا منہ بنائے۔ کہ نیکوں کی صورت بھی نیک ہے۔ قال الرضاء۔ من تشبہ بقوم فھو منھم۔ ایک نقال صوفیائے کرام کی نقلیں کرتا بعد موت بخشا گیا کہ ہمارے محبوبوں کی صورت تو بناتا تھا۔ اگرچہ بطور ہنسی کے۔ اور یہ صورت بنانا بہ نیتِ تشبہ اللہ عزّ وجل کے حضور ہے۔ نہ کہ اوروں کے دکھانے کو۔ کہ وہ ریا ہے۔ اور حرام یہ نکتہ یاد رہے ؏

ادب ۳۴۔ دعا عزم و جزم کے ساتھ ہو۔ یوں نہ کہے۔ کہ الٰہی تو چاہے۔ تو میری یہ حاجت روا فرما۔ کہ اللہ تعالےٰ پر کوئی جبر کرنے والا نہیں۔ قال الرضاء و اما قولہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ان تغفر اللّٰھم تغفر جما وای عبد لک لا الما رواہ الترمذی والحاکم عن ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما وصححاہ فلیس ان فیہ للشک بل للتعلیل کقولک لابنک ان کنت ابنی فافعل کذا ای افعلہ وامتثل امری لانک ابنی وکقولھم ان کنت سلطانا فاعط الجزیل فالمعنی اغفر کثیرا لانک غفار ؏

ادب ۳۵۔ دعا جامع قلیل اللفظ و کثیر المعنی ہو۔ تطویلِ بے جا سے احتراز کرے۔ حضور اقدس صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم کی حدیث میں ہے۔ آخر زمانے کے لوگ دعا میں حد سے بڑھ جائینگے۔ اور آدمی کو یہ مقصد دعا کفایت کرتی ہے کہ خدایا میں تجھ سے سوال کرتا ہوں مجھے بہشت عطا فرما اور اوس قول و فعل کی جو اوس سے نزدیک کرے۔ توفیق دے۔ بعض کتابوں میں ہے۔ یہ دعا۔ جامع وکافی ہے ربنا اتنا فی الدنیا[1] حسنۃ وفی الاخرۃ حسنۃ وقنا عذاب النار خدایا ہمیں دنیا و آخرت کی بھلائی عنایت فرما۔ اور دوزخ کی آگ سے بچا۔ عبداللہ بن مغفل رضی اللہ تعالےٰ عنہ کے بیٹے نے دعا کی خدایا مجھے بہشت میں ایک سپید محل دے۔ کہ جاتے وقت میرے دہنے ہاتھ پر پڑے۔ فرمایا۔ اے بیٹا: خدا سے بہشت کا سوال کر اور دوزخ سے پناہ چاہ۔ فضول باتوں سے کیا فائدہ ؏

ادب ۳۶۔ دعا میں سجع اور تکلف سے بچے۔ کہ باعثِ شغلِ قلب و زوالِ رقت ہے۔ حدیث میں آیا۔ ایاکم والسجع فی الدعاء قال الرضاء اور اقدس صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم کی دعاؤں میں سجع کا آنا سجع کا آنا ہے۔ نہ سجع کا لانا۔ اور محذور مسجع کرنا ہے۔ نہ مسجع ہونا۔ کہ مشوشِ خاطر وہی ہے۔ نہ یہ۔ ولہٰذا حضرت مصنف علام قدس سرہٗ نے لفظ تکلف زیادہ فرمایا ؏

[1] فی الدنیا حسنۃ ای رحمۃ وفی الاخرۃ حسنۃ ای الجنۃ ۱۲ منہ قدس سرہٗ

ادب ۳۷ - راگ، اور زمزمے سے احتراز کرے - کہ خلاف ادب ہے ۔

ادب ۳۸ - اللہ تعالٰے سے اپنی کُل حاجتیں مانگے۔ قال الرضا، اس کی تحقیق حضرت مصنف قدس سرہ عنقریب افادہ فرمائینگے ۔

ادب ۳۹ - بہتر ہے کہ جو دعائیں حدیثوں میں وارد - اور اکثر مطالب دُنیا وآخرت کو جامع ہیں - انہی پر اقتصار کرے - کہ نبی صلی اللہ تعالٰے علیہ وسلم نے کوئی حاجت ایک دوسرے کے مانگنے کو نہ چھوڑی ۔ قال الرضا - مگر کوئی دعائے ماثور معین نہ کرے - کہ تعیین واہمت باعثِ زوالِ رقّت وقلّتِ حضور ہوتی ہے ۔

ادب ۴۰ - جب اپنے لئے دُعا مانگے، تو سب اہلِ اسلام کو اوس میں شریک کرلے - قال الرضا، کہ اگر یہ خود قابلِ عطا نہیں - کسی بندے کا طفیلی ہوکر مراد کو پہنچ جائے گا ۔

ابوالشیخ اصبہانی نے ثابت بنانی سے روائیت کی - ہم سے ذکر کیا گیا - جو شخص مسلمان مردوں اور عورتوں کے لئے دعائے خیر کرتا ہے - قیامت کو جب اون کی مجلسوں پر گزرے گا - ایک کہنے والا کہیگا - یہ وہ ہے کہ تمہارے لئے دُنیا میں دعائے خیر کرتا تھا - پس وہ اوس کی شفاعت کرینگے - اور جناب الٰہی میں عرض کرکے بہشت میں لے جائینگے - یہاں تک کہ حدیث میں ہے - جو شخص نماز میں مسلمان مردوں اور عورتوں کے لئے دعاء نہ کرے - وہ نماز ناقص ہے قال الرضاء یہ بھی ابوالشیخ نے روایت کی - اور خود قرآنِ عظیم میں ارشاد ہوتا ہے واستغفر لذنبك وللمؤمنين والمؤمنٰت مغفرت مانگ اپنے گناہوں کی - اور سب مسلمان مردوں اور مُسلمان عورتوں کے لئے - حدیث میں ہے نبی صلی اللہ تعالٰے علیہ وسلم نے ایک شخص کو اللّٰھم اغفرلی کہتے سُنا - فرمایا اگر عام کرتا - تو تیری دُعا مقبول ہوتی - دوسری حدیث میں ہے - ایک نے اللّٰھم اغفرلی وارحمنی کہا - حضور اقدس صلی اللہ تعالٰے علیہ وسلم نے فرمایا - اپنی دُعا میں تعمیم کر کہ دُعائے خاص وعام میں وہ فرق ہے جو زمین وآسمان میں - صحیح حدیث میں فرماتے ہیں - جو سب مسلمان مردوں اور مسلمان عورتوں کے لئے اِستغفار کرے - اللہ تعالٰے اوس کے لئے ہر مسلمان مرد ومسلمان عورت کے بدلے ایک نیکی لکھے گا - رواہ الطبرانی فی الکبیر عن عبادۃ بن الصامت رضی اللہ تعالٰے عنہ بسند جید - اور فرماتے ہیں صلی اللہ تعالٰے علیہ وسلم جو ہر روز مُسلمان مردوں اور مسلمان عورتوں کے لئے ستائیس بار استغفار کرے اون لوگوں میں ہو جن کی دعا مقبول ہوتی ہے - اور اون کی برکت سے خلق کو روزی ملتی ہے - رواہ ایضًا

عن ابی الدرداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ بسند حسن خطیب کی حدیث میں ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اللہ تعالیٰ کو کوئی دعا اس سے زیادہ محبوب نہیں کہ آدمی عرض کرے۔ اللھم ارحم اُمۃ محمد رحمۃ عامۃ۔ الٰہی اُمتِ محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر عام رحمت فرما۔ اور امام مستغفری کی حدیث میں یہ لفظ ہیں اللّٰھم اغفر لامۃ محمد مغفرۃ عامۃ الٰہی اُمت محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی عام مغفرت فرما۔ انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حدیث میں آیا۔ جو تمام مسلمان مردوں اور عورتوں کے لئے استغفار کرے۔ بنی آدم کے جتنے بچے پیدا ہوں۔ سب اوس کے لئے استغفار کریں۔ یہاں تک کہ وفات پائے۔ رواہ ابو الشیخ الاصبہانی۔

فقیر نے اس بارے میں اس لئے احادیث بکثرت نقل کیں۔ کہ مسلمانوں کو رغبت ہو۔ بعض طبائع دعا میں بخل کرتی ہیں۔ اور نہیں جانتی کہ خود یہ اونہی کا نقصان ہے۔ مسلمان مردوں اور مسلمان عورتوں کی دعائے خیر میں ملٰئکہ آسمان مشغول ہیں۔ ویستغفرون لمن فی الارض جعلنا اللہ من المسلمین وحشرنا فیھم بمنہ آمین۔

ادب ۱۴۔ ساتھ ہی والدین و مشائخ کے لئے بھی ضرور دعا کرے۔ ماں باپ موجبِ حیاتِ ظاہری ہیں۔ قال الرضا۔ اور مشائخ باعثِ حیاتِ باطنی۔ باپ پدرِ آب و گل ہے۔ اور پیر و استاذ پدرِ رُوح و دل۔ ع ذا ابو الروح لا ابو النطف۔ جبکہ وہ حق و رشاد کے پیر و استاذ ہوں۔ و رنہ زہر و قہرِ جاں گسل ع۔ اے بسا ابلیس آدم روئے ہست۔

حدیث میں ہے۔ جو شخص نماز پڑھے۔ اور اوس میں ماں باپ کے لئے دعا نہ کرے۔ وہ نماز ناقص ہے۔ اور دعاء والدین کے لئے سُنّتِ قدیمہ ہے۔ کہ حضرت نوح علیٰ نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والتسلیم کے وقت سے جاری۔ اللہ تعالیٰ اون سے حکایت فرماتا ہے۔ رب اغفر لی ولوالدیّ قال الرضا۔ اور حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم سے حکایت فرمائی۔ ربنا اغفر لی والوالدیّ وللمؤمنین یوم یقوم الحساب۔ دوسری جگہ ارشاد ہوتا ہے رب ارحمھما کما ربیانی صغیرا۔

ادب ۱۵۔ سُنّت یوں ہے۔ کہ پہلے اپنے نفس کے لئے دعا مانگے۔ پھر والدین و دیگر اہلِ اسلام کو شریک کرے۔ قال الرضا سعید بن یسار کہتے ہیں میں حضرت عبداللہ

بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے پاس بیٹھا تھا۔ ایک شخص کو یاد کر کے مَیں نے اوس کے لئے دُعائے رحمت کی۔ حضرت ابن عمر نے میرے سینے پر ہاتھ مارا۔ اور فرمایا۔ پہلے اپنے نفس سے ابتدا کر۔ رواہ ابن ابی شیبۃ۔ امام نخعی فرماتے ہیں جب دعا کرے اپنے نفس سے ابتدا کرے تجھے کیا خبر کونسی دعا قبول ہو جائے

اور صحاح میں ثابت کہ حضور سرورِ عالم صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم جب کسی کے لئے دُعاء فرماتے۔ اپنے نفسِ نفیس سے ابتداء فرماتے۔ اور بارہا حضور اقدس سے اس کا خلاف بھی ثابت ہ امام بدرالدین زرکشی حواشی ابن الصلاح میں یُوں تطبیق دیتے ہیں۔ کہ اگر اپنے اور دوسرے کے لئے ایک ہی بات کی دعاء کرے۔ تو اپنے نفس سے ابتداء کرے۔ مثلاً اللّٰھم اغفر لی ولوالدی۔ اور اگر دعا غیر غیر ہو۔ تو اختیار ہے۔ جیسے اللّٰھم اشفِ فلانا واغفرلی۔ یا اللّٰھم ارحمنی واقضِ دین فلان ہ اور شرح عقیدہ بُرہانیہ میں ہے کہ دُعا میں اپنے نفس پر بھائی مُسلمانوں کو مقدم رکھے۔ کہ یہ رتبہ ایثار کا ہے۔ حدیث میں ہے جب بندہ اپنے بھائی مُسلمان کے لئے دُعا کرتا ہے۔ تو اللہ تعالےٰ فرماتا ہے لبّیک اے میرے بندے اور مَیں پہلے تجھ سے شروع کروں گا۔ اِس سے بڑھکر کیا فضیلت ہوگی کہ اجابت میں اِس سے بدائت ہوگی۔ تو مقامِ ایثار مقامِ عالی وشریف ہے۔ یہ لکھ کر اخیر میں اختیار دے دیا۔ کہ فان شاء بدء بنفسہ وان شاء بدء بغیرہ انتھٰی ہ

علامہ شہاب خفاجی مصری نسیم الریاض میں فرماتے ہیں۔ ان اقوال میں یُوں جمع کر سکتے ہیں۔ کہ ہر امر کے لئے ایک مقام جداگانہ ہے۔ اور ہر شخص کے لئے اوس کی نیّت۔ انتھی ہ

اقول۔ ظاہراً یہ ایثار مقامِ خواص ہے۔ اور عوام کو تقدیم نفس ہی مناسب۔ ولہٰذا شارع صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم سے کہ عام کے لئے تشریع فرماتے۔ اکثر یہی منقول بلکہ فقیر کے خیال میں نہیں کہ حضور اقدس صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم سے دُعاء میں اپنے نفسِ اقدس کو اوروں سے مؤخر رکھنا ثابت ہو۔ ہاں دعا للغیر پر اقتصار بارہا ہُوا ہے۔ اور حدیث صحیح ابدأ بنفسک ثم بمن تعول سے بھی اس معنی پر استدلال کر سکتے ہیں۔ شرعِ مطہر میں حقِ نفس حقِ غیر پر بیشک مقدم واللہ سبحانہ وتعالےٰ اعلم ہ

ادب ۴۳۔ حتی الوسع اوقات واماکنِ اجابت کی رعایت کرے ہ

ادب ۴۴۔ آمین پر ختم کرے۔ کہ دُعاء کی مُہر ہے۔ **قال الرضاء** اور سُننے والے کو بھی آمین کہنا چاہئے۔ استئنا نا بسنۃ ھرون علیہ الصلوٰۃ والسلام فان موسٰی

کان یدعو و ھارون یؤمن کما فی الحدیث عنہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ و علیھما وسلم ؎

ادب ۴۵ ۔ بعد فراغ دونوں ہاتھ چہرے پر پھیرے کہ وہ خیر و برکت جو بذریعہ دعا حاصل ہوئی اشرف الاعضاء یعنی چہرے سے ملاقی ہو ٭

ادب ۴۶ ۔ اللہ جل جلالہ کے سعت رحمت و صدق وعدہ ادعونی استجب لکم پر نظر کرکے استجابت دعاء پر یقین کامل رکھے ۔ کہ کریم سائل کو محروم نہیں پھیرتا ۔ حدیث میں ہے ۔ ادعوا اللہ وانتم موقنون بالاجابۃ ۔ اللہ تعالیٰ سے دعاء کرو اس حال پر کہ تمہیں اجابت کا یقین ہو ۔ جو دعاء کرے ۔ اور یہ سمجھے کہ میری دعاء کیا قبول ہوگی ۔ اوس کی دعاء مقبول نہ ہوگی ۔ قال اللہ تعالیٰ انا عند ظن عبدی ۔ اسی وجہ سے کہتے ہیں کہ دعاء کے وقت اپنا گناہ یاد نہ کرے ۔ کہ اوس کا خیال یقین اجابت میں خلل ڈالے گا ۔ اور طاعت کو بھی بطور استحقاق نہ یاد کرے کہ عُجب و ناز میں مُبتلا کریگا ۔ اور تضرع و شکستگی میں مخل ہوگا ٭

ادب ۴۷ ۔ دُعاء کرتے کرتے ملال نہ لائے ۔ بلکہ نشاط قلب کے ساتھ عرض کرے ۔ فان اللہ لا یمل لا تملوا ٭ قال الرضا وفی لفظ لا یسام حتی تساموا والمولیٰ سبحنہ و تعالیٰ منزہ عن الملالۃ والسآمۃ وانما ھو من باب المشاکلۃ ؎

ادب ۴۸ ۔ دعاء کے قبول میں جلدی نہ کرے ۔ حدیث شریف میں ہے کہ خدائے تعالیٰ تین آدمیوں کی دُعاء قبول نہیں کرتا ۔ ایک وہ کہ گناہ کی دُعاء مانگے ۔ دوسرا وہ کہ ایسی بات چاہے کہ قطع رحم ہو تیسرا وہ کہ قبول میں جلدی کرے ۔ کہ میں نے دُعاء مانگی ۔ اب تک قبول نہ ہوئی

؎ عن ابن مسعود عن النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم انہ قال اذا رفعتم ایدیکم الی اللہ ودعوتم وسألتم حوائجکم فامسحوا ایدیکم علی وجوھکم فان اللہ حیی کریم یستحی من عبدہ اذا دعاہ و سأل ان یردھما خائبین فامسحوا ھما [illegible] یعنی جب تم اپنے ہاتھ خدا تعالیٰ کی طرف اوٹھا کر دعا و سوال کرو تو انہیں منہ پر پھیرو [illegible] جب بندہ اپنے دونوں ہاتھ اوٹھاتا اور سوال کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ نے خالی ہاتھ پھیرنے سے [illegible] خدائے کریم ہاتھ خالی نہیں پھیرتا کسی طرح کی بھلائی اور خیر و خوبی خواہ دینی خواہ [illegible] رحمت ہوتا ہے بنظر اوس نعمت و برکت کے دعاء کے بعد منہ پر ہاتھ پھیرنا مقرر ہوا منہ تغمدہ

ایسا شخص گھبرا کر دُعا چھوڑ دیتا ہے۔ اور مطلب سے محروم رہتا ہے۔ اے عزیز: تیرا پروردگار فرماتا ہے:۔ اجیب دعوۃ الداع اذا دعان میں دعا مانگنے والے کی دعا قبول کرتا ہوں: جب مجھ سے دُعا مانگے۔ فاذکروا اللہ کثیرا لعلکم تفلحون ہ دعا بہت مانگو۔ اور مجھ کو اپنی مصیبت کے وقت یاد کرو۔ تاکہ بلاء سے نجات پاؤ۔ فلنعم المجیبون ہ ہم کیا اچھے قبول کرنے والے ہیں۔ اُدعونی استجب لکم مجھ سے دُعا مانگو۔ میں قبول فرماؤں۔ پس یقین سمجھ۔ کہ وہ تجھے اپنے در سے محروم نہیں کرے گا۔ اور اپنے وعدے کو وفا فرمائے گا۔ وہ اپنے حبیب صلی اللہ تعالے علیہ وسلم سے فرماتا ہے و اما السائل فلا تنھر۔ سائل کو نہ جھڑک۔ آپ کس طرح اپنے خوانِ کرم سے دُور کرے گا۔ بلکہ وہ تجھ پر نظرِ کرم رکھتا ہے۔ کہ تیری دُعا کے قبول کرنے میں دیر کرتا ہے۔

ابن ابی شیبہ۔ وبیہقی وصابونی کی حدیث میں ہے۔ حضور اقدس صلی اللہ تعالے علیہ وسلم فرماتے ہیں۔ جب کوئی پیارا خدا تعالے کا دُعا کرتا ہے۔ جبرائیل علیہ السلام کہتے ہیں۔ الٰہی تیرا بندہ تجھ سے کچھ مانگتا ہے۔ حکم ہوتا ہے ٹھہرو۔ ابھی نہ دو تاکہ پھر مانگے۔ کہ مجھ کو اوس کی آواز پسند ہے۔

	خوش ہمی آید مرا آوازِ او		واں خدایا گفتن واں رازِ او	

اور جب کوئی کافر یا فاسق دُعا کرتا ہے۔ فرماتا ہے۔ اس کا کام جلدی کر دو۔ تاکہ پھر نہ مانگے۔ کہ مجھ کو اوس کی آواز مکروہ ہے۔

یحیٰی بن سعید بن قطان نے جناب باری کو خواب میں دیکھا۔ عرض کی۔ الٰہی میں اکثر دُعا کرتا ہوں۔ اور تو قبول نہیں فرماتا۔ حکم ہوا۔ اے یحیٰی میں تیری آواز کو دوست رکھتا ہوں۔ اس واسطے تیری دُعا میں تاخیر کرتا ہوں۔ قال الرضاء سگانِ دُنیا کے امیدواروں کو دیکھا جاتا ہے۔ کہ تین تین برس تک امیدواری میں گزارتے ہیں۔ صبح وشام اون کے دروازوں پر دوڑتے ہیں۔ اور وہ ہیں۔ کہ رُخ نہیں ملاتے۔ بار نہیں دیتے۔ جھڑکتے۔ دل تنگ ہوتے ناک بھوں چڑھاتے ہیں۔ امیدواری میں رکھا تو بیگار [illegible] یہ حضرت گھر سے کھانے [illegible] گھر سے [illegible] بیگار کی بار اُٹھاتے ہیں۔ اور زبان [illegible] [illegible] نہ امید توڑیں نہ پیچھا چھوڑیں۔ اور احکم الحاکمین اکرم الاکرمین عز جلالہ کے دروازے پر آدمی تو [illegible]

ہی کون ہے - اور آئے بھی - تو اُکتاتے گھبراتے - کل کا ہوتا آج ہو جائے - ایک ہفتہ کچھ
پڑھتے گزرا - اور شکایت ہونے لگی - صاحب پڑھا تو تھا - کچھ اثر نہ ہوا - یہ احمق اپنے لئے
اجابت کا دروازہ خود بند کر لیتے ہیں - رسول اللہ صلی اللہ تعالٰے علیہ وسلم فرماتے
ہیں - یستجاب لاحدکم مالم یعجل یقول دعوت فلم یستجب لی
تمہاری دُعاء قبول ہوتی ہے جب تک جلدی نہ کرو - کہ میں نے دُعاء کی تھی - قبول نہ ہوئی -
اور پھر بعض تو اس پرایسے جامے سے باہر ہو جاتے ہیں - کہ اعمال و ادعیہ کے اثر سے
بے اعتقاد - بلکہ اللہ عزوجل کے وعدہ و کرم سے بے اعتماد والعیاذ باللہ الکریم الجواد
ایسوں سے کہا جائے - کہ اے بے حیا بے شرمو! ذرا اپنے گریبان میں مُنہ ڈالو - اگر کوئی تمہارا برابر
والا دوست تم سے ہزار بار کچھ کام اپنے کہے - اور تم اوس کا ایک کام نہ کرو - تو اپنا کام اوس سے
کہتے ہوئے اوّل تو آپ لجاؤ گے کہ ہم نے تو اوس کا کہنا کیا ہی نہیں - اب کس مُنہ سے اُس سے
کام کو کہیں - اور اگر غرض دیوانی ہوتی ہے - کہہ بھی دیا - اور اوس نے نہ کیا - تو اصلا محل شکایت
نہ جانو گے - کہ ہم نے کب کیا تھا - جو وہ کرتا - اب جانچو - کہ تم مالک علی الاطلاق عز جلالہ کے
کتنے احکام بجالاتے ہو - اوس کے حکم بجا نہ لانا - اور اپنی درخواست کا خواہی نخواہی قبول چاہنا
کیسی بے حیائی ہے - او احمق! پھر فرق دیکھ - اپنے سر سے پاؤں تک نظرِ غور کر - ایک ایک
رویں میں ہر وقت ہر آن کتنی کتنی ہزار در ہزار صد ہزار بے شمار نعمتیں ہیں - تو سوتا ہے - اور اوس
کے معصوم بندے تیری حفاظت کو پہرا دے رہے ہیں - تو گناہ کر رہا ہے - اور سر سے پاؤں
تک صحت و عافیت - بلاؤں سے حفاظت - کھانے کا ہضم - فضلات کا دفع - خون کی روانی
اعضاء میں طاقت - آنکھوں میں روشنی - بے حساب کرم بے مانگے بے چاہے تجھ پر اُتر رہے ہیں
پھر اگر تیری بعض خواہشیں عطا نہ ہوں - کس مُنہ سے شکایت کرتا ہے - تو کیا جانے کہ تیرے
لئے بھلائی کا ہے میں ہے - تو کیا جانے کہ کیسی سخت بلا آنے والی تھی کہ اس دُعا نے دفع
کی - تو کیا جانے - کہ اس دُعاء کے عوض کیسا ثواب تیرے لئے ذخیرہ ہو رہا ہے - اوسکا وعدہ
سچا ہے - اور قبول کی یہ تینوں صورتیں ہیں جن میں ہر پہلی پچھلی سے اعلےٰ ہے - ہاں بے اعتقادی
آئی - تو یقین جان - کہ مارا گیا - اور ابلیس لعین نے تجھے اپنا سا کر لیا - والعیاذ باللہ سبحٰنہ
و تعالیٰ - اے ذلیل خاک اے آبِ ناپاک اپنا مُنہ دیکھ - اور اس عظیم شرف کو غور کر - کہ اپنی بارگاہ
میں حاضر ہونے اپنا پاک متعالی نام لینے اپنی طرف مُنہ کرنے اپنے پکارنے کی تجھے اجازت دیتے

ہیں۔ لاکھوں مرادیں بیں فضلِ عظیم پر نثار۔ او بے صبرے! ذرا بھیک مانگنا سیکھ۔ اس آستانِ رفیع کی خاک پر لوٹ جا۔ اور پشیارہ اور زمٹ کی بندھی رکھ۔ کہ اب دیتے ہیں۔ اب دیتے ہیں۔ بلکہ اوسے پکارنے اوس سے مناجات کرنے کی لذت میں ایسا ڈوب جا۔ کہ ارادہ و مراد کچھ یاد نہ رہے۔ یقین جان کہ اس دروازے سے ہرگز محروم نہ پھرے گا۔ کہ ؎

من دق باب الکریم انفتح

وباللہ التوفیق ۞

ادب ۴۹۔ اپنے گناہ و خطا پر نظر کرکے دُعا کو ترک نہ کرے۔ کہ شیطان کی بھی دُعا قبول ہوئی۔ اور اوسے قیامت تک مہلت ملی۔ اِنَّکَ مِنَ الْمُنْظَرِیْنَ ۞

کہتے ہیں فرعون دن بھر خدائی کا دعوے کرتا۔ اور رات کو دُعا و زاری میں مشغول رہتا۔ اسی سبب سے جاہ و حشم و مال و ملک اوس کا مدت تک قائم رہا ؎

روز موسیٰ پیش حق نالاں شدے نیم شب فرعون ہم گریاں شدے

کیں چہ غل ست اے خدا بر گردنم گر نہ غل باشد کہ گوید من منم

اے عزیزو! وہ ارحم الراحمین ہے۔ اوس سے ناامید ہونا مسلمان کی شان نہیں۔ جو کافروں کو نعمت سے محروم نہیں رکھتا۔ تجھے کب محروم کرے گا ؎

اے کریمے کہ از خزانۂ غیب گبر و ترسا وظیفہ خور داری

دوستاں را کجا کنی محروم تو کہ با دشمناں نظر داری

ادب ۵۰۔ تندرستی و خوشی و فراخ دستی کی حالت میں دُعا کی کثرت کرے۔ تاکہ سختی و رنج میں بھی دُعا قبول ہو۔ حدیث میں ہے من سرہ ان یستجیب اللہ لہ عند الشدائد والکرب فلیکثر الدعاء فی الرخاء ۞

ادب ۵۱۔ جس امر کا انجام یقیناً نہ معلوم ہو کہ اپنے لئے کیسا ہے۔ بلا شرط خیر و صلاح دعا نہ کرے۔ و قال الرضاء ممکن ہے کہ جسے یہ اپنے حق میں خیر جانتا ہے۔ انجام اوسکا برا ہو

اور بالعکس تو اپنے مُنہ سے اپنی مضرت مانگتا ہوگا۔ اللہ تعالٰے فرماتا ہے۔ عسٰی ان تکرھُوا شیئًا وھو خیر لکم وعسٰی ان تحبوا شیئًا وھو شر لکم واللہ یعلم وانتم لا تعلمون۔ قریب ہے کہ تم کسی چیز کو مکروہ سمجھو گے۔ اور وہ تمہارے لئے بہتر ہے۔ اور قریب ہے کہ تم کسی چیز کو دوست رکھو گے۔ اور وہ تمہارے لئے بُری ہے۔ اور اللہ جانتا ہے اور تم نہیں جانتے۔ اور فرماتا ہے۔ عسٰی ان تکرھوا شیئًا ویجعل اللہ فیہ خیرًا کثیرًا قریب ہے۔ کہ تم بعض چیزوں کو ناپسند کرو گے۔ اور اللہ تعالٰے اون میں خیر کثیر رکھے گا۔ لہٰذا دُعا یُوں چاہیئے کہ الٰہی اگر میرے لئے یہ امر دین و دُنیا و آخرت میں بہتر ہے۔ تو عطا فرما۔ جس کی خیریت و منفعت یقینی ہے جس میں دوسرا پہلو نہیں۔ وہاں اس شرط و استثنا کی حاجت نہیں۔ مثلاً الٰہی میں تجھ سے جنت مانگتا ہوں۔ الٰہی مجھ کو دوزخ سے بچا۔ آمین۔

یہ وہ اکاون ادب ہیں جو حضرت مصنف قدس سرہ نے افادہ فرمائے۔ اب فقیر غفر اللہ تعالٰے لہٗ نو اور ذکر کرتا ہے۔ کہ ساٹھ کا عدد کامل ہو۔ وباللہ التوفیق۔

ادب ۵۲ - دُعا تنہائی میں کرے۔ حدیث میں آیا ہے۔ پوشیدہ کی ایک دُعا علانیہ کی ستر دُعا کے برابر ہے۔ رواہ ابو الشیخ والدیلمی عن انس رضی اللہ تعالٰی عنہ

فائدہ عجیبہ۔ اخیر محرم ۱۳۰۴ھ میں فقیر نے بدایوں مدرسہ طیبہ قادریہ میں خواب دیکھا کہ صحیح بخاری شریف نہایت خوش خط محشی میرے سامنے ہے۔ اوس کے حاشیے پر غالبًا بروئیت امام شافعی رضی اللہ تعالٰے عنہ یہ حدیث لکھی ہے۔ کہ الدعاء فی الشمس مرۃ افضل من الدعاء فی الظل سبع عشرۃ مرۃ یعنی دھوپ میں ایک بار دُعا سائے میں سترہ بار کی دُعا سے بہتر ہے۔ اس مضمون کی حدیث فقیر کی نظر سے کہیں نہ گزری۔ حضرت عظیم البرکت مولٰینا مولوی محمد عبد القادر صاحب قادری دامت برکاتہم سے بھی استفسار کیا۔ فرمایا۔ میرے خیال میں بھی نہیں۔ واللہ تعالٰے اعلم۔ اسی طرح اب کوئی چند مہینے ہوئے۔ سید شاہ فضل حسین صاحب پنجابی فقیر سے صحیح بخاری شریف پڑھتے تھے۔ ایک دن فقیر نے اپنے مکان میں خواب دیکھا کہ جامع صحیح مطبع مطبع احمدی پیش نظر ہے۔ اور اوس میں جابر بن عبد اللہ رضی اللہ تعالٰے عنہما کی ایک اثر موقوف میں کسی مؤذن کی اذان کا ذکر اور اوس پر بحث ہے کہ اس کی اذان مطابق سُنت ہے یا نہیں۔ اسپر حضرت جابر رضی اللہ تعالٰے عنہ فرماتے ہیں قد سمعہ افقہ بلدنا و اعلمھم علماء ابو حنیفۃ یعنی اوس کی اذان کیونکر صحیح نہ ہو۔ حالانکہ اوسے سُنا ہے ہمارے

شہر کے اکمل فقہاء و اعظم علماء ابوحنیفہ نے۔ خواب کی باتیں اکثر تاویل طلب ہوتی ہیں تو حضرت جابر رضی اللہ تعالٰی عنہ کا حضرت امام پر زمانًا تقدم کچھ مضر نہیں۔ واللہ تعالٰی اعلم

ادب ۵۳ - جب قصدِ دُعاء ہو۔ پہلے مسواک کرلے۔ کہ اب اپنے رب سے مناجات کرے گا۔ ایسی حالت میں رائحہ متغیرہ سخت ناپسند ہے۔ خصوصًا حُقّہ پینے والے خصوصًا تمباکو کھانے والوں کو اس ادب کی رعایت ذکر و دعاء و نماز میں نہایت اہم ہے۔ کچا لہسن پیاز کھانے پر حکم ہُوا۔ کہ مسجد میں نہ آئے۔ وہی حکم یہاں بھی ہوگا۔ سیّدنا حضور اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں۔ مسواک رب کو راضی کرنے والی ہے۔ اور ظاہر ہے۔ کہ رضائے رب باعثِ حصولِ ارب ہے ۔

ادب ۵۴ - جہاں تک ممکن ہو۔ دعاء زبانِ عربی کرے۔ غرر الافکار وغیرہ میں ہمارے علماء نے تصریح فرمائی۔ کہ غیر عربی میں دعاء مکروہ ہے۔ وما وقع فی النھر والدر من التحریم فمحلہ ما اذا لم یعلم معناہ کمثل الرقیۃ بالعجمیۃ۔ امام ولوالجی فرماتے ہیں۔ اللہ تعالٰی غیر عربی کو دوست نہیں رکھتا۔ اور فرماتے ہیں عربی میں دُعاء اجابت سے زیادہ قریب ہوتی ہے۔ میں کہتا ہوں۔ مگر جو عربی نہ سمجھتا ہو۔ اور معنی سیکھ کر بتکلف اون کی طرف خیال لے جانا مشوّش خاطر و مخل حضور ہو۔ وہ اپنی ہی زبان میں اللہ تعالٰی کو پکارے۔ کہ حضور و یکسوئی اہم امور ہے ۔

ادب ۵۵ - اگر دُعاء کرتے کرتے نیند غالب ہو۔ جگہ بدل دے۔ یُوں بھی نہ جائے۔ تو وضو کرے۔ یُوں بھی نہ جائے۔ تو موقوف کرے صحیح حدیث میں اس کی وصیت فرمائی۔ کہ مبادا استغفار کرنا چاہے۔ اور زبان سے اپنے لئے بد دعاء نکل جائے ۔

ادب ۵۶ - اقول - حالت غضب میں بد دُعا کا قصد نہ کرے۔ کہ غضب عقل کو چھپا لیتا ہے۔ کیا عجب۔ کہ بعد زوال غضب خود اوس بد دُعاء پر نادم ہو۔ اس مضمون کو حدیث لا یقضی القاضی وھو غضبان سے استنباط کرسکتے ہیں ۔

ادب ۵۷ - دُعاء میں تکبّر اور شرم سے بچے مثلًا تنہائی میں دُعاء بہ نہایت تفرّع و الحاح کر رہا ہے۔ اپنا منہ خوب گڑ گڑانے کا بنا رہا ہے۔ اب کوئی آگیا تو اس حالت سے شرما کر موقوف کر دیا۔ یہ سخت حماقت۔ اور معاذ اللہ اللہ کی جناب تکبّر سے مشابہ ہے۔ اوس کے حضور گڑ گڑانا موجب ہزاراں عزت ہے۔ نہ کہ معاذ اللہ

خلافِ شان و شوکت ٭

ادب ۵۸ - دعا میں جیسے کہ بلند آواز نہ چاہیئے - نہایت پست بھی نہ کرے - اور اس
قدر تو ضرور ہے - کہ اپنے کان تک آواز پہنچے - بغیر اس کے مذہب راجح پر کوئی کلام و قرأت
کلام قرأت نہیں ٹھیرتا - وقال اللہ تعالیٰ ولا تجھر بصلوتک ولا تخافت بھا وابتغ
بین ذٰلک سبیلا ٭

ادب ۵۹ - دعا میں صرف مدعا پر نظر نہ رکھے - بلکہ نفسِ دعا کو مقصود بالذات جانے
کہ وہ خود عبادت - بلکہ مغزِ عبادت ہے - مقصد ملنا نہ ملنا در کنار - لذتِ مناجات
نقدِ وقت ہے - والحمد للہ رب العلمین ٥

ادب ۶۰ - تنہا اپنی دعا پر قناعت نہ کرے - بلکہ صلحا و اطفال و مساکین اور بیوہ عورتوں
کے ساتھ نیک سلوک کر کے اون سے بھی دعا چاہے - کہ اقرب بقبول ہے - اوّلاً جب
احسان کیا - وہ راضی ہوں گے - اور دل سے اُس کے لئے دعا کریں گے - اور مسلمان کی
دعا مسلمان کے لئے اوس کی غیبت میں نہایت جلد قبول ہوتی ہے - ثانیاً اون کی
رضامندی سے اللہ راضی ہوگا - نبی صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں - اللہ تعالےٰ
بندے کی مدد میں ہے - جب تک بندہ اپنے مسلمان بھائی کی مدد میں ہے - اور جو کسی
مسلمان کی تکلیف دور کرے - اللہ تعالےٰ اوس کی تکلیف دور فرمائے - ثالثاً اون کا
منہ اس کے لئے دعا میں اس کے منہ سے بہتر ہوگا ٭

منقول ہے حضرت موسےٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کو خطاب ہوا - اے موسےٰ مجھ
سے اوس منہ کے ساتھ دعا مانگ جس سے تو نے گناہ نہ کیا - عرض کی - الٰہی وہ منہ کہاں
سے لاؤں - (یہ انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کی تواضع ہے - ورنہ وہ یقیناً ہر گناہ سے
معصوم ہیں) فرمایا - اوروں سے دعا کرا - کہ اون کے منہ سے تو نے گناہ نہ کیا ٭

امیر المومنین فاروق اعظم رضی اللہ تعالےٰ عنہ مدینہ منورہ کے بچوں سے اپنے لئے دعا کراتے
کہ دعا کرو عمر بخشا جائے ٭

اور صائم و حاجی و مریض و مبتلا، سے دعا کرانا اثرِ تمام رکھتا ہے - اون تین کی حدیثیں تو
فصلِ ہشتم میں آئیں گی - اور مبتلا وہ جو کسی دنیوی بلا میں گرفتار ہو - یہ مریض سے عام ہو
ابوالشیخ نے کتاب الثواب میں ابو درداء رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے روایت کی - حضور

اقدس صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اغتنموا دعوۃ المؤمن المبتلی مسلمان مُبتلا کی دُعا غنیمت جانو۔

فائدہ۔ جب مطلب حاصل ہو۔ اوسے خدائےتعالےٰ کی عنایت و مہربانی سمجھے۔ اپنی چالاکی و دانائی نہ جانے۔ اللہ تعالےٰ فرماتا ہے۔ اذا مس الانسان ضر دعانا ثم اذا خولنٰہ نعمۃ منا قال انما اعطیتہ علیٰ علم۔ جب آدمی کو تکلیف پہنچتی ہے ہم سے دُعا کرتا ہے۔ پھر جب ہم اوسے نعمت دیتے ہیں کہتا ہے۔ یہ مجھے اپنی دانائی سے ملی۔ بل ھی فتنۃ۔ بلکہ وہ نعمت آزمائش ہے۔ کہ دیکھیں ہمارا احسان مانتا ہے۔ یا نہیں۔ ولکن اکثر الناس لا یعلمون۔ لیکن بہت لوگ نہیں جانتے۔ اور اوس نعمت کو اپنی دانائی کا نتیجہ سمجھتے ہیں۔ ایسا شخص پھر اگر دعا کرتا ہے۔ قبول نہیں ہوتی جو کریم کا احسان نہیں مانتا۔ لائق عطا نہیں مستوجب سزا ہے۔ من اعرض عن ذکری فان لہ معیشۃ ضنکا۔ جو ہماری یاد سے منہ پھیرے۔ اوس کے لئے ہے تنگ زندگانی ۔

قال الرضاء ظاہر ہے کہ جب نعمت ملے۔ شکر واجب ہے۔ کہ قائم رہے۔ اور زیادہ ملے حدیث شریف میں ہے نعمتیں وحشی ہوتی ہیں۔ اونہیں شکر سے مقید کرو۔ اللہ تعالےٰ فرماتا ہے۔ ولئن شکرتم لازیدنکم۔ اور بیشک اگر تم شکر کروگے۔ میں تمہیں زیادہ دونگا فائدہ قال الرضا۔ حدیث میں قبول دُعا دیکھنے کے وقت یہ دُعا ارشاد فرمائی:۔ الحمد للہ الذی بعزتہ وجلالہ تتم الصلحات وبہ

تم فصل الآداب واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

فصل سوم اوقاتِ اجابت میں

قال الرضا۔ وہ اوقات وحالات کہ جن میں بنظر ارشاد احادیث وائمہ دین امید اجابت بحمد اللہ قوی ہے پینتالیس ہیں۔ ازآں جملہ چھتیس حضرت مصنف علام قدس سرہ نے ذکر فرمائے۔ اور نو فقیر غفر اللہ تعالےٰ لہ نے بڑھائے ۔

اول شب قدر۔ قال الرضاء کہ بقول اکثر شب بست وہفتم ماہ رمضان ہے ۔

دوم۔ روزِ عرفہ یعنی نہم ذی الحجہ۔ قال الرضاء خصوصًا بعد زوال۔ خصوصًا عرفات میں ۔

سوم۔ ماہ رمضان مطلقاً ۔ چہارم شبِ جمعہ ۔ پنجم روزِ جمعہ ۔ ششم ٹھیک آدھی رات کہ اوس وقت تجلی خاص ہوتی ہے ۔ ہفتم سحر ۔ قال الرضا یعنی رات کا چھٹا حصہ رہے ۔ ہشتم ساعتِ جمعہ یعنی قبلِ غروبِ شمس کہ اکثر اقوال میں ساعت مرجوہ وہی ہے ۔ قال الرضا ساعتِ جمعہ کے بارے میں اگرچہ اقوالِ علما چالیس سے متجاوز ہوئے ۔ مگر قوی و راجح و مختارِ اکابر محققین وجماعاتِ کثیرۂ ائمہ دین دو قول ہیں ایک وہ جس کی طرف حضرت مصنف قدس سرہ و نور قبرہ نے اشارہ فرمایا ۔ یعنی ساعتِ اخیرۂ روزِ جمعہ غروبِ آفتاب سے کچھ ہی پہلے ایک لطیف وقت ۔ اشباہ میں فرمایا ۔ ہمارا یہی مذہب ہے ۔ عامہ مشائخ حنفیہ اسی طرف گئے ۔ یونہی تتارخانیہ میں اوسے ہمارے مشائخ کرام کا مسلک ٹھیرایا ۔ اور یہی مذہب ہے عالم الکتابین سیدنا عبداللہ بن سلام وحضرت کعب احبار رضی اللہ تعالےٰ عنہما کا ۔ اور اسی طرف رجوع فرمائی سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے ۔ اور ایسا ہی منقول ہے حضرت بتول زہرا صلوات اللہ وسلامہ علیٰ ابیہا وعلیہا سے ۔ اور سعید بن منصور بسندِ صحیح ابوسلمہ بن عبدالرحمٰن سے راوی کہ کچھ صحابۂ کرام نے جمع ہوکر ساعتِ جمعہ کا تذکرہ فرمایا ۔ پھر سب اس قول پر متفق ہوکر متفرق ہوئے ۔ کہ وہ روزِ جمعہ کی پچھلی ساعت ہے ۔ اور یہی مذہب ہے امام شافعی و امام محمد ۔ و امام اسحاق بن راہویہ و ابن الزملکانی ۔ اور اون کے تلمیذ علائی وغیرہم علماء کا ۔ امام ابوعمرو بن عبدالبر نے فرمایا اسباب میں اس سے ثابت تر کوئی قول نہیں ۔ فاضل علی قاری نے کہا ۔ یہ تمام اقوال سے زیادہ لائقِ اعتبار ہے ۔ امام احمد فرماتے ہیں ۔ اکثر احادیث اسی پر ہیں ولہٰذا حضرت مصنف قدس سرہ نے اسی کو اختیار فرمایا ۔

دوسرا قول جب امام منبر پر بیٹھے ۔ اوس وقت سے فرضِ جمعہ کے سلام تک ساعت موعودہ ہے ۔ یہ حدیث مرفوع ابی موسےٰ اشعری رضی اللہ تعالےٰ عنہ میں منصوص ہوا ۔ امام مسلم نے فرمایا ۔ یہ سب اقوال سے اصح اور احسن ہے ۔ اور اسی کو امام بیہقی و امام ابن العربی و امام قرطبی نے اختیار کیا ۔ امام نووی نے فرمایا ۔ یہی صحیح بلکہ صواب ہے ۔ اور اسی طرح روضہ و درمختار میں اوس کی تصحیح کی ۔ دلائل طرفین فتح الباری وغیرہ میں مبسوط ۔ اور انصاف یہ ہے ۔ کہ دونوں جانب کافی توجیہیں ہیں ۔ طالبِ خیر کو چاہیے ۔ کہ دونوں وقت دعا میں کوشش کرے ۔ یہ طریقہ جمع کا امام احمد وغیرہ اکابر سے منقول اور بیشک اس میں امید اقوےٰ و اتم ادعا وقت

مطلوب کی توقع اعظم واللہ سبحانہٗ وتعالیٰ اعلم

میں کہتا ہوں اس دوسرے قول پر اوس مابین میں دعا دل سے ہوگی۔ یا زبان سے دعا کا موقع بعد التحیات و درود کے ملیگا۔ خواہ جلسہ بین السجدتین میں جبکہ امام بھی بعد اس قدرے توقف کرے۔ فافہم ۞

نہم روز چارشنبہ ظہر وعصر کے درمیان۔ قال الرضاء خصوصاً مسجد الفتح میں کہ مساجد مدینۂ طیبہ سے ایک مسجد ہے۔ فصل آئندہ میں اس کی حدیث مذکور ہوگی ۞ دہم مسجد کو جاتے وقت۔ یازدہم[11] وقت اذان۔ قال الرضا حدیث میں ہے۔ اوس وقت درہائے آسمان کھولے جاتے ہیں ۞ دوازدہم[12] وقت تکبیر۔ سیزدہم درمیانِ اذان و اقامت۔ چہاردہم[14] جب امام ولا الضالین کہے۔ قال الرضاء یہاں دعا وہی آمین ہے۔ یا دل میں مانگے ۞

پانزدہم[15] تا نوزدہم[19] پنجگانہ فرضوں کے بعد۔ قال الرضاء رواہ الترمذی والنسائی عن ابی امامۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بلکہ ہر نماز کے بعد کما رواہ الطبرانی فی الکبیر عن العرباض بن ساریۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ مرفوعاً۔ اور کلام مصنف علام قدس سرہ میں باتباع حدیث اول فرائض پنجگانہ کی تخصیص اون کی فضیلت و فرضیت کے سبب سے ہے۔ کما افادہ علی القاری فی الحرز ۞

بستم[20] سجدے میں ۞ قال الرضاء حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں بندہ اس سے زیادہ کبھی اپنے رب سے قریب نہیں ہوتا۔ تو سجدے میں دعا زیادہ مانگو ۞ ۞

بست و یکم[21] بعد تلاوت قرآن مجید ۞ بست و دوم[22] بعد استماع قرآن شریف ۞ بست و سوم[23] وقت ختم قرآن کریم ۞ قال الرضاء خصوصاً قاری کے لئے کہ بارشاد حدیث شریف۔ ایک دعا ضرور مستجاب ہے ۞ بست و چہارم[24] جب مسلمان جہاد میں صف باندھیں ۞ بست و پنجم[25] جب کفار سے لڑائی گرم ہو ۞ بست و ششم[26] آب زمزم پی کر۔ قال الرضاء حدیث میں فرمایا۔ زمزم لما شرب لہ زمزم اوس لئے ہے جس لئے پیا جائے۔ صححہ الامام ابن الجزری یعنی جس نیت سے پیا جائے وہ حاصل ہو صحیح حدیث میں ہے۔ ابوذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے قبل ظہور اسلام مہینہ بھر صرف آب زمزم پیا۔ مکہ میں پوشیدہ تھے۔ کچھ کھانے کو نہ ملتا۔ تنہا اوس مبارک پانی نے کھانے پانی دونوں کا کام

دیا۔ اور بدن نہایت تروتازہ وفربہ ہوگیا ﴿ بست وہفتم[۲۷] جب روزہ افطار کرے ٭ بست وہشتم[۲۸] مینہ برستے میں ٭ بست ونہم[۲۹] جب مرغ اذان دے قال الرضاء۔ یہ سب اوقات حدیث میں آئے ہیں۔ اور مرغ بولنے کے باب میں ارشاد ہوا ہے۔ کہ وہ ملئکہ رحمت کو دیکھ کر بولتا ہے۔ اوس وقت اللہ کا فضل مانگو۔ فقیر اوس وقت یہ دعاء مانگتا ہے:۔ یا ذا الفضل العظیم صل علیٰ فضلک العظیم اسئلک من فضلک العظیم ﴿ ٭ سیم[۳۰] مجمع مسلمانان میں ٭ قال الرضاء علماء فرماتے ہیں۔ جہاں چالیس مسلمان جمع ہوں۔ اون میں ایک ولی اللہ ضرور ہوگا۔ ﴿ سی ویکم[۳۱] ذکر خدا و رسول کی مجلس میں۔ قال الرضاء صحیح حدیث شریف میں ہے۔ کہ اون کی دعاء پر فرشتے آمین کہتے ہیں ﴿ سی ودوم[۳۲] مسلمان میت کے پاس خصوصًا جب اوس کی آنکھیں بند کریں۔ قال الرضاء۔ یہاں بھی حدیث شریف میں آیا۔ کہ اوس وقت نیک ہی بات منہ سے نکالو۔ کہ جو کچھ کہو گے۔ فرشتے اوس پر آمین کہینگے ﴿ سی وسوم[۳۳] وقت رقت دل ٭ قال الرضاء نبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم سے حدیث میں ہے رقت قلب کے وقت دعاء غنیمت جانو۔ کہ وہ رحمت ہے۔ اخرجہ الدیلمی عن ابی بن کعب رضی اللہ تعالٰی عنہ ﴿ سی وچہارم[۳۴] سورج ڈھلے۔ قال الرضا حدیث میں ہے۔ اوس وقت آسمان کے دروازے کھلتے ہیں۔ نیز حدیث حسن بطرقہ میں فرمایا جب سائے پلٹیں۔ اور ہوائیں چلیں تو اپنی حاجات عرض کرو۔ کہ وہ ساعت اوابین کی ہے رواہ الدیلمی و ابونعیم عن ابن ابی اوفی رضی اللہ تعالٰی عنہ ﴿ سی وپنجم[۳۵] رات کو سوتے سے جاگ کر۔ قال الرضا حضور سید عالم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں۔ جو رات کو سوتے سے جاگے۔ پھر کہے: لا الٰہ الا اللہ وحدہ لا شریک لہ لہ الملک ولہ الحمد وھو علیٰ کل شیٔ قدیر۔ الحمد للہ وسبحان اللہ و لا الٰہ الا اللہ واللہ اکبر ولا حول ولا قوۃ الا باللہ۔ اوس کے بعد اللّٰھم اغفرلی کہے۔ یا فرمایا۔ دعا مانگے۔ قبول ہو۔ اور اگر وضو کرکے دو رکعت پڑھے۔ نماز مقبول ہو۔ رواہ البخاری و ابوداؤد والترمذی والنسائی وابن ماجۃ عن عبادۃ بن الصامت رضی اللہ تعالٰی عنہ۔ ﴿ سی وششم[۳۶] بعد قرأت سورۂ اخلاص وغیر ذالک ٭ قال الرضاء۔ یہ وہ اوقات ہیں۔ کہ حضرت مصنف قدس سرہٗ نے ذکر فرمائے۔ آپ

تو فقیر زائد کرتا ہے :۔ سی وہفتم[37] رجب کی چاند رات۔ سی وہشتم[38] شبِ
برأت ۔ سی ونہم[39] شبِ عید الفطر ۔ چہلم[40] شبِ عید اضحی ۔ ابن
عساکر عن ابی امامۃ رضی اللہ تعالٰی عنہ عن النبی صلی اللہ تعالٰی
علیہ وآلہ وسلم خمس لیال لا ترد فیھن الدعوۃ اول لیلۃ من رجب و
لیلۃ النصف من شعبان ولیلۃ الجمعۃ ولیلۃ الفطر ولیلۃ النحر ۔
چہل ویکم[41]۔ رات کی پہلی تہائی۔ چہل ودوم[42]۔ رات کا پچھلا ثلث چہل[43]
وسوم۔ اذان سننے میں بعد حی علی الفلاح ۔ چہل وچہارم[44]۔ تلاوتِ
سورۂ انعام میں دو اسم جلالت کے مابین یعنی آیۂ کریمہ مثل ما اوتی رسل اللہ
اللہ اعلم حیث یجعل رسالتہ میں دونوں لفظ اللہ کے درمیان دعاء کرے ۔
چہل وپنجم[45]۔ قراءتِ صحیح بخاری شریف میں جب اسمائے اصحابِ بدر پر پہنچے رضی
اللہ تعالٰی عنہم اجمعین ۔

حضرت مصنف علام قدس سرہ کا وہ چھتیس ذکر کرکے وغیر ذلک فرمانا خود
بتاتا تھا کہ انہیں میں حصر نہیں ۔ اور بھی ہیں ۔ تو فقیر کا یہ نو بڑھانا اسی کلمہ وغیر ذلک
کی شرح تھی ۔ اور ہنوز حصر نہیں ۔ وفضل اللہ اطیب واکثر والحمد للہ رب العلمین

فصل چہارم امکنۂ اجابت میں

قال الرضاء ۔ وہ چالیس ہیں تیئیس ذکر فرمودۂ حضرت مصنف قدس سرہ ۔ اور اکیس[21]
ملحقات فقیر غفراللہ تعالٰی لہ ۔

اوّل۔ مطاف۔ قال الرضاء ۔ یہ وسط مسجد الحرام شریف میں ایک گول قطعہ ہے سنگِ
مرمر سے مفروش۔ اس کے بیچ میں کعبۂ معظمہ ہے ۔ یہاں طواف کرتے ہیں۔ زمانۂ اقدس
حضور سید عالم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم میں مسجد اسی قدر تھی ۔ افادہ المصنف قدس
سرہ فی الجواہر ۔ دوم ملتزم ۔ قال الرضاء ۔ یہ کعبۂ معظمہ کی دیوار شرقی کے پارۂ
جنوبی کا نام ہے ۔ جو درمیان در کعبہ وسنگ اسود واقع ہے ۔ یہاں لپٹ کر دعا کرتے ہیں
حدیث شریف میں ہے حضور اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں ۔ میں جب

چاہوں۔ جبرائیل کو دیکھوں۔ کہ ملتزم سے لپٹا ہوا کہہ رہا ہے۔ یَا وَاجِدُ یَا مَاجِدُ لَا تُزِلْ عَنِّیْ نِعْمَۃً اَنْعَمْتَہَا عَلَیَّ۔ الحمد للہ کہ حضور پُرنور صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم کے کرم سے مشرع وجل نے اِس گدائے بینوا کو بھی یہ دُعا کرامت فرمائی۔ بارہا ملتزم سے لپٹ کر عرض کی ہے۔ یا واجد یا ماجد لا تزل عنی نعمۃ علیَّ۔ ارحم الراحمین عم نوالہ سے امید قبول ہے۔ وصلی اللہ تعالیٰ علیٰ سیدنا ومولانا محمد وآلہٖ اجمعین ۰

سوم مستجار کہ رکن شامی و یمانی کے درمیان محاذی ملتزم واقع ہے۔ قال الرضا۔ یا بر قیاسِ سابق یوں کہیے۔ کہ یہ کعبہ معظمہ کی دیوارِ غربی کے پارۂ جنوبی کا نام ہے۔ جو درمیان درِ مسدود و رکنِ یمانی واقع ہے۔ چہارم۔ داخلِ بیت۔ پنجم زیر میزاب ششم حطیم ہفتم۔ حجرِ اسود ہشتم رکنِ یمانی۔ قال الرضا خصوصًا جبکہ طواف کرتے وہاں گزر ہو۔ حدیث شریف میں ہے۔ یہاں اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُکَ العفو والعافیۃ فی الدنیا والاٰخرۃ ربنا اٰتنا فی الدنیا حسنۃ وفی الاٰخرۃ حسنۃ وقنا عذاب النار کہے۔ ہزار فرشتے آمین کہیں گے۔ رواہ ابن ماجۃ + نہم خلف مقامِ ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم۔ دہم نزدِ زمزم۔ یازدہم صفا۔ دوازدہم۔ مروہ سیزدہم مسعٰے خصوصًا دونوں میل سبز کے درمیان۔ چہاردہم۔ عرفات خصوصًا نزدِ موقف نبی صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم۔ پانزدہم مزدلفہ خصوصًا مشعر الحرام شانزدہم۔ منیٰ ہفدہم۔ ہژدہم۔ نوزدہم۔ جمراتِ ثلٰثہ۔ بستم نظرگاہِ کعبہ جہاں کہیں ہو۔ اور اِن اماکن سے بعض میں اجابت بعض کے نزدیک بعض اوقات سے خاص ہے۔ قال الرضا۔ اشار الیہ الفاضل علی القاری فی شرح اللباب وبسطہ الطحطاوی فی حاشیتی الدر و مراقی الفلاح قلت وان قیل بالتعمیم فالفضل عمیم + بست و یکم مسجد نبی صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم۔ بست و دوم۔ مکان استجابت دُعا۔ جہاں ایک مرتبہ دُعا قبول ہوئی۔ وہاں پھر دُعا کرے۔ قال تعالےٰ ھنالک دعا زکریا ربہ۔ قال الرضا۔ خواہ اپنی کسی دعا کا قبول دیکھے۔ خواہ وہ [illegible] سا ماں ہمارے [illegible] جس طرح سیدنا زکریا علیٰ نبینا الکریم وعلیہ الصلوٰۃ والتسلیم نے حضرت مریم [illegible] ... [illegible] رب اکرم [illegible] بے فصل کے میوے انہیں ملتا دیکھ کر وہیں اپنے لئے فرزند عطا ہونے کی دُعا کی [illegible] معصف

علام قدس سرہٗ نے اس آیۂ کریمہ کی تلاوت سے اشارہ فرمایا ہے بست[۲۳] وسوم اولیاء
وعلماء کی مجالس نفعنا اللہ تعالٰی ببرکاتھم اجمعین ۔ قال الرضاء رب
عزوجل صحیح حدیث قدسی میں فرماتا ہے۔ ھم القوم لا یشقی بھم جلیسھم یہ وہ
لوگ ہیں کہ انکا پاس بیٹھنے والا بدبخت نہیں رہتا ۔
اب فقیر اپنی زیادات کو گنائے۔ بست وچہارم[۲۴] مواجہہ شریفہ حضور سید الشافعین
صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم۔ امام ابن الجزری فرماتے ہیں۔ دُعا یہاں قبول نہ ہوگی۔ تو کہاں ہوگی۔
اقول۔ آیۂ کریمہ ولو انھم اذ ظلموا انفسھم جاءوک فاستغفروا اللہ و
استغفر لھم الرسول لوجدوا اللہ توابا رحیما۔ اس پر دلیل کافی ہے۔ سبحانہٗ
وتعالٰی ہر طرح معاف کرسکتا ہے۔ مگر ارشاد ہوتا ہے۔ کہ اگر وہ جب اپنی جانوں پر ظلم کریں
تیرے حضور حاضر ہوں۔ اور اللہ سے معافی مانگیں۔ اور رسول اون کی بخشش چاہے۔ تو ضرور
اللہ کو توبہ قبول کرنے والا مہربان پائیں۔ یہی تو وہ نکتۂ الٰہیہ ہے جسے گم کرکے وہابیہ چاہ
ضلال میں پڑے۔ والعیاذ باللہ رب العٰلمین بست و پنجم[۲۵] منبر اطہر کے پاس۔
بست[۲۶] وششم مسجد اقدس کے ستونوں کے نزدیک۔ بست[۲۷] وہفتم مسجد قبا
شریف میں۔ بست[۲۸] وہشتم مسجد الفتح میں خصوصًا روز چہارشنبہ بین الظہر والعصر
امام احمد بسند جید اور بزار وغیرہما جابر بن عبد اللہ رضی اللہ تعالٰی عنہما سے راوی حضور
سید عالم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے مسجد فتح میں تین دن دُعا فرمائی۔ دوشنبہ سہ شنبہ
چہارشنبہ۔ چہارشنبہ کے دن دونوں نمازوں کے بیچ میں اجابت فرمائی گئی۔ کہ خوشی کے
آثار چہرۂ انور پر نمودار ہوئے۔ جابر رضی اللہ تعالٰی عنہ فرماتے ہیں جب مجھے کوئی امر مہم
بشدت پیش [illegible] ہے۔ میں اوس ساعت میں دعا کرتا ہوں۔ اجابت ظاہر ہوتی ہے۔
بست[۲۹] و[illegible] [illegible] باقی مساجد طیبہ کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کی طرف منسوب
ہیں۔ [illegible] [illegible] [illegible] جنہیں حضور پُر نور صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کی طرف نسبت ہے۔
سی[۳۱] ویکم [illegible] [illegible] شریفہ۔ سی[۳۲] ودوم حضور اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کے تمام
مشاہد [illegible] سی[۳۳] وسوم۔ سی[۳۴] وچہارم مزارات بقیع واحد۔ بست ودوم و
بست وسوم کے سوا یہ بتیس[۳۲] مقامات حرمین طیبین اور اون کے متعلقات میں تھے۔
سی[۳۵] وپنجم مزار مطہر ابو حنیفہ رضی اللہ تعالٰی عنہ کے پاس حضرت امام شافعی رحمۃ اللہ

تعالٰے علیہ فرماتے ہیں۔ مجھے جب کوئی حاجت پیش آتی ہے۔ دو رکعت نماز پڑھتا اور قبر امام ابو حنیفہ رضی اللہ تعالٰے عنہ کے پاس جاکر دُعا مانگتا ہوں۔ اللہ تعالٰے روا فرماتا ہے۔ یہ مضمون امام ابن حجر مکی شافعی نے خیرات الحسان فی مناقب الامام الاعظم ابی حنیفۃ النعمان میں نقل فرمایا + سی[۳۶] و ششم۔ مزار مبارک حضرت امام موسٰے کاظم رضی اللہ تعالٰے عنہ امام شافعی قدس سرہ فرماتے ہیں۔ وہ استجابتِ دُعا کے لئے تریاقِ مجرب ہے + سی و ہفتم[۳۷]۔ تربت سراپا برکت حضور سیدنا غوث اعظم رضی اللہ تعالٰے عنہ + سی و ہشتم[۳۸] مزار فائض الانوار سیدنا معروف کرخی قدس اللہ تعالٰے سرہ۔ علامہ زرقانی شرح مواہب میں فرماتے ہیں۔ وہاں اجابت مجرب ہے۔ کہتے ہیں۔ سو بار سورۂ اخلاص وہاں پڑھ کر جو چاہے۔ اللہ تعالٰے سے مانگے۔ حاجت پوری ہو۔ ذکرہ فی الفصل الاول من المقصد السابع + سی و نہم[۳۹]۔ مرقد مبارک حضرت خواجۂ غریب نواز معین الحق والدین چشتی قدس سرہ + چہلم[۴۰]۔ حضرت امام ملک العلماء ابو بکر مسعود کاشانی اور اون کی زوجۂ مطہرہ فقیہہ فاضلہ حضرت فاطمہ قدس اللہ تعالٰی اسرارہما کے بین المزارین ذکرہ العلامۃ الشامی فی رد المختار + چہل و یکم[۴۱]۔ یوں ہی حضرت سیدی ابو عبداللہ محمد بن احمد قرشی و حضرت سیدی ابن رسلان قدس اللہ تعالٰے سرہما کے مزاروں کے درمیان۔ ذکرہ الزرقانی فی الفصل المذکور ان کے مزارات بیت المقدس میں ہیں۔ چہل و دوم[۴۲]۔ قرافہ میں امام اشہب و ابن القاسم رحمہما اللہ تعالٰے کے مزاروں کے درمیان کھڑے ہوکر سو بار قل ھو اللہ شریف پڑھے۔ پھر رُو بقبلہ جو دُعا کرے قبول ہو۔ ذکرہ ایضا ثمہ۔ چہل و سوم[۴۳] مرقد امام ابن لال محدث احمد بن علی ہمدانی رحمہ اللہ تعالٰے کے پاس ذکرہ فی کشف الظنون عن القاضی ابن شہبۃ عند ذکر معجم الصحابۃ لہ۔ چہل و چہارم[۴۴]۔ اسی طرح تمام اولیاء و صلحاء و محبوبانِ خدا تعالٰے کی بارگاہیں۔ خانقاہیں۔ آرامگاہیں۔ نفعنا اللہ تعالٰے ببرکاتہم فی الدنیا والاخرۃ امین۔ سترہویں شریف ماہ فاخر ربیع الآخر ۱۲۹۳ھ میں کہ فقیر کو اکیسواں سال تھا۔ علیحضرت مصنف علام سیدنا الوالد قدس سرہ الماجد و حضرت محب الرسول جناب مولانا مولوی محمد عبدالقادر صاحب قادری بدایونی دامت برکاتہم العلیہ کے ہمراہ رکاب حاضر بارگاہ بیکس پناہ حضور پُرنور محبوب الٰہی نظام الحق والدین سلطان

الاولیاء رضی اللہ تعالٰی عنہ وعنہم ہوا۔ حجرۂ مقدسہ کے چار طرف مجالس باطلہ لہو وسرود گرم تھیں۔
شور وغوغا سے کان پڑی آواز نہ سنائی دیتی۔ دونوں حضرات عالیات اپنے قلوبِ مطمئنہ کے
ساتھ حاضرِ مواجہہ اقدس ہو کر مشغول ہوئے۔ اِس فقیر بے توقیر نے ہجوم شور وشر سے خاطر
پریشان پائی۔ دروازۂ مطہرہ پر کھڑے ہو کر حضرت سلطان الاولیاء سے عرض کی۔ کہ اے
مولٰے غلام جس لئے حاضر ہوا۔ یہ آوازیں اوس میں خلل انداز ہیں۔ (لفظ یہی تھے۔ یا ان کے قریب
بہرحال مضمون معروضہ یہی تھا) یہ عرض کرکے بسم اللہ کہکر دہنا پاؤں دروازۂ حجرۂ طاہرہ میں
رکھا۔ بعونِ ربِّ قدیر وہ سب آوازیں دفعۃً گم تھیں۔ مجھے گمان ہوا۔ کہ یہ لوگ خاموش ہو رہے
پیچھے پھر کر دیکھا۔ تو وہی بازار گرم تھا۔ قدم کہ رکھا تھا۔ باہر ہٹایا۔ پھر آوازوں کا وہی جوش پایا۔ پھر
بسم اللہ کہکر دہنا پاؤں اندر رکھا۔ بحمد اللہ پھر ویسے ہی کان ٹھنڈے تھے۔ اب معلوم ہوا۔ کہ
یہ مولٰے کا کرم اور حضرت سلطان الاولیاء کی کرامت۔ اور اس بندۂ ناچیز پر رحمت ومعونت۔
ہے۔ شکر الٰہی بجا لایا۔ اور حاضرِ مواجہہ عالیہ ہو کر مشغول رہا۔ کوئی آواز نہ سنائی دی۔ جب
باہر آیا۔ پھر وہی حال تھا۔ کہ خانقاہ اقدس کے باہر قیام گاہ تک پہنچنا دشوار ہوا۔ فقیر نے یہ
اپنے اوپر گزری ہوئی گذارش کی۔ کہ اول تو وہ نعمت الٰہی تھی۔ اور رب عزوجل فرماتا ہے۔ وَاَمَّا
بِنِعْمَةِ رَبِّكَ فَحَدِّثْ ٥ اپنے رب کی نعمتوں کو لوگوں سے خوب بیان کر۔ معہذا اوس میں
غلامانِ اولیائے کرام کے لئے بشارت اور منکروں پر بلا وحسرت ہے۔ الٰہی صدقہ اپنے محبوب
کا ہمیں دنیا وآخرت وقبر وحشر میں اپنے محبوبوں کے برکات بے پایاں سے بہرہ مند فرما۔
فانک انت الکریم وان الکریم لا یقطع عوائدہ ٥ والحمد للہ رب العلمین
وصلی اللہ تعالٰی علی سیدنا محمد وسائر المحبوبین ٥ و
بارک وسلم امین ٥

فصلِ پنجم اسمِ اعظم وکلماتِ اجابت میں

قال الرضا۔ یہاں بیس بشارتیں ہیں۔ نو حضرت مصنف علام قدس سرہ نے ذکر
فرمائیں۔ اور گیارہ فقیر سگِ کوئے قادری غفر اللہ تعالٰی لہ نے بڑھائیں ٭

بشارت ۱ - حدیث میں آیہ کریمہ لَآ اِلٰہَ اِلَّآ اَنْتَ سُبْحٰنَكَ اِنِّیْ كُنْتُ مِنَ الظّٰلِمِیْنَ کی نسبت فرمایا۔ یہ اسم اعظم ہے - جو اس کے ساتھ دُعا کرے - قبول ہو۔ علماء فرماتے ہیں آیہ کریمہ قبول دُعا خصوصًا دفع بلا میں اثر تمام رکھتی ہے۔ قال الرّضاء۔ سعد بن ابی وقاص رضی اللہ تعالےٰ عنہ کی حدیث میں ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم نے فرمایا۔ کیا میں تمہیں اللہ تعالےٰ کا وہ اسم اعظم نہ بتادوں کہ جب وہ اس سے پکارا جائے۔ اجابت کرے اور جب اوس سے سوال کیا جائے۔ عطا فرمائے - وہ دُوہ دعا ہے جو یونس علیہ الصلوٰۃ والسلام نے تین تاریکیوں میں کی تھی - لَآ اِلٰہَ اِلَّآ اَنْتَ سُبْحٰنَكَ اِنِّیْ كُنْتُ مِنَ الظّٰلِمِیْنَ ۝ کسی نے عرض کی۔ یارسول اللہ! یہ خاص یونس علیہ الصلوٰۃ والسلام کے لیے تھا۔ یا سب مسلمانوں کے لیے ہے۔ فرمایا۔ کیا تو نے خدا تعالےٰ کا ارشاد نہ سُنا کہ فَاسْتَجَبْنَا لَهٗ وَنَجَّیْنٰهُ مِنَ الْغَمِّ وَكَذٰلِكَ نُنْجِی الْمُؤْمِنِیْنَ ۝ یعنی پس ہم نے یونس کی دعا قبول فرمائی۔ اور اوسے غم سے نجات دی۔ اور یوں ہی نجات دیں گے ایمان والوں کو۔ رواہ احمد والترمذی والنسائی والحاکم مطولا واللفظ لہ والبیھقی و الضیاء فی المختارۃ ۞

بشارت ۲ - سیّد عالم صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم نے ایک شخص کو کہتے سُنا اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُكَ بِاَنِّیْ اَشْھَدُ اَنَّكَ اَنْتَ اللّٰهُ لَآ اِلٰہَ اِلَّآ اَنْتَ الْاَحَدُ الصَّمَدُ الَّذِیْ لَمْ یَلِدْ وَلَمْ یُوْلَدْ وَلَمْ یَكُنْ لَّهٗ كُفُوًا اَحَدٌ ۝ ارشاد فرمایا خدا کی قسم تو نے اللہ تعالےٰ سے وہ اسم اعظم لے کر سوال کیا۔ کہ جب اوس سے سوال کیا جاتا ہے۔ اللہ تعالےٰ عطا کرتا ہے۔ اور جب اوس سے دُعا کی جاتی ہے قبول فرماتا ہے ۞ قال الرضا رواہ احمد وابن ابی شیبۃ والبوداؤد والترمذی والنسائی وابن ماجۃ وابن حبان والحاکم۔ امام ابوالحسن علی مقدسی وامام عبدالعظیم منذری وامام ابن حجر عسقلانی وغیرہم ائمہ رحمہم اللہ تعالےٰ فرماتے ہیں۔ اس حدیث کی اسناد میں کوئی طعن نہیں - اور دربارۂ اسم اعظم یہ سب احادیث سے جیّد وصحیح تر ہے ۞

بشارت ۳ - ایک حدیث میں آیا۔ اسم اعظم ان دو آیتوں میں ہے۔ اِلٰھُكُمْ اِلٰہٌ وَّاحِدٌ لَآ اِلٰہَ اِلَّا ھُوَ الرَّحْمٰنُ الرَّحِیْمُ اور الٓمّٓ اللّٰهُ لَآ اِلٰہَ اِلَّا ھُوَ الْحَیُّ الْقَیُّوْمُ قال الرّضا۔ رواہ ابن ابی شیبۃ والبوداؤد والترمذی وابن ماجۃ عن اسماء بنت

یزید رضی اللہ تعالیٰ عنہما ۔

بشارت ۴ ۔ بعض علماء یَا بَدِیْعَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ یَا ذَا الْجَلَالِ وَالْاِکْرَامِ کو اسمِ اعظم کہتے ہیں۔ قال الرضاء۔ سری بن یحییٰ قدس سرہ بعض اولیاء سے راوی ہیں دعا کرتا تھا اللہ تعالیٰ سے کہ مجھے اسمِ اعظم دکھا دے۔ مجھے آسمان میں ایک ستارہ نظر پڑا۔ جس پر لکھا تھا۔ یَا بَدِیْعَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ یَا ذَا الْجَلَالِ وَالْاِکْرَامِ ۔

بشارت ۵ ۔ بعض علماء نے یَا اَللّٰہُ یَا رَحْمٰنُ یَا رَحِیْمُ کو اسمِ اعظم کہا ۔

بشارت ۶ ۔ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے زید بن صامت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو یوں دعا کرتے سنا۔ اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُکَ بِاَنَّ لَکَ الْحَمْدُ لَا اِلٰہَ اِلَّا اَنْتَ وَحْدَکَ لَا شَرِیْکَ لَکَ یَا حَنَّانُ یَا مَنَّانُ یَا بَدِیْعَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ یَا ذَا الْجَلَالِ وَالْاِکْرَامِ یَا حَیُّ یَا قَیُّوْمُ ۔ فرمایا۔ یہ اللہ کا وہ اسمِ اعظم ہے۔ کہ جب اس سے پکارا جائے۔ اجابت کرے۔ اور جب مانگا جائے عطا فرمائے۔ اخرجہ احمد وابن ابی شیبۃ والاربعۃ وابن حبان والحاکم عن انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ

بشارت ۷ ۔ حدیث میں ہے ام المومنین صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے یوں دعا کی اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَدْعُوْکَ اللّٰہَ وَاَدْعُوْکَ الرَّحْمٰنَ وَاَدْعُوْکَ الْبَرَّ الرَّحِیْمَ وَاَدْعُوْکَ بِاَسْمَائِکَ الْحُسْنٰی کُلِّھَا مَا عَلِمْتُ مِنْھَا وَمَا لَمْ اَعْلَمْ اَنْ تَغْفِرَلِیْ وَتَرْحَمَنِیْ ۔ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا۔ ان میں اسمِ اعظم ہے رواہ ابن ماجۃ

بشارت ۸ ۔ ابو درداء و ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہم فرماتے ہیں اسمِ اعظم رَبِّ رَبِّ ہے۔ رواہ الحاکم حدیث میں آیا نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا جب بندہ یَا رَبِّ یَا رَبِّ کہتا ہے۔ رب عزوجل فرماتا ہے لَبَّیْکَ ۔ اے میرے بندے مانگ کہ تجھے دیا جائے۔ رواہ ابن ابی الدنیا عن عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا

بشارت ۹ ۔ حضرت امام زین العابدین رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے خواب میں دیکھا کہ اسمِ اعظم اَللّٰہُ اَللّٰہُ اَللّٰہُ الَّذِیْ لَا اِلٰہَ اِلَّا ھُوَ رَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِیْمِ ہے ۔

بشارت ۱۰ ۔ ابو امامہ باہلی صحابی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے شاگرد قاسم بن عبدالرحمٰن شامی کہتے ہیں۔ اسمِ اعظم اَلْحَیُّ الْقَیُّوْمُ ہے ۔

بشارت ۱۱ ۔ امام قاضی عیاض نے بعض علماء سے نقل فرمایا۔ اسمِ اعظم کلمۂ توحید ہے ۔

بشارت ۱۲ - امام فخرالدین رازی و بعض صوفیائے کرام نے کلمہ ھو کو اسم اعظم بتایا ❖
بشارت ۱۳ - جمہور علما فرماتے ہیں کہ اَللّٰہُ اسم اعظم ہے۔ کذا عزاہ الیھم القادری حضور سیدنا غوث اعظم رضی اللہ تعالےٰ عنہ فرماتے ہیں۔ شرط یہ ہے۔ کہ تو اَللّٰہُ کہے۔ اور اوس وقت تیرے دل میں اللہ تعالےٰ کے سوا کچھ نہ ہو ❖
بشارت ۱۴ - بعض علماء نے بسم اللہ شریف کو اسم اعظم کہا۔ حضور غوث الثقلین رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے منقول کہ بِسْمِ اللّٰہِ زبانِ عارف سے ایسی ہے جیسے کُنْ کلامِ خالق سے ❖
بشارت ۱۵ - رسول اللہ صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں جو ان پانچ کلموں سے ندا کرے۔ اللہ تعالےٰ سے جو کچھ مانگے۔ اللہ عز وجل عطا فرمائے - لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاللّٰہُ اَکْبَرُ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْکَ لَہٗ لَہُ الْمُلْکُ وَلَہُ الْحَمْدُ وَھُوَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ۔ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ ❖
بشارت ۱۶ - اوپر گذرا۔ کہ جو شخص یَا اَرْحَمَ الرّٰحِمِیْنَ تین بار کہے۔ فرشتہ کہتا ہے۔ مانگ کہ اَرْحَمُ الرّٰحِمِیْنَ نے تیری طرف توجہ فرمائی ❖
بشارت ۱۷ - پانچ بار یَا رَبَّنَا کہنے کا فضل امام جعفر صادق رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے گذرا
بشارت ۱۸ - یہی خاصیت اسمائے حسنیٰ کی ہے۔ قال الرضا ❖
بشارت ۱۹ - نبی صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم نے ایک شخص کو یَا ذَا الْجَلَالِ وَالْاِکْرَامِ کہتے سنا۔ فرمایا۔ مانگ۔ کہ تیری دعا قبول ہوئی ❖
بشارت ۲۰ - ابن عباس رضی اللہ تعالےٰ عنہما کی حدیث میں ہے۔ حضور سید المرسلین صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم نے فرمایا۔ جبرائیل میرے پاس کچھ دعائیں لائے۔ اور عرض کی جب حضور کو کوئی حاجت پیش آئے۔ انہیں پڑھ کر دعا مانگیے :۔ یَا بَدِیْعَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ یَا ذَا الْجَلَالِ وَالْاِکْرَامِ یَا صَرِیْخَ الْمُسْتَصْرِخِیْنَ یَا غِیَاثَ الْمُسْتَغِیْثِیْنَ یَا کَاشِفَ السُّوْءِ یَا اَرْحَمَ الرّٰحِمِیْنَ یَا مُجِیْبَ دَعْوَۃِ الْمُضْطَرِّیْنَ یَا اِلٰہَ الْعٰلَمِیْنَ بِکَ اُنْزِلُ حَاجَتِیْ وَاَنْتَ اَعْلَمُ بِھَا فَاقْضِھَا ❖

فصل ششم موانعِ اجابت میں

قال الرضاء - وہ چند عدد ہیں - پانچ افادۂ حضرت مصنف قدس سرہ - اور دس زیادت فقیر حقیر غفرلہ ؎

اے عزیز! اگر دعاء قبول نہ ہو - تو اوسے قصور سمجھے خدا تعالےٰ کی شکایت نہ کرے - کہ اوس کی عطا میں نقصان نہیں - تیری دعاء میں نقصان ہے - ؎

اُس کے الطاف تو ہیں عام شہیدی سب پر	تجھ سے کیا ضد تھی اگر تو کسی قابل ہوتا

؎

ہر چہ ہست از قامتِ ناساز و بے اندامِ ماست	ورنہ تشریف تو بربالائے کس کوتاہ نیست

اے عزیز! دعاء چند سبب سے رد ہوتی ہے :-

پہلا سبب - کسی شرط یا ادب کا فوت ہونا - اور یہ تیرا قصور ہے - اپنی خطا پر نادم نہ ہونا - اور خدا کی شکایت کرنا نری بے حیائی ہے - **قال الرضاء** نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں ایک شخص سفر دراز کرے - بال اوبھے - کپڑے گرد میں اٹے - اپنے ہاتھ آسمان کی طرف پھیلائے - اور یارب یارب کہے - اور اوسکا کھانا حرام سے - اور پینا حرام سے اور پہننا حرام سے - اور پرورش پائی حرام سے - تو اوس کی دعا کہاں قبول ہو - سفر اور اوس پریشان حالی کا ذکر اس لئے فرمایا - کہ یہ زیادہ جالبِ رحمت و مورثِ اجابت ہوتے ہیں - باانیہمہ حبب اکل و شرب حرام سے ہے - امیدِ اجابت نہیں ؎

دوسرا سبب - گناہوں سے تلوث - **قال الرضاء** - اگرچہ یہ بھی سبب اول میں داخل تھا مگر بوجہ اہتمام بالشان ہونے کے جدا ذکر فرمایا - ؎ اسی واسطے دعاء سے پہلے مظلوموں کے حقوق واپس کرنا - اور اون سے اپنے قصور بخشوانا - اور خدا کے سامنے توبہ و استغفار اور ترکِ معاصی پر عزم مصمم کرنا لازم ہے - کعب احبار سے منقول زمانہ حضرت موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام میں قحط پڑا - آپ بنی اسرائیل کو لے کر تین بار دعاء کے واسطے گئے مینہ نہ برسا - اللہ عزوجل نے وحی بھیجی - اے موسیٰ! میں تیری اور تیرے ساتھ والوں کی دعا قبول نہ کروں گا - کہ تم میں ایک

تمام ہے کہ ایک کا عیب دوسرے سے بیان کرتا ہے۔ عرض کی۔ اے رب وہ کون ہے؟
کہ اوس کو ہم اپنے گروہ سے نکال دیں۔ حکم آیا۔ میں تمہیں نیمی سے منع کرتا ہوں۔ اور خود ایسا کروں
موسےٰ علیہ الصّلوٰۃ والسّلام نے سب کو توبہ کا حکم کیا۔ بعد توبہ دُعاء مانگتے ہی مینہ برسا۔

سُفیان ثوری رحمہ اللہ تعالےٰ کہتے ہیں۔ بنی اسرائیل سات برس قحط میں مبتلا رہے
یہاں تک کہ مُردوں اور بچوں کو کھانے لگے۔ ہمیشہ پہاڑوں میں نکل جاتے۔ اور عاجزی و
تضرّع کے ساتھ دُعاء مانگتے۔ اور روتے۔ مگر رحمتِ الٰہی اون کے حال پر اصلًا توجہ نہ
فرماتی۔ یہاں تک کہ اون کے پیغمبر علیہ الصّلوٰۃ والسّلام پر وحی ہوئی۔ اگر تم میری
طرف اس قدر چلو۔ کہ تمہارے گھٹنے گھِس جائیں۔ اور تمہارے ہاتھ آسمان کو لگ جائیں۔
اور تمہاری زبانیں دُعاء کرتے کرتے گونگی ہو جائیں۔ جب بھی میں تم میں سے کسی دُعاء مانگنے والے
کی دُعا قبول نہ کروں۔ اور کسی رونے والے پر رحم نہ فرماؤں۔ جب تک مظلوموں کو اون کے
حقوق واپس نہ کردیں۔ پس بنی اسرائیل نے مظلوموں کو اون کے حق واپس کئے۔ اوسی
دن مینہ برسا۔

مالک بن دینار رحمہ اللہ تعالےٰ کہتے ہیں۔ بنی اسرائیل ایام قحط میں مینہ کی دعاء کے لئے
نکلے۔ پیغمبر وقت علیہ الصّلوٰۃ والسّلام پر وحی ہوئی۔ اون سے کہدے۔ کہ تم میری
طرف نکلتے ہو۔ ناپاک بدنوں کے ساتھ اور وہ ہتھیلیاں میری طرف اوٹھاتے ہو جن سے
تم نے خون ناحق کئے۔ اور تم نے اپنے پیٹ حرام مال سے بھرے ہیں۔ اب تم پر میرا غضب
سخت ہوگیا۔ اور تم کو سوا زیادہ مجھ سے دور ہونے کے دُعاء سے کچھ فائدہ نہ ملے گا۔

اور ابو صدیق ناجی سے روایت ہے۔ حضرت سلیمان علیہ الصّلوٰۃ والسّلام مینہ کی دعاء
کے واسطے باہر نکلے۔ ایک چیونٹی کو دیکھا۔ اپنے پاؤں آسمان کی طرف اوٹھائے کہتی ہے۔ الٰہی
میں بھی تیری خلق سے ایک مخلوق ہوں۔ اور ہم کو تیرے رزق سے بے پرواہی نہیں ہو سکتی پس
تو ہم کو اوروں کے گناہوں کے سبب ہلاک نہ کر۔ سلیمان علیہ الصّلوٰۃ والسّلام نے یہ دیکھ کر فرمایا
لوٹ چلو۔ کہ اس چیونٹی کی دُعاء سے مینہ برسے گا۔

اوزاعی کہتے ہیں لوگ مینہ کی دُعاء کے لئے نکلے۔ بلال بن سعد نے خدا کی تعریف و ثنا کرکے
کہا۔ اے حاضرین! کیا تم اپنے گناہ پر اقرار نہیں کرتے ہو۔ سب نے کہا۔ ہم اقرار کرتے ہیں۔
پھر کہا۔ الٰہی تو فرماتا ہے۔ ما علی المحسنین من سبیل۔ اور ہم اپنی گنہگاری پر اقرار کرتے ہیں

پس مغفرت تیری ہمارے اشتال کے واسطے ہے ۔ الٰہی ہم کو بخشدے ۔ اور ہم پر رحم کر ۔ اور ہم کو پانی دے ۔ پھر اپنے ہاتھ اوٹھائے ۔ اور مینہ برساہ

کسی نے مالک بن دینار سے کہا مینہ کے لئے دُعا کیجئے ۔ فرمایا ۔ تُم مینہ برسنے میں دیر سمجھتے ہو ۔ اور مَیں پتھر برسنے میں یعنی تُم سمجھتے ہو ۔ کہ مینہ برسنے میں دیر ہوگئی ۔ اور مَیں کہتا ہوں یہ خدا کی رحمت ہے ۔ کہ پتھر نہیں پڑتے ۔

تیسرا سبب ۔ استغنائے مولٰے ۔ وہ حاکم ہے ۔ محکوم نہیں ۔ غالب ہے مغلوب نہیں مالک ہے ۔ تابع نہیں ۔ اگر تیری دُعا قبول نہ فرمائی ۔ تجھے ناخوشی اور غصے شکایت اور شکوے کی مجال کب ہے ۔ جب خاصوں کے ساتھ یہ معاملہ ہے کہ جب چاہتے ہیں عطا کرتے ہیں جب چاہتے ہیں منع فرماتے ہیں ۔ تو تُو کس شمار میں ہے ۔ کہ اپنی مراد پر اصرار کرتا ہے ۔ وَاللّٰہُ غَالِبٌ عَلٰی اَمْرِہٖ وَلٰکِنَّ اَکْثَرَ النَّاسِ لَا یَعْلَمُوْنَ ۔ قال الرضا ۔ اوس کا استغنا حق ۔ اوسکا وعدہ حق ۔ اوس کی بات تمام ۔ اوس کی رحمت عام ۔ دُعا کہ شرائط و آداب کی جامع ہو حصولِ مسئول ہی کے ساتھ قبول ہونا ضرور نہیں ۔ دفع بلا ہے ۔ ثوابِ عقبیٰ ہے ۔ جیسا کہ آتا ہے ۔ اور باایں ہمہ اوس پر کچھ واجب نہیں ۔ یفعل اللّٰہ ما یشآء ۔ ان اللّٰہ یحکم ما یرید ۔ نہ اوس کے غنائے مطلق میں کوئی شک ۔ ان اللّٰہ ھو الغنی الحمید ۔ نہ اوس کے کسی وعدے یا وعید میں فرق آنا ممکن ۔ ان اللّٰہ لا یخلف المیعاد ۔ ما یبدل القول لدی وما انا بظلام للعبید ۔ آہ آہ آہ ۔

جگر خوں میشود زیں یاد مارا
ز استغنائے حق فریاد مارا

لا ملجا من اللّٰہ الا الیہ وحسبنا اللّٰہ ونعم الوکیل وصلی اللّٰہ تعالٰی علی الرحمۃ المھداۃ اقرب وسیلۃ الی اللّٰہ والہ وصحبہ بالتبجیل ۔

چوتھا سبب حکمتِ الٰہی ہے ۔ کہ کبھی تو براہ نادانی کوئی چیز اوس سے طلب کرتا ہے اور وہ براہِ مہربانی تیری دُعا کو اس سبب سے کہ تیرے حق میں مضر ہے رد فرماتا ہے ۔ مثلاً تو جویائے سیم و زر ہے ۔ اور اوس میں تیرے ایمان کا خطرہ ہے ۔ یا تو خواہانِ تندرستی وعافیت ہے ۔ اور وہ علمِ خدا میں موجبِ نقصانِ عاقبت ہے ۔ ایسا رد قبول سے بہتر ۔ عسٰی ان تحبوا شیئًا وھو شر لکم پر نظر کر اور اس رد کا شکر بجالا ۔

پانچواں سبب - کبھی دُعا کے بدلے ثوابِ آخرت دینا منظور ہوتا ہے۔ تو مُطالمِ دُنیا طلب کرتا ہے۔ اور پروردگار نفائسِ آخرت تیرے لئے ذخیرہ فرماتا ہے۔ یہ جائے شکر ہے نہ مقامِ شکایت

قال الرضا سبب ۶ تا سبب ۱۱ - حضور سیّد عالم صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں تین شخص ہیں کہ تیرا رب اون کی دُعا نہیں قبول کرتا۔ ایک وُہ کہ ویرانے مکان میں اوترے دوسرا وہ مسافر کہ سرِ راہ مقام کرے یعنی سڑک سے بچکر نہ ٹھیرے۔ بلکہ خاص راستے ہی پر نزول کرے تیسرا وہ جس نے خود اپنا جانور چھوڑ دیا۔ اب خدا سے دعا کرتا ہے کہ اسے روک دے۔ اخرجه الطبرانی فی الکبیر عن عبد الرحمٰن بن عائذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بسند حسن۔

اور فرماتے ہیں صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم تین شخص اللہ تعالےٰ سے دعا کرتے ہیں۔ اور اُن کی دُعا قبول نہیں ہوتی۔ ایک وہ جس کے نکاح میں کوئی بدخُلق عورت ہو اور وہ اوسے طلاق نہ دے دوسرا وہ جسکا کسی پر کچھ آتا تھا۔ اور اوس کے گواہ نہ کرلیئے۔ تیسرا وہ جس نے سفیہ بے عقل کو مال سپرد کردیا۔ حالانکہ اللہ تعالےٰ فرماتا ہے۔ سفیہوں کو اپنے مال نہ دو۔ اخرجه الحاکم عن ابی موسی الاشعری رضی اللہ تعالےٰ عنہ بسندٍ نظیف۔ تو یہ چھ ہوئے جنکی نسبت تصریح فرمائی کہ اُن کی دُعا قبول نہیں ہوتی۔ **اقول** وباللہ التوفیق۔ مگر ظاہراً اس سے مراد یہی کہ اس خاص مادّے میں اون کی دُعا نہ سنی جائیگی۔ نہ یہ کہ جو ایسا کرے مطلقاً اوس کی کوئی دُعا کسی امر میں قبول نہ ہو۔ اور ان امور میں عدمِ قبول کا سبب ظاہر کہ یہ کام خود اپنے ہاتھوں کے کیئے ہیں۔ ویرانے مکان میں اوترنے والا اوس کی مضرتوں سے آگاہ ہے پھر اگر وہاں چوری ہو۔ یا کوئی لوٹ لے۔ یا جن ایذا پہنچائیں۔ تو یہ باتیں خود اوس کی قبول کی ہوئی ہیں۔ اب کیوں اون کے رفع کی دُعا کرتا ہے۔ یُوں ہی جب راستے پر قیام کیا۔ تو ہر قسم کے لوگ گذریں گے۔ اب اگر چوری ہو جائے۔ یا ہاتھی گھوڑے کے پاؤں سے کچھ نقصان۔ یا رات کو سانپ وغیرہ سے ایذا پہنچے۔ اس کا اپنا کیا ہوا ہے نبی صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں۔ شب کو سرِ راہ نہ اوترو کہ اللہ تعالےٰ اپنی مخلوق سے جسے چاہے راہ پر پھیلنے کی اجازت دیتا ہے۔ اور جانور کو خود چھوڑ کر اوس کے حبس کی دُعا تو ظاہر حماقت ہے۔ کیا واحدِ قہار کو آزمانا یا معاذ اللہ اوسے اپنا محکوم ٹھیرانا ہے۔ سیدنا عیسٰے روح اللہ علیہ الصلوٰۃ والسلام سے کسی نے کہا۔ اگر خدا کی قُدرت پر بھروسا ہے۔ اپنے آپ کو اِس پہاڑ سے نیچے گرادو۔ فرمایا۔ میں اپنے رب کو آزماتا نہیں۔ اور عورت کی نسبت صحیح حدیث سے ثابت کہ ٹیڑھی پسلی سے بنی ہے۔ اوس کی کجی ہرگز نہ جائے گی۔ سیدھا کرنا چاہو۔ تو توڑ

جائے گی۔ اور اوس کا ٹوٹنا یہ ہے۔ کہ طلاق دیدی جائے۔ پس یا تو آدمی اُس کی کجی پر صبر کرے یا طلاق دیدے یہ کہ نہ طلاق دیتا۔ نہ صبر کرتا۔ بلکہ بددعا دیتا ہے۔ قابلِ قبول نہیں۔ یوں ہی جب گواہ نہ کیے خود اپنا مال مہلکہ میں ڈالا۔ اور سفیہ کو دینا بربادی کے لئے پیش کرنا ہے۔ پھر دانستہ مواقع مضرت میں پڑکر خلاص مانگنا حماقت ہے۔ خلاصہ یہ کہ خویشتن کردہ را علاجے نیست ✦ فقیر کے خیال میں ظاہرا معنے احادیث یہ ہیں۔ واللہ تعالٰے اعلم

فقیر نے اس تحریر کے چند روز بعد اشباہ والنظائر میں دیکھا۔ کہ فوائد شتّٰے میں محیط کی کتاب الحجر سے یہ پچھلے تین شخص نقل کئے کہ اون کی دُعار قبول نہیں ہوتی ✦

علامہ حموی نے غمز العیون والبصائر میں احکام القرآن امام ابوبکر جصاص سے نقل کیا۔ کہ ضحاک نے اپنے دَین پر گواہ نہ کرنے والے کی نسبت کہا۔ ان ذھب حقہ لم یوجر ان دعا علیہ لم یجب لانہ ترک حق اللہ تعالٰے وامرہ۔ یعنی اگر اوس کا حق مارا جائے تو کچھ اجر نہ پائے۔ اور اگر مدیون پر بددعا کرے۔ تو قبول نہ ہو۔ کہ اوس نے اللہ عزّ وجلّ کا حق چھوڑا۔ اور اوس کے امر کا خلاف کیا۔ یعنی قولہ تعالٰے واشھدوا اذا تبایعتم یہ تعلیل بحمد اللہ تعالٰے اوس معنی کی مؤید ہے جو فقیر نے سمجھے۔ یعنی اون کی دُعار مقبول نہ ہونا خاص اسی مادے میں ہے ✦

سبب ۱۲ و ۱۳ و ۱۴۔ اسی غمز العیون میں کتاب المحاضرات ابو یحیٰے زکریا مراغی سے نقل کیا۔ حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ تعالٰے عنہ نے فرمایا۔ اللہ تعالٰے چھ شخصوں کی دُعار قبول نہیں فرماتا۔ تین تو یہی پچھلے ذکر فرمائے۔ اور ایک وہ جو اپنے گھر میں مُنہ پھیلائے بیٹھا رہے۔ کہ اے رب میرے مجھے روزی دے۔ اللہ عزّ وجلّ فرماتا ہے کیا میں نے تجھے رزق ڈھونڈنے کا حکم نہ دیا۔ تو نے میرا ارشاد نہ سُنا فانتشروا فی الارض وابتغوا من فضل اللہ پھیل جاؤ زمین میں اور ڈھونڈو فضل اللہ کا۔ دُوسرا وہ جسنے اپنا مال فضول خرچیوں میں کھو دیا۔ اب کہتا ہے اے رب مجھے دے اللہ تعالٰے فرماتا ہے۔ کیا میں نے تجھے میانہ روی کا حکم نہ دیا تھا۔ کیا تُو نے میرا ارشاد نہ سُنا تھا۔ والذین اذا انفقوا لم یسرفوا ولم یقتروا وکان بین ذٰلک قواما۔ تیسرا وہ کہ ایسے لوگوں میں مقیم رہے جو اوسے ایذا دیتے ہیں۔ اور دُعار کرے۔ اے رب میرے مجھے اون کے شر سے کفایت کر۔ اللہ تعالٰے فرماتا ہے۔ کیا میں نے تجھے ہجرت

کا حکم نہ دیا۔ کیا میرا ارشاد نہ سنا۔ الم تکن ارض اللہ واسعۃ فتہاجروا فیہا۔
یہ تقریر بھی بحمد اللہ اوس معنی لقیہ کی مؤید ہے۔ **اقول**۔ اس تقدیر پر اور بہت لوگ
ایسے نکل سکتے ہیں۔ جو خود کردہ کا علاج ڈھونڈتے ہوں۔ مثلاً جو بغیر کسی سخت مجبوری کے
رات کو ایسے وقت گھر سے باہر نکلے۔ کہ لوگ سو گئے ہوں۔ پاؤں کی ہیچل راستوں سے موقوف
ہو گئی ہو۔ صحیح حدیث میں اس سے ممانعت فرمائی۔ کہ اوس وقت بلائیں منتشر ہوتی ہیں۔ یا
رات کو دروازہ کھلا چھوڑ دے۔ یا بغیر بسم اللہ کہے بند کرے کہ شیطان اوسے کھول
سکتا ہے۔ اور جب بسم اللہ کہکر دہنا پاؤں مکان میں رکھے۔ تو شیطان کہ ساتھ آیا
تھا باہر رہ جاتا ہے۔ اور جب بسم اللہ کہکر دروازہ بند کرے۔ تو اوس کے کھولنے
پر قدرت نہیں پاتا۔ یا کھانے پانی کے برتن بسم اللہ کہکر نہ ڈھانکے۔ کہ بلائیں اُترتی
اور خراب کردیتی ہیں۔ پھر وہ طعام و شراب بیماریاں لاتے ہیں۔ یا بچے کو مغرب کے وقت
گھر سے باہر نکالے۔ کہ اوس وقت شیاطین منتشر ہوتے ہیں۔ یا کھانے سے بے ہاتھ
دھوئے سو رہے۔ کہ شیطان چاٹتا۔ اور معاذ اللہ برص کا باعث ہوتا ہے۔ یا غسل خانے
میں پیشاب کرے۔ کہ اس سے وسوسہ پیدا ہوتا ہے۔ یا چھتے کے قریب سوئے۔ اور
چھت پر روک نہ ہو۔ کہ گر پڑنے کا احتمال ہے۔ یا عورت سے ہمبستری کے وقت بسم
اللہ نہ کہے۔ کہ شیطان شریک ہو جاتا۔ اور اپنا عضو اوس کے عضو کے ساتھ داخل کرتا ہے
جس کے باعث بچہ انسان و شیطان دونوں کے نطفے سے بنتا۔ اور پھر بُرا تخم بُرا ہی پھل لاتا ہے
یا کھانا بغیر بسم اللہ کے کھائے۔ کہ شیطان ساتھ کھاتا۔ اور جو طعام چند مسلمانوں کو
بس کرتا ایک ہی کے کھانے میں فنا ہو جاتا ہے۔ یا زمین کے سوراخوں میں پیشاب کرے
کہ کبھی سانپ وغیرہ جانوروں کا گھر یا جن کا مکان ہوتا۔ اور انسان ایذا پاتا ہے۔ یا اپنی
خواہ اپنے دوست کی کوئی چیز پسند آئے۔ تو اوس پر دفع نظر کی دعاء اَللّٰھُمَّ بَارِکْ
عَلَیْہِ وَلَا تَضُرَّہٗ مَا شَآءَ اللّٰہُ لَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ نہ پڑھے۔ کہ نظر حق ہے۔ مرد کو
قبر اور اونٹ کو دیگ میں داخل کر دیتی ہے۔ یا تنہا سفر کرے۔ کہ فساق انس و جن سے مضرت
پہنچتی ہے۔ اور ہر کام میں دقت پڑتی ہے۔ یا ہنگام جماع شرمگاہ زن کی طرف نگاہ کرے۔
کہ معاذ اللہ اپنے یا بچے یا دل کے اندھے ہونے کا باعث ہے۔ یا اوس وقت باتیں کرے۔ کہ
بچے کے گونگے ہونے کا احتمال ہے۔ یا کھڑے کھڑے پانی پیا کرے۔ کہ درد جگر کا مورث ہے

یا پاخانے میں بغیر بسم اللہ کہے جائے۔ کہ خبائث سے مضرت کا اندیشہ ہے۔
یا فاسقوں فاجروں بد وضعوں بد مذہبوں کے پاس نشست برخاست کرے۔
کہ اگر بالفرض صحبتِ بد کے اثر سے بچا۔ تو متہم ضرور ہو جائے گا۔ یا لوگوں کے راستوں
میں خواہ ان کی نشست برخاست کی جگہ پاخانہ پیشاب کرے کہ آپ ہی گالیاں کھائیگا
یا سفر سے پلٹ کر بغیر اطلاع کیے رات کو اپنے گھر میں چلا آئے۔ کہ مکروہ دیکھنے کا احتمال
ہے۔ یہ سب امور حدیثوں میں ماثور۔ اور اسی قسم کے اور صدہا آداب احادیث میں مذکور
اور کتب ائمہ و علماء میں مسطور جن کی شرح کے لئے مجلدات بھی کافی نہیں۔ برنائے تقریر
مذکور ان سب صورتوں میں کہہ سکتے ہیں۔ کہ ان خاص باتوں میں ان لوگوں کی دعاء قبول نہ ہوگی
کہ انہوں نے خود خلاف حکم شرع کر کے مواقع مضرت میں قدم رکھا۔ اور خادم حدیث جانتا
ہے کہ اکثر حدیث میں بعض باتوں کا تذکرہ اور ان کے ذکر سے ان کے ہزار امثال کی طرف
اشارہ فرماتے ہیں۔ ھٰذا ما عندی واللہ تعالےٰ اعلم ۔

سبب ۱۵ - امر بالمعروف و نہی عن المنکر نہ کرنا یعنی کسی جماعت میں کچھ لوگ اللہ عز
وجل کی نافرمانی کرتے ہوں۔ دوسرے خاموش رہیں۔ اور حتی المقدور انہیں باز نہ رکھیں
منع نہ کریں۔ کہ ہر ایک کے اعمال اس کے ساتھ ہیں۔ ہمیں روکنے منع کرنے سے کیا غرض
تو جو بلا آئے گی۔ اس میں نیکوں کی دعاء بھی نہ سنی جائے گی۔ کہ یہ خود نہی وامر چھوڑ کر تارک
فرائض تھے۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں۔ یا تو تم امر بالمعروف و
نہی عن المنکر کرو گے۔ یا اللہ تعالےٰ تم پر تمہارے بدوں کو مسلط کر دے گا۔ پھر تمہارے
نیک دعا کرینگے۔ تو قبول نہ ہوگی۔ اخرجہ البزار والطبرانی فی الاوسط عن ابی ھریرۃ
رضی اللہ تعالےٰ عنہ بسند حسن

تنبیہ - اقول کسی صورت میں دعاء قبول نہ ہونا یقینی قطعی نہیں۔ نہ اس سے یہ
مراد کہ ایسی حالتوں میں دعاء کو محض فضول و نامقبول جان کر باز رہیں۔ حاشا دعاء
سلاح اہل ایمان ہے۔ دعاء جالب امن وامان ہے۔ دعاء نور زمین و آسمان ہے۔
دعاء باعث رضائے رحمٰن ہے۔ بلکہ مقصود ان امور سے روکنا ہے۔ کہ یہ دعاء و
اجابت میں حجاب اور اثر کے لئے سدِ باب ہوتے ہیں۔ تو ان سے بچنا لازم۔ اور
جس سے واقع ہو لیے۔ اگر ہنوز موجود ہیں۔ تو ان کا ازالہ ضرور۔ جیسے مال حرام کہ جس سے لیا

ہے۔ واپس دے۔ وہ نہ رہا۔ اوس کے وارث کو دے۔ یا اُن سے معاف کرائے۔ کوئی نہ ملے۔ تو صدقہ کردے۔ اور جو گذر چکے۔ توبہ و استغفار اور آئیندہ کے لئے ترک اصرار کا عزم صحیح کرے۔ اسکی برکت اون کی نحوست کو زائل کردیگی۔ اور دُعا رباذنہٖ تعالےٰ اپنا اثر دے گی۔ وباللہ التوفیق ؎

فصل ہفتم کن کن باتوں کی دُعا نہ کرنی چاہیئے

قال الرضاء۔ اِس میں پندرہ مسئلے ہیں۔ بارہ ارشاد حضرت مصنف علام اور تین ملحقات فقیر مستہام :۔

مسئلہ اُولیٰ۔ دُعا میں حد سے نہ بڑھے۔ مثلاً انبیا علیہم الصلوٰۃ والسلام کا مرتبہ مانگنا یا آسمان پر چڑھنے کی تمنا کرنا۔ اسی طرح جو چیزیں محال یا قریب بہ محال ہیں۔ نہ مانگے۔ اِنَّ اللّٰہَ لَا یُحِبُّ الْمُعْتَدِیْنَ

قال الرضاء درمختار وغیرہ میں اسی قبیل سے گنا۔ ہمیشہ کے لئے تندرستی و عافیت مانگنا کہ آدمی کا عمر بھر کبھی کسی طرح کی تکلیف میں نہ پڑنا بھی محالِ عادی ہے۔ اقول۔ مگر حدیث شریف میں ہے:۔ اللّٰھُمَّ اِنِّی اسئلُکَ العافیۃ وتمام العافیۃ ودوام العافیۃ۔ الٰہی میں تجھ سے مانگتا ہوں عافیت۔ اور عافیت کی تمامی۔ اور عافیت کی ہمیشگی۔ مگر یہ کہ تمام العافیۃ سے دین و دنیا و روح و جسم کی عافیت ہر بلا سے مراد ہو۔ جو حقیقۃً بلا ہے۔ یا ناقابلِ برداشت۔ اگرچہ بنظرِ اجر و جزا نعمت و عطا ہے۔ دین میں عقیدۃً وعملاً کسی قسم کا نقص مطلقاً بلا ہے۔ اور روح پر غم و فکرِ عُقبٰے کے سوا اور ہر غم و پریشانی مطلقاً رنج و عنا ہے۔ اور جسم کے حق میں کبھی کبھی ہلکا بخار زکام دردِ سر اور ان کے مثل ہلکے امراض بلا نہیں نعمت ہیں۔ بلکہ انکا نہ ہونا بلا ہے۔ مردانِ خدا پر اگر چالیس دن گذریں کہ کوئی علت و قلت نہ پہنچے۔ تو استغفار و انابت فرماتے ہیں۔ کہ مبادا باگ ڈھیلی نہ کردی گئی ہو۔ ہاں سخت امراض مثل جنون و جذام و برص و کوری و طاعون یا سانپ کا کاٹنا جلنا۔ ڈوبنا۔ دبنا۔ گرنا واشالِ ذٰلک اگرچہ مسلمان کے کفارۂ ذنوب و باعثِ اجر و شہادت و رحمت ہیں ضرور بلا اور لَا تُحَمِّلْنَا مَا لَا طَاقَۃَ لَنَا بِہٖ میں داخل ہیں۔ ولہٰذا ان سے عافیت مانگی گئی۔ اور اسی لئے حدیث شریف میں اَعُوْذُ بِکَ مِنْ سَیِّیِٔ الْاَسْقَامِ بُرے امراض کی قید لگاکر پناہ طلب کی۔ تو تمام العافیۃ و دوام العافیۃ کا یہی محمل اور کلامِ فقہاء سے تنافی

زائل ۔ اِسی طرح علامہ قرافی وعلامہ لقانی وغیرہما نے اِسی سے شمار کیا۔ دونوں جہان کی بھلائی مانگنا یعنی اگر یہ مقصود ہو کہ دارین کی سب خوبیاں دے۔ کہ اون خوبیوں میں مراتب انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام بھی ہیں جو اسے نہیں مِل سکتے ہے۔ اور اسی میں داخل ہے ایسے امر کے جو لنگی دعاء مانگنا جسپر قلم جاری ہو چکا۔ مثلاً لنبا آدمی کہے میرا قد کم ہوجائے۔ یا چھوٹی آنکھوں والا میری آنکھیں بڑی ہوجائیں۔ قال الرضاء اگرچہ محالِ عقلی کے سوا کہ اصلا صلاحیتِ قدرت نہیں رکھتا سب کچھ زیر قدرتِ الٰہیہ داخل ہے۔ مگر خلافِ عادت بات کی خواستگاری صرف حضرات انبیاء اولیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کو وقت اظہار معجزہ وکرامت بغرضِ ارشاد وہدایت واتمامِ حجت باذن اللہ تعالٰے جائز ہے۔ اوروں کا عالمِ اسباب میں ہوکر ایسی بات مانگنا اپنی حد سے بڑھنا اور جہل وسفاہت میں پڑنا ہے کباسط کفیہ الی الماء لیبلغ فاہ وما ھو ببالغہ جیسے کوئی اپنے ہاتھ پھیلائے بیٹھا ہے۔ کہ پانی خود اوس کے مُنہ میں پہنچ جائے۔ اور ہرگز نہ پہنچے گا ۔

مسئلہ ۲ ۔ لغو اور بیفائدہ دُعا نہ کرے ۔ ابن عباس رضی اللہ تعالٰے عنہما حکایت کرتے ہیں بنی اسرائیل میں ایک شخص تھا سنوس نام ۔ اوسے حکم ہوا کہ تین دعائیں تیری قبول ہونگی ۔ اپنی عورت کے لئے دُعا کی تمام بنی اسرائیل کی عورتوں سے زیادہ خوبصورت ہوگئی ۔ غرور وشرور کرنے اور شوہر کو ستانے لگی ۔ ایک دن اوسے خفا ہوکر کہا ۔ خدا تجھے کُتیا کردے ۔ اوسی وقت کُتیا ہوگئی پھر بیٹوں کی سفارش سے اوس کے لئے دعا کی ۔ الٰہی اِسے اصلی صورت پر کردے جو صورت پہلے تھی وہی ہوگئی ۔ اور تینوں دُعائیں مُفت ضائع ہوئیں ۔

مسئلہ ۳ ۔ گناہ کی دُعا نہ کرے ۔ کہ مجھے پرایا مال ملجائے ۔ یا کوئی فاحشہ زنا کرے ۔ کہ گناہ کی طلب بھی گناہ ہے ۔

مسئلہ ۴ ۔ قطع رحم کی دُعا نہ کرے ۔ مثلاً فلاں وفلاں رشتہ داروں میں لڑائی ہوجائے ۔ حدیث میں ہے مسلمان کی دُعا قبول ہوتی ہے جب تک ظلم وقطع رحم کی درخواست نہ کرے ۔

قال الرضاء قطع رحم بھی ایک قسمِ اثم ہے جسے بوجہِ شدت اہتمام احادیث باب میں اثم پر عطف فرمایا ۔ مالم یدع باثم او قطیعۃ رحم اسی لئے مصنف علام قدس سرہٗ نے باتباعِ احادیث اوسے مسئلہ جداگانہ ٹھہرایا ۔

مسئلہ ۵ ۔ اللہ تعالٰے سے حقیر چیز نہ مانگے ۔ کہ پروردگار غنی ہے ۔ اگر تمام خلق کو ایک ساعت

میں اون کے حوصلے سے زیادہ بخشنے۔ اوس کے خزانے میں کچھ نقصان نہ ہو۔ حضرت امام المرسلین صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں۔ جب مانگو خدا سے تو فردوس مانگو۔ کہ وہ اوسط بہشت اور اعلیٰ جنّت ہے۔ اور اوس کے اوپر ہے عرش رحمٰن کا۔ اور اوسی سے جاری ہوتی ہیں نہریں بہشت کی۔ اور یہ بھی آیا ہے جب تُو دُعاء مانگے۔ بہت مانگ کہ تو کریم سے مانگتا ہے اے عزیز وہ کریم و رحیم ہے۔ بے مانگے کروڑوں نعمتیں تیرے حوصلہ و لیاقت سے زیادہ تجھے عطا کرتا ہے۔ اگر تو اوس سے مانگیگا کیا کچھ نہ پائے گا۔ ولنعم ما قیل ؎

آنکہ ناخواستہ عطا بخشد　　　گر تو خواہش کنی چہا بخشد

بادشاہے ست او اگر خواہد　　　ہر دو عالم بیک گدا بخشد

اور وہ جو حدیث میں ہے کہ جوتے کا دوال ٹوٹے۔ تو وہ بھی خدا سے مانگ۔ اور بعض مخاطبات موسےٰ علیہ السلام میں ہے۔ ہانڈی کا نمک بھی مجھ سے مانگ۔ مطلب اوس کا یہ ہے کہ تمام توجہ اپنی میری طرف رکھ۔ غیر سے اصلا تعلق نہ کر۔ جو مانگ مجھی سے مانگ۔ اگر احیاناً کسی خسیس چیز کی ضرورت ہو۔ مجھ سے سوال کر نہ یہ کہ خسیس ہی سوال کیا کر۔ اور تحقیق یہ ہے کہ یہ امر باختلافِ احوال مختلف ہے جو وقت خدا کے عموم کرم و قدرت اور اپنی عاجزی و احتیاج پر نظر ہو۔ اور باوجود اس کے خسیس حقیر چیز کی ضرورت ہو۔ دوسرے سے سوال کرنا اور غیر کے سامنے ہاتھ پھیلانا قبول نہ کرے۔ اس قسم کا سوال خدا سے مضائقہ نہیں رکھتا۔ ہاں بلا ضرورت خسیس چیز مانگنا حماقت ہے۔ عمدہ شئے مانگے کہ خدا کریم ہے۔ اور ہر چیز پر قادر۔ و قال الرضا دنیا ذلیل اور اوس کی تمام متاع باآں کثرت نہایت قلیل۔ قُلْ مَتَاعُ الدُّنْيَا قَلِيْلٌ۔ وہ مسلمان کے لئے زادِ مسافر ہے۔ اور زاد بقدرِ حاجت درکار ہوتا ہے۔ نہ لادنے کو۔ لہٰذا اوس میں زیادہ کی ہوس کثرت کی طلب مبغوض ٹھیری۔ اَلْهٰكُمُ التَّكَاثُرُ ۝ حَتّٰى زُرْتُمُ الْمَقَابِرَ ۝ اور بے ضرورت شرعیہ غیروں کے دروازے پر بھیک مانگنے کی اجازت نہیں۔ تو اب حاجت موجود اور غیر سے مانگنا نا محمود۔ اور زیادہ کی ہوس بھی مردود۔ لاجرم نمک کی کنکری بھی رب ہی سے مانگینگے۔ اور اس کی جگہ یہ نہ کہینگے کہ نمک کا پہاڑ دیدے۔ یا پیسے کی ضرورت ہے۔ تو کروڑ روپے دیدے۔ کہ ایک پیسہ اور کروڑ اشرفی ذلیل و قلیل ہونے میں دونوں برابر ہیں۔ یہ کل الی ما منہ فی ہو جائیگا۔ بخلافِ نعیم آخرت کہ اوس میں زیادت مطلوب و مقصود اور عطائے کریم غیر محدود۔ پھر کیوں کم پر قناعت کریں وَلِلّٰهِ الْحَمْدُ ۝

مسئلہ ۷۔ رنج و مصیبت سے گھبرا کر اپنے مرنے کی دعا نہ کرے۔ کہ مسلمان کی زندگی اوس کے حق میں غنیمت ہے۔ ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں۔ ایک شخص شہید ہوا۔ برس دن بعد اوسکا بھائی بھی مر گیا۔ طلحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے خواب میں اوسکو دیکھا کہ شہید سے بہشت میں آگے جاتا ہے۔ خواب حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے بیان کی۔ اور اوسکی پیش قدمی پر تعجب کیا۔ فرمایا۔ جو پیچھے مرا کیا اوس نے ایک رمضان کا روزہ نہ رکھا۔ اور ایک سال کی نماز ادا نہ کی یعنی مقامِ تعجب نہیں۔ کہ اوس کی عبادت اوس کی عبادت سے زیادہ ہے ؞

اے عزیز! وہاں کے لئے کیا جمع کیا۔ کہ یہاں سے بھاگتا ہے۔ اگر موت کی شدت و سختی سے واقف ہو۔ تو آرزو کرے۔ کاش تمام دنیا کی تکلیف مجھ پر ہو۔ اور چند روز موت سے مجھے مہلت ملے۔

سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں۔ رنج کے سبب سے موت کی آرزو نہ کرو۔ اگر ناچار ہو جاؤ۔ کہو۔ اَللّٰھُمَّ اَحْیِنِیْ مَا کَانَتِ الْحَیَاۃُ خَیْرًا لِّیْ وَتَوَفَّنِیْ اِذَا کَانَتِ الْوَفَاۃُ خَیْرًا لِّیْ ۔ خدایا مجھے زندہ رکھ جب تک زندگی میرے حق میں بہتر ہے۔ اور مجھے وفات دے جسوقت موت میرے حق میں بہتر ہو ؞

ایک شخص نے پوچھا۔ بہتر لوگوں کا کون ہے۔ فرمایا جس کی عمر دراز ہو۔ اور کام اچھے۔ عرض کی بدتر لوگوں کا کون ہے۔ فرمایا جسکی عمر بڑی ہو۔ اور کام بُرے ؞ پس نیکوکار کیواسطے زندگی نعمت اور بدکار کے لئے زندگی نقمت۔ مگر تمنا موت کی اس خیال سے کہ جس قدر جیؤنگا۔ زیادہ گناہ کروں گا۔ نادانی ہے۔ اگر گناہوں کو بُرا جانتا ہے۔ تو اون کے ترک پر مستعد ہو۔ اور عمر دراز طلب کرے تا عبادت و ریاضت سے اونکا تدارک کرے۔ فَاِنَّ الْحَسَنٰتِ یُذْھِبْنَ السَّیِّاٰتِ

حضرت مریم سلام اللہ علیہا کا فرمانا۔ یٰلَیْتَنِیْ مِتُّ قَبْلَ ھٰذَا وَکُنْتُ نَسْیًا مَّنْسِیًّا ۔ دعا بہلاک نہیں۔ بلکہ آرزو اور تمنا زمانہ ماضی کی ہے ؞ اور رنج و مصیبت سے گھبرانے کی قید اسلئے ہم نے ذکر کی۔ کہ یہ دعا بسبب شوق وصلِ الٰہی و اشتیاق تعالیٰ صالحین درست ہے حضرت سیدنا یوسف علیہ الصلوٰۃ والسلام دعا کرتے ہیں۔ تَوَفَّنِیْ مُسْلِمًا وَّاَلْحِقْنِیْ بِالصّٰلِحِیْنَ ۔ اسی طرح جب دین میں فتنہ دیکھے۔ تو اپنے مرنے کی دعا جائز ہے۔ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے منقول ہے۔ اذا اردت بقوم فتنۃ فاقبضنی الیک غیر مفتون ۔ حدیث میں ہے۔ فرماتے ہیں۔ کوئی تم سے موت کی آرزو نہ کرے۔ مگر جب کہ اعتماد

نیکی کرنے پر نذر رکھتا ہو۔ قال الرضا۔ خلاصہ یہ کہ دنیوی مضرتوں سے بچنے کے لئے موت کی تمنا ناجائز ہے۔ اور دینی مضرت کے خوف سے جائز۔ کما فی الدر المختار والخلاصۃ وغیرھما۔

مسئلہ ۷ - بغیر غرض صحیح شرعی کسی کے مرنے اور خرابی کی دُعاء نہ مانگے۔ حضور اقدس صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں۔ اذا سمعتم الرجل یقول ھلک الناس فھو اھلکھم[1] جب سنو تم کسی مرد کو کہ کہتا ہے لوگ ہلاک ہوں۔ تو وہ سب سے زیادہ ہلاک ہونے والا ہے۔

حدیث شریف میں ہے ایک شرابی کو حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پاس حاضر لائے حضور نے حد مارنے کا حکم دیا۔ کوئی اوس کے دھول مارتا۔ کوئی جوتے۔ فرمایا۔ اِس کو ملامت کرو کسی نے کہا تجھ کو خدا کا خوف نہ آیا۔ کسی نے کہا۔ تو رسول اللہ صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم سے نہ شرمایا۔ ایک نے کہا اَخْزَاکَ اللّٰہُ خدا تجھے خوار کرے۔ فرمایا یہ نہ کہو۔ بلکہ کہو اَللّٰھُمَّ اغْفِرْ لَہٗ اَللّٰھُمَّ ارْحَمْہُ۔ خدایا اوس کو بخش دے۔ خدایا اس پر رحم فرما۔

طفیل بن عمرو دوسی نے اپنی قوم کی شکایت کی۔ اور عرض کی یا رسول اللہ! دوس پر دُعا کیجئے۔ فرمایا۔ اللّٰھم اھد دوسا وائت بھم۔ خدایا دوس کو ہدایت فرما۔ اور اون کو یہاں لے آ۔

اِسی طرح جب ثقیف کے پتھروں سے بہت مسلمان شہید ہوئے صحابہ نے گذارش کی۔ اون پر دُعا کیجئے۔ فرمایا۔ اللّٰھم اھد ثقیفا۔ خدایا ثقیف کو ہدایت فرما۔

جنگ اُحد میں ظالموں نے دندانِ مبارک سنگِ ستم سے شہید کیا۔ اور کفار طائف نے حضور کے جسمِ نازنین پر اسقدر پتھر مارے۔ کہ پاشنۂ مبارک خون سے آلودہ ہوئے۔ مگر اون پر بھی دُعاء ہلاک و خرابی نہ کی۔ حضور اگر چاہتے۔ وہ سب ہلاک ہو جاتے۔

• علیہ اِنَّ اللّٰہَ لَا یُحِبُّ الْمُعْتَدِیْنَ ۝ کی تفسیر میں کہتے ہیں۔ معتدین سے وہ لوگ مراد ہیں۔ جو لوگوں کے کوسنے میں حد سے بڑھتے اور کہتے ہیں اللہ اون کو خوار کرے۔ اللہ اون پر لعنت کرے ۝ مولانا یعقوب چرخی رحمہ فاجتبٰہ ربہ فجعلہ من الصلحین ۝ کی تفسیر میں لکھتے ہیں۔ نصیب عارف کا یہ ہے کہ بلاؤں میں صبر کرے۔ اور منکروں کے انکار سے

---

[1] یعنی جو شخص اوروں کی ہلاکت و خرابی چاہتا ہے۔ وہ سب سے زیادہ ہلاک و خراب ہوتا ہے اور بعض ھلک الناس کو جملہ خبریہ کہتے ہیں۔ یعنی جو اوروں کو ہلاکت میں مبتلا اور بُرا۔ اور اپنے آپ کو اون سے اچھا جانتا ہے۔ وہ سب سے زیادہ ہلاکت میں مبتلا اور بُرا ہے۔ واللہ اعلم بالصواب ۱۲ منہ قدس سرہ۔

متغیر نہ ہو۔ بلکہ رسول اللہ صلی اللہ تعالٰے علیہ وسلم کی سنت پر عمل کرے کہ فرماتے تھے۔ اَللّٰھُمَّ اھدِ قومِی فانّھم لا یعلمون ۔ خدایا میری قوم کو ہدایت فرما کہ وہ جانتے نہیں ۔
ہاں اگر کسی کافر کے ایمان نہ لانے پر یقین یا ظن غالب ہو۔ اور جینے سے دین کا نقصان ہو۔ یا کسی ظالم سے امید توبہ اور ترک ظلم کی نہ ہو۔ اور اوس کا مرنا تباہ ہونا خلق کے حق میں مفید ہو۔ ایسے شخص پر بد دعاء درست ہے۔ سیدنا نوح علیہ الصلوٰۃ والسلام نے جب دیکھا۔ کہ قوم کے سرکش اپنے کفر و عناد سے باز نہ آئیں گے۔ اور ودّ وسواع و یغوث و یعوق و نسر کو نہ چھوڑیں گے۔ جناب الٰہی میں عرض کی۔ رَبِّ لَا تَذَرْ عَلَی الْاَرْضِ مِنَ الْکٰفِرِیْنَ دَیَّارًا ۔ خدایا زمین پر کافروں میں سے کوئی گھر والا نہ چھوڑ ۔

اسی طرح حضرت سیدنا موسٰے علیہ الصلوٰۃ والسلام نے قبطیوں پر دعاء کی رَبَّنَا اطْمِسْ عَلٰٓی اَمْوَالِھِمْ وَاشْدُدْ عَلٰی قُلُوْبِھِمْ فَلَا یُؤْمِنُوْا حَتّٰی یَرَوُا الْعَذَابَ الْاَلِیْمَ ۔ خدایا اون کے مال مٹادے اور اون کے دلوں پر سختی کر۔ کہ وہ ایمان نہ لائیں جب تک دردناک عذاب نہ دیکھیں ۔

اور اسی قسم کے اغراض کے واسطے ہمارے پیغمبر صلی اللہ تعالٰے علیہ وسلم سے بھی احیانًا بعض کفار پر دعاء کرنا ثابت ہے ۔

قال الرضاء بعض اون میں سے حضرت مصنف علام قدس سرہ نے سرور القلوب فی ذکر المحبوب کے باب معجزات میں ذکر فرمائیں ۔

مسئلہ ۸ ۔ کسی مسلمان کو یہ بد دعا نہ کرے۔ کہ تو کافر ہو جائے۔ کہ بعض علماء کے نزدیک کفر ہے۔ اور تحقیق یہ ہے۔ کہ اگر کفر کو اچھا یا اسلام کو برا جان کر کہے۔ بلاریب کفر ہے۔ ورنہ بڑا گناہ ہے۔ کہ مسلمان کی بدخواہی حرام ہے۔ خصوصًا یہ بدخواہی کو سب بدخواہیوں سے بدتر ہے ۔

مسئلہ ۹ ۔ کسی مسلمان پر لعنت نہ کرے۔ اور اوسے مردود و ملعون نہ کہے۔ اور جس کافر کا کفر پر مرنا یقینی نہیں۔ اوس پر بھی نام لے کر لعنت نہ کرے۔ یہاں تک کہ بعض علماء کے نزدیک مستحق لعنت پر بھی لعنت نہ کہے۔ یوں ہی مچھر اور ہوا اور جمادات و حیوانات[۱]

[۱] مگر بچھو وغیرہ بعض جانوروں پر حدیث میں لعنت آئی ہے ۱۲ منہ قدس سرہ

پر بھی لعنت ممنوع ہے ۔

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں مسلمان بہت طعن[1] کرنے والا اور لعن کرنے والا۔ اور فحش و بیہودہ بکنے والا نہیں ہوتا ۔ دوسری حدیث شریف میں ہے بہت لعنت کرنے والے قیامت کے دن گواہ و شفیع نہ ہوں گے ۔ تیسری حدیث شریف میں ہے۔ مسلمان کی لعنت مثل اوس کے قتل کے ہے ۔ چوتھی حدیث میں ہے۔ جب بندہ کسی پر لعنت کرتا ہے۔ وہ لعنت آسمان کی طرف چڑھتی ہے۔ اوس کے دروازے بند ہو جاتے ہیں۔ کہ یہاں تیری جگہ نہیں۔ پھر زمین کی طرف اوترتی ہے۔ اوس کے دروازے بھی بند ہو جاتے ہیں۔ کہ یہاں تیری جگہ نہیں۔ پھر دائیں بائیں پھرتی ہے۔ جب کہیں ٹھکانا نہیں پاتی۔ اگر جس پر لعنت کی لعنت کے لائق ہے۔ تو اوس پر جاتی ہے۔ ورنہ کہنے والے کی طرف پلٹ آتی ہے ۔

اور فرماتے ہیں۔ اے عورتو صدقہ دو۔ کہ میں نے تمہیں دوزخ میں بکثرت دیکھا یعنی عورتیں دوزخ میں بہت پائیں۔ عرض کی کس سبب سے۔ فرمایا تم لعنت بہت کرتی ہو ۔

امام غزالی کیمیائے سعادت میں نقل کرتے ہیں۔ ایک شخص نے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے وقت سو بار شراب پی۔ ایک صحابی نے اوس پر لعنت کی۔ اور کہا کب تک اس کا فساد باقی رہیگا۔ حضور نے فرمایا۔ شیطان اُسکا دشمن موجود ہے۔ وہ کفایت کرتا ہے۔ تو لعنت کر کے شیطان کا یار نہ ہو ۔

اور ایک شخص نے شراب پی۔ لوگ اوسکو مارتے۔ اور لعنت کرتے۔ فرمایا۔ لعنت نہ کرو۔ کہ وہ خدا و رسول کو دوست رکھتا ہے ۔

سوال۔ شرع شریف میں ظالموں۔ اور بیاج کھانے والوں اور اوس کے معاملے میں پڑنے والوں پر اور اوس شخص پر جو اپنے ماں باپ پر لعنت کرے۔ اور جو بدعتی کو جگہ دے۔ اور جو غیر خدا کے واسطے جانور ذبح کرے۔ اور سوا ان کے اور گنہگاروں پر لعنت وارد ہے۔ اور اگلے

[1] فی روایۃ الترمذی لا یکون المؤمن لعانا۔ و فی اُخری له لا ینبغی للمؤمن ان یکون لعانا و روی ایضا المسلم۔ لیس بلعان و للبخاری لم یکن رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فاحشا و لا لعانا ۱۲ منہ قدس سرہ

داؤد و عیسیٰ بن مریم اور فرشتے بھی اون پر لعنت کیا کرتے ہیں۔ اُولٰٓئِکَ جزآؤھم
انّ علیھم لعنۃ اللہ والملٰٓئکۃ والناس اجمعین خٰلدین فیھا؎

جواب۔ لعنت لغت میں بمعنی طرد و ابعاد کے ہے۔ اور اہلِ شریعت کبھی اوس سے طرد و ابعادِ رحمت الٰہی و بہشت سے۔ اور کبھی طرد و ابعاد جناب قرب اور رحمت خاص و درجۂ سابقین سے مراد لیتے ہیں۔ پہلے معنے کافروں کے لیے خاص ہیں جس شخص کا کفر پر مرنا یقینی جیسے ابوجہل۔ ابولہب۔ فرعون۔ شیطان۔ ہامان۔ اوس پر لعنت جائز۔ انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام جن پر لعنت کرتے تھے۔ باعلامِ الٰہی اون کے کافر مرنے سے واقف تھے۔ اور فرشتے بھی اونھیں پر لعنت کرتے ہیں جن کی بدانجامی سے باعلامِ الٰہی واقف ہوتے ہیں۔ یا انبیاء و ملائکہ کافروں پر بوصفِ کفر لعنت کرتے ہیں یعنی لعنۃ اللہ علی الکافرین کہتے ہیں۔ اور دوسری قسم گنہگاروں کو بھی شامل ہے۔ جس جگہ قرآن یا حدیث میں لفظ لعنت کا عصاۃ کے حق میں وارد ہے۔ وہاں دوسرے معنے مراد ہیں۔ مگر جواز اس قسم کا بھی مقید بوصفِ عام رہتا ہے۔ لعنۃ اللہ علی الکٰذبین اور لعنۃ اللہ علی الظالمین کہہ سکتے ہیں۔ کسی شخص خاص پر لعنت نہیں کر سکتے۔ شیخ محقق فرماتے ہیں لعنت کرنا کسی پر جائز نہیں۔ سوا اوس کے جس کے کافر مرنے کی مخبرِ صادق نے خبر دی۔ اور کافر مخصوص پر کہ ایمان اوس کا بعد ازیں محتمل ہو لعنت نہ کریں۔ طریقۂ محمدیہ میں ہے۔ سوا ایسے کافر کے کسی شخص معین پر لعنت جائز نہیں۔ یہاں تک کہ بہت محققین علماء [۱] یزید پر لعنت میں توقف کرتے ہیں باوجود اس کے

---

[۱] علماء یزید کی تکفیر اور اوس کی لعن کے بارے میں تین گروہ ہیں۔ امام احمد اوسے کافر اور لعنت اوس پر جائز کہتے ہیں۔ اس لئے کہ اوس نے امام حسین علیہ الصلوٰۃ والسلام کی شہادت کے بعد کہا۔ میں نے اون کو اوس کا بدلہ دیا۔ جو اونھوں نے قریش کے بزرگوں اور سرداروں کے ساتھ جنگِ بدر میں کیا تھا۔ اور یہ بات فی الواقع کفر ہے۔ سوا اس کے اور افعال و اقوال اوس رو سیاہ سے منقول ہیں۔ جو کفر و ارتداد پر صریح دال ہیں۔ شراب اور حرام کاری اوس کے وقت میں علانیہ جاری ہوئی۔ اور بے حرمتی حرمین شریفین۔ اور وہاں کے باشندوں کی اوس کے لشکر کے ہاتھ سے واقع ہوئی؀
اور بعض علماء اوس کی تکفیر و لعن سے انکار کرتے اور کہتے ہیں۔ اجازت ان حرکتوں اور امام رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے قتل کی اوس سے بدلیلِ قطعی ثابت نہیں۔ اور یہ کلمہ کہ میں نے ان سے جنگِ بدر کا بدلہ لیا برتقدیر ثبوت [illegible] کے مرتکب سے نفی وزنہیں ہو سکتا والیقین لا یزول الا بیقین (بقیہ حاشیہ صفحہ ۵۲)

کہ اوس کے لشکر نے رسول اللہ صلے اللہ تعالٰے علیہ وسلّم کے نواسے اور العترہ و اہلبیت کو ہزاروں بے رحمیوں اور سنگدلیوں کے ساتھ شہید کیا۔ اور کوئی دقیقہ[۱] ہتکِ حرمتِ حرم

(حاشیہ صفحہ ۵۱) مثلہ کما تقرر فی موضعہ۔ غایتِ کار اوس کا یہ ہے کہ فاسق و فاجر تھا۔ اور احکامِ شرعیہ پر قایم نہ تھا۔ اور فاسق پر لعنت جائز نہیں ۞

فاضل قونوی شرح عمدۃ النسفی میں لکھتے ہیں صاحبِ کبیرہ پر لعنت نہ کی جائے۔ کہ ایمان اوس کا اوس کے ساتھ ہے۔ ارتکابِ کبیرہ سے کم نہیں ہوتا۔ اور مسلمان پر لعنت جائز نہیں۔ مُلّا علی قاری شرح فقہ اکبر میں قول شارح عقاید کا یعنی نحن لا نتوقف فی شانہ بل فی ایمانہ فلعنۃ اللہ علیہ وعلٰی انصارہ واعوانہ مع اوس کے دلائل کے رد کرتے ہیں۔ اور خلاصہ وغیرہ سے نقل فرماتے ہیں کہ حجاج ویزید پر لعنت کرنا نہ چاہیے اسلیے کہ پیغمبر صلی اللہ تعالٰے علیہ وسلّم نے اہلِ قبلہ کی لعنت سے ممانعت فرمائی ہے۔ اور جو کہ حضورِ اقدس سے لعنت کرنا بعض اہلِ قبلہ پر منقول ہے۔ اِس سبب سے ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام لوگوں کا حال جانتے تھے اور لوگ نہیں جانتے۔ شاید وہ شخص منافق ہو۔ یا باعلامِ الٰہی اوسکا کفر پر مرنا معلوم ہو ۞

امام غزالی رح احیاء العلوم میں لکھتے ہیں کہ حکم یزید کا امام حسین رضی اللہ تعالٰے عنہ کے قتل کے لیے اصلًا ثابت نہیں اور بلا تحقیقات مسلمان کی طرف نسبت کبیرہ کی جائز نہیں۔ الی ان قال لعن اشخاص میں خطر ہے پس اجتناب چاہیے۔ اور ترکِ لعن ابلیس میں بھی خطر نہیں۔ فضلا عن غیرہ۔ اور بعض علما اوس کی تکفیر و لعن میں توقف کرتے ہیں۔ اور یہی راجح اور یہی اسلم اور یہی ہمارے ائمہ بڑے کا مذہبِ اصح واقوم ہے۔ واللہ تعالٰے اعلم ۱۲ منہ قدس سرہ العزیز ۞

حاشیہ صفحہ ھذا [۱] اوس خبیث نے مسلم بن عقبہ مری کو مدینہ سکینہ پر بھیجکر سترہ سَو مہاجرین وانصار و تابعین کبار کو شہید کرایا۔ تین روز اہلِ مدینہ لوٹ اور قتل اور انواع مصائب میں مبتلا رہے۔ اور فوج اشقیاء نے مسجدِ اقدس میں گھوڑے باندھے۔ اور کسی کو وہاں نماز نہ پڑھنے دی۔ اہلِ حرم سے یزید کی غلامی پر بجبر بیعت لی۔ کہ چاہے بیچے۔ چاہے آزاد کرے۔ جو کہتا میں خدا و رسول کے حکم پر بیعت کرتا ہوں۔ اوسے شہید کرتے۔ جب رسول اللہ صلی اللہ تعالٰے علیہ وسلّم کے گھر کی بے حرمتی کر چکے۔ خانہ خدا پر چلے۔ راہ میں مسلم بن عقبہ مر گیا۔ حصین بن نمیر نے مع فوج کثیر مکہ میں پہنچکر بیت اللہ کو جلا دیا۔ اور وہاں کے رہنے والوں پر طرح طرح کا ظلم و ستم کیا ۱۲ منہ قدس سرہ ۞

کا باقی نہ چھوڑا ۞

اصل اِس باب میں یہ ہے کہ لعنت کرنا کسی پر ثواب نہیں - اگر کوئی شخص دن بھر شیطان پر لعنت کرتا رہے - کیا فائدہ[۵۱] حاصل ہو - اِس سے یہ بہتر ہے کہ اسقدر وقت ذکر و تلاوت و درود میں صرف کرے - کہ ثوابِ عظیم ہاتھ آئے - اگر اِس کام میں ہمارے لئے کچھ فائدہ ہوتا پروردگار عالم ابلیس پر لعنت کرنے کا حکم دیتا - تب احتیاط اِسی میں ہے کہ جس کے انجام سے اطلاع نہ ہو - اوس پر لعنت نہ کرے - اگر وہ لائق لعنت کے ہے - تو اوس پر لعنت کہنے میں تضییع وقت ہے - اور جو وہ لعنت کا مستحق نہیں - تو گناہِ بے لذت - اِسی واسطے امام عبد اللہ یافعی یمنی مرآۃ الجنان میں فرماتے ہیں کہ کسی مسلمان پر لعنت اصلاً جائز نہیں - اور جو کسی مسلمان پر لعنت کرے - وہ ملعون ہے - اور حدیث شریف میں بھی اِسی طرف اشارہ واقع ہے -

لا ینبغی للمؤمن ان یکون لعاناً رواہ الترمذی ؁

شیخ محقق دہلوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اصل عادت و شیوۂ اہلسنت ترکِ سبّ و لعن ہے - المؤمن لیس بلعّانٍ ؁

بعض علماء فرماتے ہیں - اہلسنت کی خوبیوں میں سے ہے - کہ کسی پر لعنت نہیں کرتے - اور کسی کو کافر نہیں کہتے - اور اہلِ بدعت کی برائیوں سے ہے کہ بعض اون کا بعض[۵۲] کو کافر کہتا - اور بعض اون کا بعض پر لعنت کرتا ہے ؁

---

۵۱ . ملائکہ و انبیاء کہ بحکمِ جناب کبریا کسی پر لعنت کرتے ہیں بسبب امتثال امر کے مشکور و ماجور ہوتے ہیں - جس طرح زبانیۂ دوزخ اور وہ فرشتے جو عذاب پر مامور ہیں اپنے کام میں محمود ہیں - گویا یہ بھی کافروں کے حق میں ایک قسم کا عذاب ہے - کہ مقبولانِ جناب احدیت اوس کے ایصال پر مامور و ماجور ہوتے ہیں - دوسرے شخص کو کہ قیدیوں کی تعذیب پر مقرر نہیں اون کو مارنا اور ایذا دینا موجبِ اجر نہیں - اور کریمۂ علیہم لعنۃ اللہ والملٰئکۃ والناس اجمعین اخبار ہے - نہ امر - کہ سب آدمیوں کا مامور بہ نص ہونا ثابت ہو - فتفکّر ۱۲ منہ قدس سرہٗ

۵۲ شیعہ خوارج کو کافر کہتے - اور اون پر لعنت کرتے ہیں - اور خوارج شیعہ کو کافر و ملعون جانتے ہیں - بلکہ اپنے مذہب والوں کی لعن و تشنیع میں باک نہیں کرتے - جو شخص اون کے حالات سے واقف ہے - وہ خوب جانتا ہے کہ لعن و تکفیر تمام اہل بدعت خصوصاً شیعہ کا وظیفہ ہے ۔ منہ قدس سرہٗ ؁

قال الرضا ۔ لہٰذا ہمارے علماء نے تصریح فرمائی ۔ کہ اگر کسی کے کلام میں ننانوے وجہ کفر کی نکلتی ہوں ۔ اور ایک وجہ اسلام کی ۔ تو مفتی پر واجب ہے ۔ کہ وجہ اسلام کی طرف میل کرے ۔ فان الاسلام یعلو ولا یعلی ۔ ولہٰذا ہمارے ائمہ فرماتے ہیں لا نکفر احدا من اھل القبلۃ ۔ ہم اہل قبلہ سے کسی کو کافر نہیں کہتے ؎

مگر یہاں ایک شدید فاحش مغالطہ بعض گمراہ بددین دیا کرتے ہیں ۔ کہ ان اقوال سے استدلال کرکے منکران ضروریات دین کی تکفیر بھی بند کرنی چاہتے ہیں ۔ حالانکہ یہ خود کفر ہے ؎ یہی ائمہ و علماء کہ اقوال مذکورہ لکھ چکے ۔ جا بجا تصریح فرماتے ہیں ۔ کہ جو ضروریاتِ دین سے کسی شئے کے منکر کو کافر نہ جانے وہ خود کافر ہے ؎ شفا شریف و وجیز امام کردری و در مختار وغیرہا کتبِ معتمدہ میں ہے من شک فی کفرہ وعذابہ فقد کفر جو ایسے کے کفر و عذاب میں شک لائے خود کافر ہو جائے ؎

ایک اور ننانوے وجہ کے یہ معنے ہیں کہ اوس کے کلام میں سو پہلو نکلتے ہوں ۔ ننانوے جانب کفر جاتے ہوں ۔ اور ایک طرفِ اسلام ۔ تو معنی اسلام ہی پر حمل واجب کہ باوصف احتمالِ اسلام حکم کفر جائز نہیں ۔ نہ یہ کہ جو ننانوے باتیں کفر کی کرے ۔ اور صرف ایک بات اسلام کی ۔ تو اسے مسلمان کہا جائیگا ۔ حاشا یہ کسی مسلمان کا مذہب نہیں ۔ یوں تو یہودی بھی اللہ کو ایک موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام تک انبیاء کو نبی ۔ توریت مقدس کو کلام اللہ ۔ قیامت و جنت و نار کو حق جانتے ہیں ۔ یہ ایک کیا صدہا باتیں اسلام کی ہوئیں ۔ پھر کیا انہیں مسلم کہا جائیگا ۔ یا انہیں مسلمان کہنے والا کافر نہ ہو جائے گا ۔ حاش للہ ! بلکہ ہزارہا باتیں اسلام کی کرے اور ایک کفر کی ۔ مثلاً قرآن عظیم و نماز پڑھے ۔ روزہ رکھے ۔ زکوٰۃ دے ۔ حج کرے اور ساتھ ہی محبت کو بھی سجدہ کرے ۔ تو قطعاً کافر ہوگا ۔ یوں ہی ائمہ دین و علمائے معتمدین نے تصریح فرمادی ہے کہ اہل قبلہ سے مراد وہ ہیں جو تمام ضروریاتِ دین پر ایمان رکھتے ہیں ۔ انہیں کی تکفیر جائز نہیں ۔ اور جو ضروریاتِ دین سے ایک بات کا منکر ہو وہ اہلِ قبلہ ہی سے نہیں ۔ اوس کی تکفیر میں شک بھی کفر ہے ۔ نہ انکار ۔ شرح مواقف و حاشیہ چلپی و شرح فقہ اکبر و حواشی در مختار وغیرہا میں اس کی تحقیق ہے ۔ بڑا حوالہ حضرت امام اعظم رضی اللہ تعالےٰ عنہ کا دیا جاتا ہے ۔ کہ وہ اہلِ قبلہ کی تکفیر نہیں کرتے ۔ بیشک مگر وہی جو حقیقۃً اہل قبلہ ہیں ۔ نہ فقط وہ کہ کلمہ پڑھیں ۔ اور قبلے کو منہ کریں ۔ اگرچہ کھلے کفر بکیں خود سیدنا امام اعظم

رضی اللہ تعالٰے عنہ اپنی عقائد کی کتاب فقہ اکبر شریف میں فرماتے ہیں۔ صفاتہ فی الازل غیر محدثۃ ولا مخلوقۃ فمن قال انھا مخلوقۃ او محدثۃ او وقف فیھا او شک فیھا فھو کافر باللہ تعالٰے۔ اللہ تعالٰے کی صفتیں ازلی ہیں۔ نہ حادث۔ نہ مخلوق۔ توجو اونھیں مخلوق یا حادث بتائے۔ یا اون کے بارے میں توقف کرے یا شک لائے۔ وہ کافر ہے ؂

امام ابو یوسف رحمہ اللہ تعالٰے فرماتے ہیں چھ مہینے مناظرے کے بعد میری اور امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالٰے عنہ کی رائے اسپر مستقر ہوئی۔ کہ جو کوئی قرآنِ عظیم کو مخلوق کہے کافر ہے ؂

یہ فوائد خوب یاد رکھنے کے ہیں۔ کہ نیچری کفار اور اون کے اذناب نوانفار ایسی جگہ بہت غل مچاتے ہیں اور علانیہ کفر کرکے مسلمانوں کو اپنی تکفیر سے روکنا چاہتے ہیں۔ واللہ الھادی ؂

مسئلہ ۱۰۔ کسی مسلمان کو یہ بد دُعاء کہ تجھ پر خدا کا غضب نازل ہو۔ اور تو آگ یا دوزخ میں داخل ہو۔ نہ دے۔ کہ حدیث شریف میں اس کی ممانعت وارد ہے ؂

مسئلہ ۱۱۔ جو کافر مرا والعیاذ باللہ تعالٰے اوس کے لئے دُعائے مغفرت حرام ہے۔ قال اللہ عزوجل مَا كَانَ لِلنَّبِيِّ وَالَّذِينَ آمَنُوا أَنْ يَسْتَغْفِرُوا لِلْمُشْرِكِينَ وَلَوْ كَانُوا أُولِي قُرْبَىٰ مِنْ بَعْدِ مَا تَبَيَّنَ لَهُمْ أَنَّهُمْ أَصْحَابُ الْجَحِيمِ ۝ وَمَا كَانَ اسْتِغْفَارُ إِبْرَاهِيمَ لِأَبِيهِ إِلَّا عَنْ مَوْعِدَةٍ وَعَدَهَا إِيَّاهُ فَلَمَّا تَبَيَّنَ لَهُ أَنَّهُ عَدُوٌّ لِلَّهِ تَبَرَّأَ مِنْهُ إِنَّ إِبْرَاهِيمَ لَأَوَّاهٌ حَلِيمٌ ۝ وقد ثبت فی الصحیحین ان سبب نزول ھذہ الآیۃ قولہ صلی اللہ تعالٰے علیہ وسلم لابی طالب لاستغفرن لک مالم انہ عنک ؂

علامہ شہاب الدین قرافی مالکی تصریح کرتے ہیں کہ کفار کے لئے دعائے مغفرت کفر ہے کہ آیۂ کریمہ ان اللہ لا یغفر ان یشرک بہ میں معاذ اللہ کذب قول الٰہی چاہتا ہے ؂ قال الرضاء۔ یعنی اگر کفار کی مغفرت اور اون کا دوزخ سے نجات پانا شرعًا جائز مانتا ہے۔ تو بیشک منکر نصوص قاطعہ ہے۔ ورنہ یہ کلمہ حرام و ناروا ہے۔ کہ اس سے انکار لازم آتاہے۔ بلکہ عند التفتیش اوسے دو سخت آفتوں کا سامنا ہے۔ شرعًا محال مانکر اب جو استدعا کرتا ہے تو یا واقعی وقوع چاہتا۔ یا یوں ہی لفظ بےمعنی بک رہا ہے۔ اول میں حق سبحٰنہ وتعالٰی سے

اوس کی خبر کی تکذیب چاہنا۔ اور دوم عبث و استہزاء ہے۔ اور دونوں کا پہلو معاذاللہ جانب کفر جھکتا ہے۔ بہرحال صورت سابقہ یقیناً کفر اور ثانی اشد حرام سخت کبیرہ جس سے توبہ و تجدید اسلام و نکاح لازم فافهم فان المقام مزلة الاقدام و قد اطال الکلام ههنا العلامة الحلبی فی الحلیة ولخصه فی رد المحتار و زاد والکل غیر محرر ولو لا غرابة المقام لنبأتك بما لهما و علیهما وقد بیناه فیما علقناه علیهما ولعل الحق لا یتجاوز عن الحکمین الذین اشرت الیهما واللہ سبحنه وتعالٰی اعلم۔

مسئلہ ۱۲۔ نظر بدلیل سابق یہ دُعا کہ خدایا سب مسلمانوں کے سب گناہ بخشدے جائز نہیں۔ کہ جس طرح وہاں تکذیب آیات لازم آتی ہے۔ اس دعاء سے اُن احادیث کی تکذیب ہوتی ہے جن میں بعض مسلمانوں کا دوزخ میں جانا وارد ہوا۔ اور اون کا آحاد ہونا اس جرأت کا مجوز نہیں۔ اور قولہ عزوجل یَسْتَغْفِرُوْنَ لِمَنْ فِی الْاَرْضِ اور فَاغْفِرْ لِلَّذِیْنَ تَابُوْا ای من الکفر فیعم المسلمین اون کے منافی اور اس دعاء کے جواز کے لئے کافی نہیں۔ کہ افعال سیاق ثبوت میں اجماعاً عموم پر دلالت نہیں کرتے۔ اور بر تقدیر تسلیم اسجگہ خصوص مراد ہے۔ تا قواعد شرع سے خلاف لازم نہ آئے۔ ہاں اللھم اغفرلی و لجمیع المسلمین بے نیت تعمیم حقیقی جائز ہے۔ هذا حاصل کلام القرافی ذکره فی شرح المنیة لابن امیر الحاج

قال الرضاء۔ یہ دوسرا مسئلہ معرکۃ الآرا ہے۔ علامہ قرافی وغیرہ علما تو عدم جواز کی طرف گئے۔ اور علامہ کرانی نے اوس میں منازعت کی۔ جسے شرح منیہ میں رد کردیا۔ پھر محقق حلبی نے اس بنا پر کہ مسلمانوں کے لئے خلف وعید یعنی عطا و مغفرت جائز (بلکہ قطعاً واقع ہے) اور اس دُعاء میں برادران دینی پر شفقت سمجھی جاتی ہے۔ اور جواز دعا جواز مغفرت پر مبنی ہے۔ نہ وقوع پر۔ تو عدم وقوع مغفرت جمیع کی حدیثیں اِس دعاء کے خلاف نہیں۔ اوس کے جواز کی طرف میل کیا۔ علامہ زین نے بحر الرائق پھر علامہ محقق علائی نے درمختار میں اونکی تبعیت کی۔ مگر اس میں صریح خدشہ ہے کہ جواز صرف عقلی ہے۔ نہ شرعی۔ کہ حدیث متواترة المعنی سے بعض مؤمنین کی تعذیب ثابت۔ اور نووی وابی ولقانی نے اسپر اجماع نقل کیا۔ اور جواز دعاء کے لئے صرف جواز عقلی باوجود استحالہ

شرعی کافی ہونا مسلم نہیں۔ اس طرف محقق شامی نے رد المحتار میں اشارہ فرمایا۔ رہا اظہار شفقت سے عذر میں کہتا ہوں۔ وہ محل تکذیب نصوص میں قابل سماعت نہیں۔ فتأمل

ثم اقول وباللہ التوفیق۔ یہاں تعمیمیں دو ہیں۔ ایک تعمیم مسلمین۔ دوسری تعمیم ذنوب اگر داعی صرف تعمیم اول پر قناعت کرے۔ مثلاً کہے۔ **اللّٰھم اغفرلی ولوالدی وللمؤمنین والمؤمنات** یا **اللّٰھم اغفر لامۃ محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم** تو قطعاً جائز ہے۔ اور اس کا امام قرافی کو بھی انکار نہیں۔ اور اس کے فضل میں احادیث وارد اور اس کا جواز آیات سے مستفاد اور یہ طریقہ بطبقہ مسلمین میں بلا نکیر شائع۔ اور اگر صرف تعمیم ثانی پر اکتفا کرے۔ مثلاً اپنے لئے کہے۔ الٰہی میرے سب گناہ چھوٹے بڑے ظاہر چھپے۔ اگلے پچھلے معاف فرما۔ یا کہے۔ الٰہی میرے اور میرے والدین و مشائخ و احباب و اصول و فروع اور تمام اہلسنت کے لئے ایسی مغفرت کر جو اصلاً کسی گناہ کا نام نہ رکھے۔ جب بھی قطعاً جائز۔ اور اس قسم کی دعا بھی حدیث میں وارد۔ اور مسلمین میں متوارث اِن دونوں صورتوں کے جواز میں تو کسی کو کلام نہیں ہو سکتا۔ کہ اس میں اصلاً کسی نص کی تکذیب نہیں۔ صورتِ ثانیہ میں تو ظاہر ہے۔ کہ نصوص صرف اس قدر پر دال۔ کہ بعض مسلمین معذب ہوں گے۔ ممکن کہ وہ داعی اور اوس کے والدین و مشائخ و احباب و جمیع اہلسنت کے سوا اور لوگ ہوں۔ اسی طرح صورتِ اولٰے میں کوئی حرج نہیں۔ کہ ہر مسلمان کے لئے فی الجملہ مغفرت اور بعض پر بعض ذنوب کی وجہ سے عذاب ہونے میں تنافی نہیں۔

اقول۔ بعض نصوص سے نکال سکتے ہیں کہ فی الجملہ مغفرت ہر مسلمان کے لئے ہوگی احادیث صریحہ ناطق ہیں کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم کی شفاعت سے ہر وہ شخص جس کے دل میں ذرہ برابر ایمان ہے۔ دوزخ سے نکال لیا جائے گا۔ تو ضرور ہے کہ یہ بعض قبل پوری سزا پالینے کے ہو۔ ورنہ شفاعت کا اثر کیا ہوا۔ اب رہی صورتِ ثالثہ یعنی داعی دونوں تعمیمیں کرے۔ مثلاً کہے۔ الٰہی سب مسلمانوں کے سب گناہ بخش دے۔

اقول۔ اس کے پھر دو معنے محتمل۔ ایک یہ کہ مغفرت بمعنی تجاوز فی الجملہ کے لیں۔ تو حاصل یہ ہوگا۔ کہ الٰہی کسی مسلمان کو اوس کے کسی گناہ کی پوری سزا نہ دے۔ اس کے جواز میں بھی کچھ کلام نہیں۔ کہ مفاد نصوص مطلقاً تعذیب بعض عصاۃ ہے۔ نہ استیفائے

جزائے بعض ذنوب۔ بلکہ کریم کبھی استقصا نہیں فرماتا۔ الا تری الی قولہ تعالٰی
عرّف بعضہ واعرض عن بعض جب اکرم الخلق مصطفٰے صلے اللہ تعالٰے علیہ
وسلم نے کبھی پورا مواخذہ نہیں فرمایا۔ تو اوں کا سوئے عزّوجل تو اکرم الاکرمین ہے
دوسرے یہ کہ مغفرتِ تامہ کاملہ مراد لی جائے۔ یعنی ہر مسلمان کے ہر گناہ کی پوری
مغفرت کر۔ کہ کسی مسلمان کے کسی گناہ پر اصلا مواخذہ نہ کیا جائے۔ یہ بیشک
تکذیبِ نصوص کی طرف جائے گا۔ اور اسی کو امام قرافی ناجائز فرماتے ہیں۔ اور بیشک یہی من
حیث الدلیل راجح نظر آتا ہے۔ اور اس طرح کی دعا کسی آیت یا حدیث سے ثابت نہیں۔
اور مسلمین کے حق میں خلف وعید کا جواز (جس سے خود حسب تصریح حلیہ۔ ودیگر قائلانِ جوازِ عفو
ومغفرت مراد اور وہ یقیناً اجماعاً جائز بلکہ واقع ہے) اس مسئلہ میں کیا مفید کہ بعض کے
لئے اس کا عدم وقوعِ عذاب تواتر واجماع سے ثابت۔ تو یہاں کلام حلیہ محل کلام ہے۔ اور
مسئلہ ائمہ کیا مشائخ سے بھی منقول نہیں ہے کہ دوسروں کو مجالِ سخن نہ رہے۔ پس احوط
یہی ہے کہ اس صورتِ ثالثہ کے معنئ ثانی سے احتراز کرے۔ شاید مصنف علام قدس سرہ
نے اسی لئے صرف کلام امام قرافی پر اقتصار فرمایا۔ کہ رجحان واحتیاط اسی طرف ہے۔ واللہ تعالٰی
اعلم ھٰذا ما ظھر لی فی النظر الحاضر فتامل لعل اللہ یحدث بعد ذٰلک امرا

مسئلہ ۱۳ ـ قال الرضا۔ اپنے اور اپنے احباب کے نفس واہل ومال
وولد پر بد دُعا نہ کرے۔ کیا معلوم کہ وقتِ اجابت ہو۔ اور بعد وقوع بلا پھر ندامت ہو
رسول اللہ صلّی اللہ تعالٰے علیہ وآلہٖ وسلم فرماتے ہیں۔ اپنی جانوں پر بد دعا نہ کرو۔
اور اپنی اولاد پر بد دعا نہ کرو۔ اور اپنے خادم پر بد دعا نہ کرو۔ اور اپنے اموال پر بد دُعا نہ کرو
کہیں اجابت کی گھڑی سے موافق نہ ہو۔ رواہ مسلم و ابوداؤد وابن خزیمۃ عن
جابر بن عبد اللہ رضی اللہ تعالٰی عنھما۔ اور فرماتے ہیں تین دُعائیں بیشک مقبول
ہیں۔ دُعاءِ مظلوم کی۔ اور دُعاءِ مسافر کی۔ اور ماں باپ کا اپنی اولاد کو کوسنا۔ رواہ الترمذی
وحسنہ عن ابی ھریرۃ رضی اللہ تعالٰی عنہ

تنبیہ۔ دیلمی وغیرہ نے عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالٰے عنہما سے روایت کی۔ حضور
اقدس صلّی اللہ تعالٰے علیہ وسلم نے فرمایا۔ اِنّی سَئَلتُ اللہ ان لا یقبل دعاء
حبیب علٰی حبیبہٖ۔ بیشک میں نے اللہ تعالٰے سے سوال کیا۔ کہ کسی پیارے کی پیارے

پر بد دُعاء قبول نہ فرمائے ہو

علامہ شمس الدین سخاوی اسے لکھ کر فرماتے ہیں صحیح حدیثوں سے ثابت کہ اولاد پر ماں باپ کی بد دُعا رد نہیں ہوتی۔ تو اس حدیث کو اون سے توفیق دیا چاہیے۔ انتہیٰ۔

اقول وباللہ التوفیق۔ بد دعا دو طور پر ہوتی ہے۔ ایک یہ کہ داعی کا قلب حقیقۃً اُس کا یہ ضرر نہیں چاہتا۔ یہاں تک کہ اگر واقع ہو۔ تو خود سخت صدمے میں گرفتار ہو۔ جیسے ماں باپ غصے میں اپنی اولاد کو کوس لیتے ہیں مگر دل سے اوس کا مرنا یا تباہ ہونا نہیں چاہتے۔ اور اگر ایسا ہو۔ تو اوس پر ان سے زیادہ بے چین ہونے والا کوئی نہ ہوگا دیلمی کی حدیث میں اسی قسم بد دعا کے لئے وارد کہ حضور رؤف رحیم رحمۃ للعٰلمین صلی اللہ تعالٰے علیہ وسلم نے اوسکا مقبول نہ ہونا اللہ تعالٰے سے مانگا۔ نظیر اِس کی وہ حدیث صحیح ہے۔ کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالٰے علیہ وسلم نے عرض کی۔ الٰہی میں بشر ہوں۔ بشر کی طرح غضب فرماتا ہوں۔ تو جسے میں لعنت کروں۔ یا بد دُعا دوں اوسے تو اوس کے حق میں کفارہ و اجر و باعثِ طہارت کر۔ دوسرے اس کے خلاف کہ داعی کا دِل حقیقۃً اوس سے بیزار اور اوس کے اِس ضرر کا خواستگار ہے۔ اور یہ بات ماں باپ کو معاذ اللہ اوسی وقت ہوگی جب اولاد اپنی شقاوت سے عقوق کو اس درجہ حد سے گزار دے کہ اون کا دل واقعی اُس کی طرف سے سیاہ ہو جائے۔ اور اصلاً محبت نام کو نہ رہے بلکہ عداوت آجائے۔ ماں باپ کی ایسی ہی بد دعا کے لئے فرماتے ہیں کہ رد نہیں ہوتی۔ والعیاذ باللہ سبحٰنہ وتعالٰے ھٰذا ما ظھر لی واللہ تعالٰے اعلم۔

مسئلہ ۱۴۔ قال الرضاء۔ تحصیلِ حاصل کی دُعا نہ کرے۔ مثلاً مرد کہے الٰہی مجھے مرد کر دے۔ کہ یہ استہزاء ہے۔ ہاں ایسی جس دُعا میں امتثالِ امر شریعت یا اظہار عجز و عبودیت یا خدا و رسول صلی اللہ تعالٰے علیہ وسلم سے محبت یا دین و اہلِ دین کی طرف رغبت یا کفر و کافرین سے نفرت وغیرہ منافع نکلتے ہوں۔ نہ جائز ہے۔ اگرچہ اُس امر کا حصول یقینی ہو جیسے اللّٰھم صل علٰی سیدنا ومولٰنا محمد اللّٰھم اھدنا الصراط المستقیم اللّٰھم

علہ جب کہ مرد سے یہی معنی لغوی مراد ہو۔ اور اگر مرد یعنی شجاع دلیر یا مرد حقیقی مرد راہ و خدا مراد ہے تو استہزاء نہیں۔ مرد باش یا خاکِ پائے مرد باش ۱۲ منہ حفظہ ربہ

اعط سیدنا و مولٰنا محمد ن الوسیلۃ اللّٰھم ارض عن اصحاب محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اللّٰھم اعط بیتک المکرم شرفا وتکریما اللّٰھم العن اعداء محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔ کہ اگرچہ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر درود کا نزول۔ اور مسلمانوں کو رشد و ہدایت تک وصول حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو وسیلہ ملنا۔ اور اللہ تعالیٰ کا اصحابِ کرام سے راضی ہونا اور بیت مکرم کی عزت و کرامت اور حضور کے اعداء پر غضب و لعنت سب یقینی باتیں ہیں۔ مگر ان دعاؤں میں وہی منافع مذکورہ ہیں۔ تو فضول و استہزا نہیں ہو سکتیں ؏

اقول۔ علاوہ بریں ان سب میں وہ تاویل جو انہیں طلب حاصل سے جدا کر دے ممکن و للتفصیل محل اٰخر ؏

مسئلہ ۱۵۔ قال الرضاء ۔ دعاء میں حجر و تنگی نہ کرے۔ مثلاً یوں نہ مانگے کہ تنہا مجھ پر رحم فرما۔ یا صرف مجھے اور میرے فلاں فلاں دوستوں کو نعمت بخش۔ حدیث میں ہے۔ ایک اعرابی نے دعاء کی اللّٰھم ارحمنی وارحم محمدا ولا ترحم معنا احداہ۔ الٰہی مجھ پر رحم کر۔ اور محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر اپنی رحمت نازل فرما۔ لقد حجرت واسعًا بیشک تُو نے بڑی وسعت والی چیز کو تنگ کر دیا ؏

اے عزیز رحمتِ الٰہی شاملِ انام ہے۔ اور اوس کا انعام عام کو عام۔ رحمتی وسعت کل شیٔ جو نیک بات اپنے لئے درکار ہو۔ جب تمام مسلمانوں کے لئے چاہے گا اگر خود مستحق نہیں۔ اس خیر خواہیٔ عام کی برکت سے مستحق ہو جائے گا۔ یا یُوں کہ اون میں بعض تو یقیناً ہر خیر و فلاح کے قابل ہیں۔ تو کسی کا طفیلی ہو کر پائے گا بخلاف اوس صورت کے کہ صرف اپنے یا اور بعض احباب کے لئے چاہی۔ باقی کے لئے پسند نہ کی۔ تو ایک تو عام مؤمنین کی بدخواہی۔ دوسرے کمال ایمان کا نقصان۔ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں لا یؤمن احدکم حتّٰی یحب لاخیہ ما یحب لنفسہ۔ تم میں کوئی مومن کامل نہیں ہوتا۔ جب تک اپنے بھائی مسلمان کے لئے وہی نہ چاہے۔ جو خود اپنے لئے چاہتا ہے۔ اور فرماتے ہیں۔ الدین النصح لکل مسلم۔ دین ہر مسلمان کی خیر خواہی کا نام ہے۔ و لہٰذا احادیث میں تعمیم دعاء کے بہت فضائل وارد ہوئے۔ کما اسلفناہ فی فصل الاٰداب واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب ؏

فصلِ ششم اُن لوگوں کے بیان میں جنکی دُعا قبول ہوتی ہے

قال الرضاء وہ اُنیس ہیں۔ آٹھ حضرت مصنف قدس سرہ نے ذکر فرمائے۔ اور گیارہ فقیر غفر اللہ تعالیٰ لہ نے زاید کئے ۔

اوّل۔ مضطر۔ قال الرضاء۔ اِس کی طرف تو خود قرآنِ عظیم میں اشارہ موجود امن یجیب المضطر اذا دعاہ ویکشف السوء ۔

دوم۔ مظلوم اگرچہ فاجر ہو۔ اگرچہ کافر ہو۔ قال الرضاء حدیث میں ہے۔ اللہ تعالیٰ اوس سے فرماتا ہے۔ وعزتی لانصرنک ولو بعد حین مجھے اپنی عزت کی قسم بیشک ضرور میں تیری مدد کرونگا اگرچہ کچھ دیر کے بعد ۔

سوم۔ بادشاہِ عادل۔ چہارم مردِ صالح۔ پنجم ماں باپ کا فرمانبردار۔ ششم مسافر قال الرضاء۔ رواہ ابن ماجۃ والعقیلی والبیھقی عن ابی ھریرۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ والبزار وزاد حتی یرجع والضیاء عن انس واحمد والطبرانی عن عقبۃ بن عامر رضی اللہ تعالیٰ عنہم۔ متعدد احادیث میں ارشاد ہوا۔ کہ اوس کی دعا ضرور مستجاب ہے جس میں کچھ شک نہیں۔ رواہ احمد والبخاری فی الادب المفرد والبوداؤد والترمذی عن ابی ھریرۃ ومنھا حدیث ابن ماجۃ والضیاء المذکوران بزار کے یہاں حدیث ابوہریرہ ان الفاظ سے ہے۔ تین شخص ہیں کہ اللہ عزوجل پر حق ہے کہ اون کی کوئی دعا رد نہ کرے۔ روزہ دار تا افطار۔ اور مظلوم تا انتقام۔ اور مسافر تا بجوع ۔

ہفتم روزہ دار۔ قال الرضاء خصوصاً وقتِ افطار ۔

ہشتم مسلمان کہ مسلمان کے لئے اوس کی غیبت میں دعا مانگے۔ قال الرضاء حدیث شریف میں ہے۔ یہ دعا نہایت جلد قبول ہوتی ہے۔ فرشتے کہتے ہیں امین ولک بمثلِ ذٰلک۔ اوس کے حق میں تیری دعا قبول۔ اور تجھے بھی اسی طرح کی نعمت حصول۔ دوسری حدیث میں فرمایا۔ یہ دعا حاجی وغازی ومریض ومظلوم کی دعاؤں سے بھی زیادہ جلد قبول ہوتی ہے۔ البیھقی فی الشعب بسند صالح عن ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما خمس دعوات یستجاب لھن فذکرھن وقال واسرع ھذہ الدعوات اجابۃ

دعوة الاخ لاخيه بظهر الغيب - بلکہ تیسری حدیث شریف میں ارشاد ہوا۔ کہ جس سے زیادہ جلد قبول ہونے والی کوئی دعا نہیں - رواہ الترمذی عن عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ تعالیٰ عنہما ونحوہ للطبرانی وغیرہ عن عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ تعالیٰ عنہما۔ چوتھی حدیث شریف میں آیا - یہ دعا رد نہیں ہوتی - البزار عن عمران بن حصین رضی اللہ تعالیٰ عنہما ۔

نہم - قال الرضا - والدین کی دعا اپنی اولاد کے حق میں - ایک حدیث شریف میں فرمایا گیا ہے۔ کہ یہ دعا امت کے لئے ایسی قبول ہوتی ہے جیسے نبی کی - رواہ الدیلمی عن انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ

دہم قال الرضا - اولاد کی دعا والدین کے حق میں - ابو نعیم عن واثلة بن الاسقع رضی اللہ تعالیٰ عنہ عن النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اربع دعوتهم مستجابة الامام العادل والرجل یدعو لاخیه بظهر الغیب ودعوة المظلوم ورجل یدعو لوالدیه

یازدہم - قال الرضا - حاجی کی دعا جب تک اپنے گھر پہنچے - حدیث شریف میں ہے جب تو حاجی سے ملے - اوسے سلام کر - اور مصافحہ کر - اور درخواست کر کہ وہ تیرے لئے استغفار قبل اس کے کہ وہ اپنے گھر میں داخل ہو - کہ وہ مغفور ہے - اخرجه الامام احمد عن ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما - دوسری حدیث شریف میں ہے حاجی کی دعا رد نہیں ہوتی - جب تک پلٹے البیہقی والدیلمی ریانی ۔

دوازدہم - قال الرضا - عمرہ کرنے والا - حدیث شریف میں ہے حج و عمرہ والے خدا کے مہمان ہیں - دیتا ہے اونہیں جو مانگیں اور قبول فرماتا ہے - جو دعا کریں - رواہ البیہقی

سیزدہم قال الرضا - مریض کہ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں - جب بیمار کے پاس جاؤ - اوس سے اپنے لئے دعا چاہو - کہ اوس کی دعا مثل دعائے ملائکہ ہے - رواہ ابن ماجہ عن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ - دوسری حدیث شریف میں ہے مریض کی دعا رد نہیں ہوتی - یہاں تک کہ اچھا ہو - رواہ ابن ابی الدنیا ونحوہ عند البیہقی والدیلمی عن ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما

چہاردہم قال الرضا - ہر مومن مبتلائے بلا یعنی بلائے دنیوی وجسمانی - یہ مریض سے

عام ہے۔ حدیث شریف میں ہے سلمان رضی اللہ تعالٰی عنہ سے ارشاد ہوا۔ اے سلمان بیشک مبتلا کی دعا مستجاب ہے الدیلمی عنہ۔ رضی اللہ تعالٰی عنہ۔ دوسری حدیث شریف میں ہے مومن مبتلی کی دعا غنیمت جانو۔ ابوالشیخ عن ابی الدرداء رضی اللہ تعالٰی عنہ ❊

پانزدھم قال الرضاء۔ جو یادِ خدا بکثرت کرتا ہو۔ حدیث شریف میں ہے۔ تین شخصوں کی دعا اللہ تعالٰی رد نہیں کرتا۔ ایک وہ کہ خدا کی یاد بکثرت کرے۔ اور مظلوم اور بادشاہِ عادل۔ رواہ البیہقی عن ابی ھریرۃ رضی اللہ تعالٰی عنہ ❊

شانزدھم[۱۶] قال الرضاء جو تنہا جنگل میں جہاں اوسے اللہ کے سوا کوئی نہ دیکھتا ہو۔ کھڑا ہو کر نماز پڑھے۔ ابن مندۃ و ابونعیم فی الصحابۃ عن ربیعۃ بن وقاص رضی اللہ تعالٰی عنہ عن النبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم ثلاثۃ مواطن لا ترد فیھا دعوۃ عبد رجل یکون فی بریۃ بحیث لا یراہ احد الا اللہ فیقوم فیصلی الحدیث ❊

ھفدھم۔ قال الرضاء۔ غازی کہ غزائے کفار کے لئے نکلے۔ جب تک واپس آئے الدیلمی عن ابن عباس رضی اللہ تعالٰی عنھما اربع دعوات لا ترد دعوۃ الحاج حتی یرجع و دعوۃ الغازی حتی یصدر الحدیث وللبیہقی عنہ باسناد متماسک خمس دعوات یستجاب لھن فذکر نحوہ خصوصًا حیکہ سعاذ اللہ اور ساتھی بھاگ جائیں۔ اور یہ ثابت قدم رہے۔ وھو فی تتمۃ حدیث ربیعۃ المار

ھژدھم قال الرضاء جس شخص نے کسی پر احسان کیا۔ اپنے محسن کے حق میں اوس کی دعا رد نہیں ہوتی۔ الدیلمی عن ابن عمر رضی اللہ تعالٰی عنھما عن النبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم دعاء المحسن الیہ للمحسن لا یرد

نوزدھم قال الرضاء۔ جماعت مسلمانان کہ مل کر دعا کریں۔ بعض دعا کریں۔ بعض آمین کہیں۔ الطبرانی والحاکم والبیہقی عن حبیب بن سلمۃ الفھری رضی اللہ تعالٰی عنہ لا یجتمع ملأ فیدعو بعضھم و یؤمن بعضھم الا اجابھم اللہ تعالٰی ❊

یہ گیارہ کہ فقیر نے ذکر کئے ان میں سوا نہم و دہم کے باقی نو صاحب حصن حصین سے بھی رہ گئے۔ فالحمد للہ علی حسن التوفیق ❊

فصل نہم اُن اعمال صالحہ میں جن کے کرنے والے کو کسی دُعا کی حاجت نہیں

قال الرضاء یہ فصل اگرچہ اس رسالے میں نہیں۔ مگر اس مضمون کو حضرت مصنف علام قدس سرہ نے کتاب الجواہر میں افادہ فرمایا۔ فقیر غفر اللہ تعالٰے لہٗ بوجہ جلالت فائدہ و عظمت عائدہ اوسے یہاں ذکر کرتا ہے۔ وہ تین چیزیں ہیں:۔ **اوّل** درود شریف امام احمد و ترمذی و حاکم باسانید صحیحہ حسنہ حضرت ابی بن کعب رضی اللہ تعالٰے عنہ سے روایت کرتے ہیں جب چہارم شب گذرتی تھی۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالٰے علیہ وسلم کھڑے ہو کر فرماتے۔ اَے لوگو خدا کی یاد کرو۔ خدا کی یاد کرو۔ آئی راجفہ اوس کے بعد آتی ہے۔ رادفہ آئی موت اون چیزوں کے ساتھ جو اوس میں ہیں۔ میں نے عرض کی۔ یا رسول اللہ: میں دُعا بہت کیا کرتا ہوں اوس میں سے حضور کے لئے کس قدر مقرر کروں۔ فرمایا۔ جتنی چاہے۔ میں نے عرض کی چہارم فرمایا جسقدر چاہے اور زیادہ کرے۔ تو تیرے لئے بہتر ہے۔ میں نے عرض کی نصف۔ فرمایا جتنی چاہے اور زیادہ کرے۔ تو تیرے لئے بہتر ہے۔ میں نے عرض کی اپنی کل دعا حضور کے لئے کروں۔ یعنی اپنی کل دُعا کے عوض حضور پر درود بھیجا کروں۔ فرمایا ایسا کریگا۔ تو اللہ تعالٰے تیری سب مہمات کفایت کرے گا۔ اور تیرے گناہ بخش دیگا۔ احمد و طبرانی باسناد حسن راوی۔ وھٰذا حدیث الطبرانی۔ کہ ایک شخص نے عرض کی۔ یا رسول اللہ: میں اپنی تہائی دعا حضور کے لئے کروں۔ فرمایا اگر تو چاہے۔ عرض کی دو تہائی۔ فرمایا۔ ہاں۔ عرض کی کل دعا کے عوض درود مقرر کروں۔ فرمایا۔ ایسا کرے گا۔ تو خدا تیرے دُنیا و آخرت کے سب کام بنا دیگا۔ اور بیشک درود سرورِ عالم صلی اللہ تعالٰے علیہ وسلم کے لئے دعا ہے اور جسقدر اوس کے فوائد و برکات مصلی پر عائد ہوتے ہیں ہرگز ہرگز اپنے لئے دُعا میں نہیں بلکہ اون کے لئے دعا تمام اُمّتِ مرحومہ کے لئے دعا ہے۔ کہ سب اونھیں کے دامن دولت سے وابستہ ہیں ؎ سلامت ہمہ آفاق در سلامت تُست

دوم۔ ذکر الٰہی بیہقی نے شعب الایمان میں مکحیر بن عتیق۔ اونہوں نے سالم بن عبد اللہ

اونہوں نے اپنے باپ عبداللہ بن عمر اونہوں نے اپنے والد حضرت فاروق اعظم اونہوں نے حضور سید المرسلین صلی اللہ تعالٰے علیہ وسلم ۔ حضور نے رب العزت ذی الجلال تقدست اسماؤہ سے روایت کی ۔ کہ فرماتا ہے من شغلہٗ ذکری عن مسئلتی اعطیتہ افضل ما اعطی السائلین ۔ جسے میری یاد میرے مانگنے سے باز رکھے ۔ میں اوسے بہتر اوس عطا کا بخشوں جو مانگنے والوں کو دوں سو اسی واسطے حضرت سالم بن عبداللہ نے تمام مدت وقوف میں ذکر الٰہی پر اقتصار کیا ۔ اور تا غروب آفتاب لا الٰہ الا اللہ وحدہٗ لا شریک لہٗ لہٗ الملک ولہ الحمد بیدہ الخیر وھو علٰی کل شیٔ قدیر ۔ لا الٰہ الا اللہ وحدہٗ ونحن لہ مسلمون ۔ لا الٰہ الا اللہ ولو کرہ المشرکون ۔ لا الٰہ الا اللہ ربنا ورب اٰبائنا الاولین کہتے رہے ۔

سوم تلاوت قرآن مجید ۔ نبی صلی اللہ تعالے علیہ وسلم اپنے رب جلیل تبارک وتعالٰے سے روایت فرماتے ہیں من شغلہ القرآن عن ذکری ومسئلتی اعطیتہ افضل ما اعطی السائلین وفضل کلام اللہ علٰی سائر الکلام کفضل اللہ علی خلقہ جسے تلاوت قرآن مجید میرے ذکر اور میرے سوال سے روک دے اوسے افضل اوس کا دوں ۔ جو تمام سائلین کو عطا کروں ۔ پھر فرمایا ۔ اور بزرگی کلام الٰہی کی تمام کلاموں پر ایسی ہے جیسے بزرگی رب العزت جل جلالہٗ اوس کی تمام مخلوق پر ۔ قال الترمذی حدیث حسن

واللہ سبحٰنہٗ وتعالٰی اعلم بالصواب

فصل دہم مبحث دعا کے متعلق چند نفیس سوال وجواب میں

سوال اوّل ۔ اپنی عاجزی اور پروردگار تبارک وتعالٰے کی رحمت پر نظر کرکے دعا وسوال بہتر ہے ۔ یا قضا پر راضی ہوکر ترک اولٰے ہے ؟

جواب ۔ بعض علماء ترکِ دعا کو اولٰے جانتے ہیں ۔ امام واسطی رحمہ اللہ فرماتے ہیں ۔ جو خدائے تعالٰے نے تیرے لئے ٹھیرا دیا ۔ وہ اوس سے بہتر ہے جو تو مانگتا ہے ۔ سیدنا ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم نے بلا کے وقت دعا نہ مانگی ۔ جبرائیل علیہ الصلوٰۃ والسلام نے کہا ۔ کچھ حاجت ہے ؟ فرمایا ۔ ہاں ۔ مگر نہ تم سے ۔ کہا ۔ خدا سے

عرض کیجئے۔ فرمایا: حسبی من سؤالی علمہ بحالی ؎

خدا واقف کہ حافظ را غرض چیست		وعلم اللہ حسبی عن سؤالی	

علماء کہتے ہیں۔ جو چیز بے مانگے ملتی ہے۔ اوس سے کہ مانگنے سے حاصل ہو۔ بہتر ہوتی ہے۔ دیکھو
حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے مغفرت کی طلب۔ اور حضرت موسٰے علیہ
الصلوٰۃ والسلام نے ہدایت کی تمنا کی۔ حضرت محمد صلی اللہ تعالٰے علیہ وسلم کو یہ دونوں
نعمتیں حضرت ابراہیم وحضرت موسٰے علیہما الصلوٰۃ والسلام سے بہتر و افضل حاصل ہوئیں:
قال الرضاء۔ قال سیدنا ابراھیم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم والذی اطمع
ان یغفرلی خطیئتی یوم الدین۔ وقال ولا تخزنی یوم یبعثون۔ وقال موسٰے
الکلیم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم انی ذاھب الی ربی سیھدین۔ وقال تعالٰے
لمحمد صلی اللہ تعالٰے علیہ وسلم لیغفرلک اللہ ما تقدم الآیۃ۔ وقال تعالٰی
یوم لا یخزی اللہ النبی والذین اٰمنوا معہ۔ وقال تعالٰی ویھدیک صراطا
مستقیما ۲ ؎ حدیث قدسی میں ہے من شغلہ ذکری عن مسئلتی اعطیتہ افضل
ما اعطی السائلین۔ جسے میری یاد مجھ سے دُعا مانگنے کی فرصت نہ دے۔ اوسے مانگنے والے
سے بہتر دوں۔ اور یہ بھی حدیث میں وارد کہ خدا بھائی یوسف پر رحم کرے۔ اگر بادشاہ سے اس
بات کی کہ مجھے خزانوں پر مقرر کر درخواست نہ کرتے۔ اوسی وقت مقرر کرتا۔ درخواست کے
سبب برس دن تک مقرر نہ ہوئے۔ قال الرضاء امام دقوقی کا قصہ کنار دریا دور سے
چند ابدال کو مختلف شکلوں میں متشکل ہوتے دیکھنا۔ پھر ان کے قریب آکر نماز میں انہیں
امام بنانا۔ ایک جہاز ڈوبتا دیکھ کر انکا دُعاء کرنا۔ خلاص پانا۔ ابدال کا اقتدا سے جدا ہوجانا
کہ تمہیں کار خانۂ قضا میں دخل دینے کا کیا منصب ہے۔ معروف ومشہور۔ اور مثنوی شریف
حضرت مولوی قدس سرہ المعنوی میں مذکور ہے
اور بعض علماء دعا وسوال بنظر اون فوائد کے جو سابق مذکور ہوئے۔ بہتر سمجھتے ہیں۔

---

۵ ؎۔ ملا علی قاری شرح اکبر میں لکھتے ہیں کہ اس کلمہ کی برکت سے جلنے سے محفوظ ہے۔ سات دن یا
چالیس دن آگ میں رہے اور اوس وقت سولہ[۱۶] برس کے تھے۔ ۱۲ منہ قدس سرہ

بعض کہتے ہیں بہتر یہ ہے کہ زبان سے دُعا کرے۔ اور دل سے خدا کے حکم و قضا پر راضی ہے تا دونوں فائدے ہاتھ آئیں ۔ بعض کہتے ہیں جس بات میں حظِ نفس کو دخل ہے۔ وہاں سکوت و ترکِ دعا افضل ہے۔ اور جس میں دین و شرع کی ترقی یا کسی دوسرے مسلمان کا فائدہ ہے۔ اوسکا مانگنا مناسب۔ بعض علما فرماتے ہیں جس وقت دل دعا کی طرف اشارہ کرے اور اوس سے کشود کار نظر آئے۔ دُعا بہتر ہے۔ اور جب سکوت کی طرف اشارہ کرے۔ سکوت اولے۔ اور یہ قول اصح اقوال ہے۔ اکثر امور خصوصًا سباحات و مندوبات میں دل کا فتوٰے اعتبارِ تمام رکھتا ہے۔ اسی واسطے کہتے ہیں۔ دعا و ترک میں ترجیح وقت پر ظاہر ہوتی ہے ۔

قال الرضا۔ یہ جو حضرت مصنف قدس سرہ نے ارشاد فرمایا۔ حکم اصلی ہے۔ مگر اس کا مورد صرف اولیا ہیں جنکی نسبت استفت قلبك وارد عوام مؤمنین۔ کہ فتوائے قلب و طغوائے نفس و اغوائے دیو میں تمیز نہیں کر سکتے۔ اون کے لئے راہ یہی ہے کہ دعا میں کبھی تقصیر نہ کریں۔ کہ فی نفسہٖ عبادت بلکہ مغزِ عبادت ہے۔ لہٰذا قرآن و حدیث میں مطلقًا اوس کی طرف ترغیب فرمائی۔ کہ احکامِ شرعیہ میں کثیر غالب ہی پر لحاظ ہوتا ہے ۔

ثم اقول۔ محلِ نزاع ادعیہ خاصہ وقتِ حاجات حادثہ ہیں ورنہ مطلق دعا باجماعِ امت مرحومہ ہر روز کم از کم بیس بار واجب ہے۔ اِھدنا الصراط المستقیم کیا دعا نہیں اور الحمد للہ رب العلمین۔ سب سے افضل دعا ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالٰے علیہ وسلم فرماتے ہیں افضل الذکر لا الٰہ الا اللہ وافضل الدعاء الحمد للہ رواہ الترمذی وحسنہ والنسائی وابن ماجۃ وابن حبان والحاکم وصححہ عن جابر بن عبد اللہ رضی اللہ تعالٰی عنہما درود شریف بھی دعا ہے کہ باجماعِ امت مرحومہ عمر میں ایک بار ہر مسلمان پر فرض قطعی اور عند المحققین ہر بار کہ ذکر شریف حضور پُر نور صلی اللہ تعالٰے علیہ وسلم آئے واجب ہے۔ یوں ائمہ شافعیہ کے نزدیک ہر روز اکتالیس بار دُعا فرض ہوگی۔ کہ شبانہ روز میں سترہ رکعتیں فرض ہیں ہر رکعت میں فاتحہ فرض ہے ہر فاتحہ میں دو بار دعا اور ہر قعدۂ اخیرہ میں درود فرض۔ احادیث سابقہ جن میں ارشاد ہوا۔ کہ جو دُعا نہ کرے۔ اللہ تعالٰے اوس پر غضب فرمائے۔ ترکِ مطلق ہی پر محمول۔ یا معاذ اللہ اپنے کو بارگاہِ عزت سے بے نیاز جاننا اوس کے حضور تضرع و زاری سے پرہیز رکھنا۔ کہ اب صریح کفر و موجبِ غضب ابدی ہے۔ ولہٰذا ادعونی استجب لکم کے متصل ہی ارشاد ہوا۔ اِنّ الّذین یستکبرون

عن عبادتی سیدخلون جہنم داخرین ۔ بالجملہ مطلق دُعا میں ہرگز کسی مسلمان سے نزاع معقول نہیں۔ اور خود بعد امر صریح ادعونی و فرمان واسئلوا اللہ من فضلہ گنجائش کلام کیا ہے۔ فافہم واللہ تعالٰے اعلم ۔

سوال دوم۔ دُعا تفویض کے منافی ہے۔ جو شخص اپنا کام کسی کے سپرد کرتا ہے۔ آپ اوس میں دخل نہیں دیتا ۔

جواب ۔ تفویض کے یہ معنے کہ بندہ جس کام کے نفع نقصان سے واقف نہ ہو۔ اوسے اپنے مولےٰ کو کہ حکیم و کریم و علیم ہے۔ سپرد کرے۔ وہ مصلحت اس کی اوس سے بہتر جانتا ہے۔ نہ یہ کہ جو بات قطعاً اوس کے حق میں بہتر ہے۔ مانند بہشت و ایمان و محبتِ خدا کے اوسکی طلب نہ کرے ۔ یا جو بات بالیقین مضر ہے مثل کفر و شرک و معصیت و دوزخ کے اوس سے پناہ نہ چاہے۔ بلکہ جس بات کا انجام معلوم نہیں۔ اوس کی طلب بھی مع استثنا و شرط خیر و صلاح منافی تفویض نہیں۔ دعائے استخارہ میں وارد۔ الٰہی یہ کام اگر میرے دین و دُنیا و انجام میں بہتر ہے۔ تو مجھے اس کی توفیق دے۔ ورنہ مجھ کو اوس سے باز رکھ۔ اور میرا دل اوس سے پھیر ۔ البتہ جس چیز میں مضرت یقینی ہے۔ اوس کی طلب کرنا۔ یا جسکا نفع نقصان معلوم نہیں بغیر شرط خیر و صلاح کے مانگنا تفویض کے منافی و بیجا ہے ۔

امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ کے شیخ فرماتے ہیں استثنا اور شرط خیر و صلاح قطعیات میں بھی اولے ۔ کہ کبھی خیر و صلاح مفضول میں ہوتی ہے مثلاً ایک شخص نماز پڑھتا ہے۔ اور وقت تنگ ہوگیا ہے۔ اور ایک اندھا کنوئیں میں گرا پڑتا ہے بچانا اوس کا اوس کے حق میں بہتر ہے۔ اگرچہ نماز فی نفسہٖ افضل ہے۔ اور اکثر ہوتا ہے۔ کہ افضل کی طلب میں آدمی ہلاک ہوجاتا ہے اور مفضول بے ضرر ہاتھ آتا ہے۔ جیسے ماء الشعیر بعض مریضوں کے حق میں مفید۔ اور شربت اگرچہ افضل ہے مضر پس ایسا مفضول افضل سے اصلح و بہتر ہے۔ تو بندے کو لائق کہ اپنے مالک سے عرض کرے۔ الٰہی! میری صلاح و بہبود افضل میں رکھ۔ اور اوس کی توفیق دے قطعاً جزماً بلا شرطِ صلاح افضل کی درخواست نہ کرے۔ کہ کبھی مضر ہوتی ہے ۔

قال الرضا ۔ اس کلام سے مقصود سلب عموم ہے یعنی سب قطعیات ایسے نہیں کہ ضم استثنا و شرط خیر سے بے نیاز ہوں۔ نہ عموم سلب کہ سب قطعیات میں اس کی حاجت ہو۔ محبت خدا و رسول جل جلالہٗ و صلی اللہ تعالٰے علیہ وسلم و بہشت و دیدار الٰہی و شفاعت رسالت پناہی

صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم و توفیق طاعت کی طلب اور کفر و بدعت و دوزخ و غضب الٰہی و نار اضیٔ حضور رحمت عالم صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم سے تعوذ اصلاً محتاجِ شرط و استثنا نہیں۔ کہ ان امور میں کسی صورت دوسرا پہلو مقصود نہیں۔ اور جہاں دوسرا پہلو پیدا ہوگا۔ وہاں بھی شرط و استثنا نظر بنفس ذات افضل ہونگے۔ کہ افضل فی نفسہٖ کبھی بوجہ عارض مفضول ہوسکتا ہے۔ جیسے آفاقیوں کے لئے نماز و طواف۔ ورنہ مفضول من حیث ہو مفضول ہرگز اصلح نہیں ہوسکتا۔ واللہ تعالےٰ اعلم ؎

سوال سوم۔ جو مقدر ہے ہوگا۔ پھر دُعاء سے کیا فائدہ؟

جواب سو دُعاء سے بلا رد ہوتی ہے۔ حضور اقدس صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں۔ قضا دُعاء کے سوا کسی چیز سے رد نہیں ہوتی۔ اور سوا نیکی کے کوئی چیز عمر کو زیادہ نہیں کرتی

دوسری حدیث میں ہے۔ دُعاء اوس چیز سے کہ نازل ہوئی۔ اور اوس سے کہ ہنوز نازل نہ ہوئی فائدہ بخشتی ہے۔ اور بیشک بلا نازل ہوتی ہے۔ اور دُعاء اوس کو مل جاتی ہے۔ تو دونوں آپس میں مدافعت کرتی رہتی ہیں۔ یعنی بلا اوترنا چاہتی ہے۔ اور دُعا اوس کو روکتی ہے۔ یہاں تک کہ قیامت تک نہیں اوترنے دیتی ؞

مگر یہ رد بھی قضا کے موافق ہے جس طرح وجود ہر شے کا کسی سبب سے مربوط ہے۔ اسیطرح ہر چیز کے روکنے اور دفع کرنے کے لئے بھی ایک سبب مقرر ہے۔ سپر حربہ روکنے کا ایک سبب ہے۔ اور دُعا سبب دفع بلا سپر لینا قضا کے خلاف نہیں۔ دُعاء کیونکر منافی ہوسکتی ہے ؞

تحقیق اس مقام کی یہ ہے۔ کہ قضا دو قسم ہے۔ مبرم کہ جف القلم بما ھو کائن۔ اوس کا بیان ہے۔ اور معلق کہ ما یعمر من معمر ولا ینقص من عمرہٖ اوسکا شان ہے۔ مفسرین اس آیت کی تفسیر میں لکھتے ہیں۔ بعض اسباب سے عمر میں کمی زیادتی ہوتی ہے اور وہ بھی لوحِ محفوظ میں لکھی ہے۔ پس قضاء میں تغیر قضاء کے مطابق رہا ہے۔ مثلاً مقدر ہے کہ زید کی عمر ساٹھ برس کی ہوگی۔ اور جو حج کرے گا۔ اسّی برس زندہ رہے گا

تنبیہ۔ قال الرضا۔ یہ قضا میں تغیر نہیں مقضی بہ کا تغیر ہے۔ اور مقضی کی بھی ذات بدل نہ اوس کے مقضی ہونے کی حیثیت اُسے اس اعتبار سے جو نظرِ عامہ عباد میں ظاہر ہوتا ہے۔ احادیث و کلمات علمائے کرام میں رد و تغیر قضا فرمایا ہے۔ اس کا بیان عنقریب آتا ہے۔ پہلے یہ جانیئے۔ کہ یہاں بعض اشخاص کو قول حضور محبوب سبحانی غوث اعظم رضی اللہ تعالےٰ

عنہ ہیں کہ سب اولیاء قضائے معلق کو رد کرتے ہیں۔ اور میں قضائے مبرم کو رد فرماتا ہوں او کما قال رضی اللہ تعالٰی عنہ۔ شبہ گزرتا ہے کہ قضائے مبرم کیونکر قابلِ رد ہوسکتی ہے۔ **اقول** شاید ان صاحبوں کو حدیث ابی الشیخ فی کتاب الثواب عن انس رضی اللہ تعالٰی عنہ نہ پہنچی۔ کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں اکثر من الدعاء فان الدعاء یرد القضاء المبرم۔ دعا بکثرت مانگ کہ دعا قضائے مبرم کو رد کر دیتی ہے۔

حدیث ابن عساکر عن نمیر بن اوس مرسلا وحدیث الدیلمی عن ابی موسٰی رضی اللہ تعالٰی عنہ موصولا۔ کہ حضور پُرنور صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں۔ الدعاء جند من اجناد اللہ مجند یرد القضا بعد ان یبرم۔ دعا اللہ تعالٰی کے لشکروں سے ایک لام باندھا لشکر ہے۔ کہ قضاء کو رد کر دیتا ہے بعد مبرم ہونے کے

تحقیق اس مقام کی یہ ہے۔ کہ قضائے معلق دو قسم ہے۔ ایک معلق محض جس کی تعلیق کا ذکر لوح محو و اثبات یا صحفِ ملٰئکہ میں بھی ہے۔ عام اولیاء جن کے علوم اس سے متجاوز نہیں ہوتے۔ ایسی قضاء کے دفع پر دعاء کی ہمت فرماتے ہیں۔ کہ انہیں بوجہ ذکر تعلیق اوس کا قابلِ دفع ہونا معلوم ہوتا ہے۔

دوسری معلق شبیہ بالمبرم کہ علمِ الٰہی میں تو معلق ہے۔ مگر لوح محو و اثبات و دفاتر ملٰئکہ میں اوس کی تعلیق مذکور نہیں۔ وہ اون ملائکہ اور عام اولیاء کے علم میں مبرم ہوتی ہے۔ مگر خواص عباد اللہ جنہیں امتیازِ خاص ہے۔ بالہامِ ربانی بلکہ بروئیت مقام ارفع حضرت مخدع اوس کی تعلیق واقعی پر مطلع ہوتے ہیں۔ اور اوس کے دفع میں دعاء کا اذن پاتے ہیں یا عام مؤمنین جنہیں الواح و صحائف پر اطلاع نہیں حسبِ عادت دعاء کرتے ہیں اور وہ بوجہ اوس تعلیق کے جو علمِ الٰہی میں تھی مندفع ہو جاتی ہے۔ یہ وہ قضائے مبرم ہے جو صالح رد ہے۔ اور اسی کی نسبت حضور غوثیت کا ارشاد امجد ولہٰذا فرماتے ہیں۔ تمام اولیاء مقامِ قدر پر پہنچکر رک جاتے ہیں۔ سوا میرے کہ جب میں وہاں پہنچا۔ میرے لئے اوس میں ایک روزن کھولا گیا جس سے داخل ہو کر نزعت اقدار الحق بالحق للحق میں نے تقدیراتِ حق سے حق کے ساتھ حق کے لئے منازعت کی۔ مرد وہ ہے جو منازعت کرے۔ نہ وہ کہ تسلیم۔ رواہ الامام الاجل سیدی ابو الحسن علی نور الدین اللخمی قدس سرہ فی البھجۃ

المبارکۃ بسندین صحیحین ثلاثیین عن الامام الحافظ عبد الغنی المقدسی والامام الحافظ ابن الاخضر رحمہما اللہ تعالٰی سمعا سیدنا الغوث الاعظم رضی اللہ تعالٰی عنہ وارضاہ وحشرنا فی زمرۃ من تبعہ ووالاہ امین۔

تنظیر اس کی احکام ظاہریہ شرعیہ ہیں۔ وہ بھی تین طرح آتے ہیں۔ ایک معلق بظاہر التعلیق کہ حکم کے ساتھ ہی بیان فرما دیا۔ کہ ہمیشہ کو نہیں۔ ایک مدتِ خاص کے لئے ہے۔ کقولہ تعالٰی حتّٰی یتوفّٰھن الموت او یجعل اللہ لھن سبیلاً۔ دوسرے وہ کہ علمِ الٰہی میں تو اون کے لئے ایک مدت ہے۔ مگر بیان نہ فرمائی گئی جب وہ مدت ختم ہوتی۔ اور دوسرا حکم آتا ہے۔ بظاہر معلوم ہوتا ہے۔ کہ حکمِ اوّل بدل گیا۔ حالانکہ ہرگز نہ بدلا۔ لاتبدیل لکلمات اللہ۔ بلکہ اوس کی مدت یہیں تک تھی۔ گو ہمیں خبر نہ تھی۔ ولہٰذا ہمارے علماء فرماتے ہیں۔ نسخ تبدیلِ حکم نہیں۔ بلکہ بیانِ مدت کا نام ہے۔ تیسرے وہ کہ علمِ الٰہی میں ہمیشہ کے لئے ہیں۔ جیسے نماز کی فرضیت۔ زنا کی حرمت یہ اصلا صالح نسخ نہیں یہ قضائیں بھی بصورت امر ہوتی ہیں۔ مثلاً فلاں وقت فلاں کی روح قبض کرو۔ فلاں روز فلاں کو یہ دو۔ یہ چھین لو۔ نہ بصیغۂ خبر۔ کہ خبر الٰہی میں تخلف محال بالذات ہے۔ وتمت کلمٰت ربک صدقا وعدلا لا مبدل لکلمٰتہ وھو السمیع العلیم واللہ تعالٰی اعلم۔

سوال چہارم۔ دعاء مقامِ رضا و تسلیم کے خلاف ہے۔ جب بندہ اپنے تقدیر پر راضی ہوگیا۔ تو دعاء سے کیا کام رہا؟

جواب۔ دعاء خلاف رضا نہیں ہوسکتا ہے۔ کہ حصول مدعا یا نجات از بلا دعاء پر مقدر ہو۔ قال الرضا۔ یہ سوال سوالِ دوم کا غیر ہے۔ وہاں بربنائے تفویض سوال تھا۔ یہاں بربنائے رضاء و تسلیم۔ اور تفویض و رضاء میں فرقِ بیّن ہے۔ رضاء کا مرتبہ تفویض کے درجہ سے اعلٰی ہے تفویض یہ کہ اپنے کام دوسرے کے سپرد کیجے۔ اب چاہے۔ وہ سیاہ و سپید کچھ کرے۔ اصلاً دخل نہ دیجے۔ عام ازیں کہ اپنے دل کو بھائے۔ یا ناپسند آئے۔ جیسے مدعی و مدعا علیہ کسی کو اپنے معاملے کا حکم بنا دیتے ہیں۔ جی تو ہر ایک کا یہی چاہتا ہے۔ کہ میرے موافق کرے۔ پھر اوس کے سپرد کر دیتے ہیں کہ جو تیری سمجھ میں آئے۔ کر دے۔ اور رضا و تسلیم یہ کہ اپنا ارادہ

اوس کے ارادے میں فنا ہوجائے۔ جو کچھ وہ چاہے۔ اپنا دل بھی اوسی کو پسند کرے۔ اور اوس کے خلاف کی خواہش نہ رکھے۔ ولہٰذا قرآنِ عظیم میں فلا و ربك لا یؤمنون حتی یحکموك فیما شجر بینھم پر اکتفا نہ فرمایا۔ یعنی قسم تیرے رب کی وہ مسلمان نہ ہونگے جب تک تجھے حکم نہ بنائیں اوس جھگڑے میں جو اون کے آپس میں ہو۔ کہ فقط اس قدر تو ہر حکم و حاکم کے ساتھ ہوتا ہے۔ نبی صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم کے حضور اوس کے ساتھ یہ بھی ضرور کہ ثمّ لا یجدوا فی انفسھم حرجا مما قضیت ویسلموا تسلیما۔ یعنی پھر نہ پائیں اپنے دلوں میں اصلا تنگی تیرے حکم سے اور تسلیم کریں مان کر۔ اب تسلیم و تفویض کا فرق اور دونوں سوالوں میں مغایرت کھل گئی۔ اور جواب کہ حضرت مصنف علام قدس سرہ نے ارشاد فرمایا۔ اوسکی توضیح یہ ہے۔ کہ اکثر حبسِ مدعا۔ یا انزالِ بلا اس لئے ہوتا ہے کہ بندے ہمارے حضور الحاح و زاری کریں۔ اور عاجزانہ بیکسانہ گڑگڑاتے منہ اور تھرتھراتے ہاتھ ہماری بارگاہ میں لائیں۔ وہ خود فرماتا ہے فلولا اذ جاءھم باسنا تضرعوا۔ تو کیوں نہ ہوا کہ جب اون پر ہماری طرف سے سختی آئی تھی گڑگڑائے ہوتے۔ اور وارد کہ فرماتا ہے من لا یدعونی اغضب علیہ جو مجھ سے دعا نہ کرے گا۔ میں اوس پر غضب فرماؤں گا۔ اور گزرا۔ کہ کبھی عطائے مراد میں دیر اس لئے کرتے ہیں۔ کہ ہمارے حضور زیادہ گڑگڑائے۔ تو ثابت ہوا۔ کہ الحاح و زاری میں مصروف ہونا عین رضائے مولےٰ ہے۔ نہ کہ اوس کے خلاف ؎

بلبلے برگِ گلے خوش رنگ در منقار داشت
واندر اں برگ و نوا خوش نالہائے زار داشت
گفتمش در عینِ وصل این نالہ و فریاد چیست
گفت ما را جلوہ معشوق در این کار داشت

فافھموا واللہ سبحٰنہ وتعالیٰ اعلم ؏

سوال پنجم۔ صوفیائے کرام فرماتے ہیں جب تک بندہ اپنی خواہش سے دست بردار نہیں ہوتا۔ گرد اوس دولت کی اوس کے دامن کو نہیں چھوتی۔ اگر ایک ذرہ مراد و آرزو کا باقی رہے اس دشتِ خونخوار میں قدم نہ رکھ سکے ؟

جواب۔ حکم تصوف کا مانندِ حکمِ فقہ کے عام نہیں۔ بلکہ باختلاف احوال و مواجید و اذواق مختلف ہوتا ہے۔ اِسی لئے حکمِ فقہ کا صوفی پر جاری ہے۔ اور انکار صوفی کا فقہ پر صحیح

نہیں۔ صوفی کو رجوع بفقہ ضرور ہے۔ اور فقیہ کو رجوع بہ تصوف فرض[1] نہیں۔ امام مالک رضی اللہ تعالے عنہ فرماتے ہیں۔ جو فقہ حاصل کرے۔ اور تصوف سے واقف نہ ہو۔ متکلف ہے اور جو تصوف حاصل کرے۔ اور علم فقہ سے غافل ہو۔ زندیق ہے۔ اور جو دونوں جمع کرے محقق ہے ⁂

تصوف ہرچند برتر و افضل ہے۔ مگر فقہ اسلم و اشمل ہے۔ اسی واسطے کہتے ہیں۔ باطن ظاہر پر مقدم نہ کیا جائے۔ نہ تحصیل میں نہ احکام کی تعمیل میں۔ کہ تحصیل فقہ بعد از تعمق فی التصوف مشکل ہے۔ بخلاف العکس۔ اسی لئے کہتے ہیں۔ کُن فقیھا صوفیا ولا تکن صوفیا فقیھا۔ پس یہ حکم صاحب مقام فنا کے لئے مخصوص ہے۔ جسے یہ مقام حاصل۔ اوس کے حق میں ترک دعاء افضل ⁂

قال الرضاء۔ بلکہ اوس سے حد ورد دعا مشکل ہے

اس تقریر پر ایک اعتراض وارد ہوتا ہے۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالے علیہ وسلم پیشوائے مریداں و سرواران مراداں ہیں۔ کوئی ولی و نبی اون سے آگے قدم نہیں بڑھا سکتا ⁂

قال الرضا۔ یعنی اون کی باندھی ہوئی حدوں سے تجاوز نہیں کرسکتا۔ کہ سب اون کے زیر حکم اور اون کے اتباع پر مامور ہیں ⁂

خدائے تعالے اون کو حکم دیتا ہے:۔ قُل اعوذ برب الفلق ۰ قُل اعوذ برب الناس ۰ قُل ربِ زدنی علمًا ۰ قُل رب اغفر وارحم وانت خیر الراحمین ۰ پھر کسی کا کیا رتبہ ہے کہ اپنی خواست و مراد سے انقطاع کلی کرے۔ اور دعاء و سوال کو چھوڑ دے۔ علما فرماتے ہیں جو شخص نبی صلی اللہ تعالے علیہ وسلم سے بڑھکر کوئی بات نکالے اوس کے منہ پر ماری جائے ⁂

قال الرضا۔ بڑھنا یہ ہے کہ بے اذن حضور اقدام کرے۔ اور یہ نہ ہوگا مگر مخالفت میں ورنہ ارشاد اقدس حضور پُرنور صلی اللہ تعالے علیہ وسلم من سن فی الاسلام سنۃ حسنۃ کان لہ اجرھا و اجر من عمل بھا الی یوم القیامۃ لا ینقص من اجورھم شیئًا۔ جو اسلام میں اچھی راہ پیدا کرے۔ اوسکا اور قیامت تک اوس

---

[1] یعنی احکام میں ۱۲ منہ قدس سرہ ⁂

عمل کرنے والوں کا ثواب اوسے ملتا رہے ۔ اور اون عاملوں کے ثواب میں کچھ کمی نہ ہو۔
خود حضور پر نور کا اذن عام ہے۔ سیدی علامہ عبدالغنی نابلسی قدس سرہ القدسی حدیقہ ندیہ
شرح طریقہ محمدیہ میں فرماتے ہیں۔ ان النبی صلی اللہ تعالے علیہ وسلم قال من
سن سنۃ حسنۃ فسمی المبتدع للحسن مستنا فادخلہ النبی صلی اللہ تعالی
علیہ وسلم فی السنۃ وضابطۃ السنۃ ما قررہ وفعلہ النبی صلی اللہ تعالی
علیہ وسلم وداوم علیہ ومن جملۃ فعلہ قولہ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم
لانہ تقریر واذن فی ابتداع السنۃ الحسنۃ الی یوم الدین وانہم ماذون لہ
بالشرع فیہا وماجور علیہ مع العاملین لہا بدوامہا یعنی نبی صلی اللہ تعالے
علیہ وسلم نے من سن فی الاسلام سنۃ حسنۃ فرماکر بدعت حسنہ کو سنت میں داخل فرما
لیا۔ اور اوس کے ایجاد کرنے والے کو سُنّی قرار دیا کہ سنت کا ضابطہ یہ ہے کہ جس بات کو نبی
صلی اللہ تعالے علیہ وسلم نے مقرر رکھا۔ یا جو کام حضور نے مداومت واظہار کے ساتھ کیا
اور حضور کا وہ ارشاد بھی حضور کا فعل ہے ۔ کہ اوس میں قیامت تک بدعت حسنہ نکالنے
کا اذن اور اوسے برقرار رکھنا اور بتا دینا ہے ۔ کہ اوسے شرعًا اس کی اجازت ہے۔ اور
قیامت تک جو اس پر عمل کریں اون سب کے ساتھ اجر و ثواب ہے ۔

ایک شخص نے کسی فقیر سے بشر حافی کا حال بیان کیا۔ کہ اونہوں نے جوتا پہننا چھوڑ
دیا تھا۔ کہ زمین فرش خدا ہے۔ وہ فرماتا ہے۔ والارض فرشنہا فنعم الماھدون ۔
زمین کو ہم نے فرش کیا۔ تو کیا اچھے بچھانے والے ہیں ہم ۔ تب کہ ہم امیروں اور بادشاہوں
کے فرش پر جوتا پہنکر نہیں جاسکتے۔ خدائے تعالے کے فرش پر جوتا ۔ پہنکر کس طرح پھریں۔
فقیر نے کہا۔ اے عزیز! جو شخص نبی صلی اللہ تعالے علیہ وسلم سے بڑھکر کوئی امر اختیار کرے اپنے
کام میں نجاست اوٹھائے۔ بشر حافی نے اگر یہ سمجھ کر جوتا پہننا چھوڑا۔ پاخانے پیشاب کے لئے کس
جگہ کو مقرر کیا۔ آیت کے یہ معنے نہیں۔ بلکہ یہ مراد ہے۔ کہ جس بادشاہ کے فرش پر جوتا پہنکر پھریں۔
یا پاخانہ پیشاب کریں۔ خراب و ناپاک ہو جائے۔ والارض فرشنہا فنعم الماھدون ۔
زمین کو ہم نے فرش کیا پس کیا اچھے ہیں ہم بچھانے والے کہ ہمارے فرش پر تمام جہان چلتا
پھرتا پاخانہ پیشاب کرتا ہے۔ مگر خراب نہیں ہوتا۔ جس وقت نجاست خشک ہو کر زائل ہوتی
ہے۔ بے دھوئے اوسپر نماز جائز ہوتی ہے ۔

قال الرضا - اس حکایت کے ایراد سے مقصود حضرت مصنف قدس سرہ صرف اسقدر کہ جو وقیقہ کشف نے نامعتبر رکھا - دوسرا اوسکا اعتبار نہیں کرسکتا - ولہذا حضرت سیدنا امام زین العابدین رضی اللہ تعالےٰ عنہ کو جب یہ خیال آیا - کہ پاخانے جانے میں نجاست کی مکھیاں کپڑوں پر بیٹھتی ہیں نماز کے لئے لباس جداگانہ چاہیئے - فوراً اوس سے رجوع فرمائی - کہ صحابہ کرام ائمہ دین تھے - جب اونہوں نے یہ امر روا رکھا - دوسرا کون اوسے معیوب کہہ سکتا ہے ؟

رہا اوق ولی اللہ کا اعتراض وہ اس وجہ پر متوجہ ہے - جو بیان کرنے والے نے ذکر کی - نہ معاذ اللہ حضرت حافی قدس سرہ الصافی کی برہنہ پائی - یہ اون کی برہنہ پائی کی وجہ وہ تھی جو خود اونہوں نے بیان فرمائی - اور امام یافعی نے روض الریاحین میں ذکر کی - کہ وہ امیر کبیر تھے - رئیسانہ عیش وعشرت میں بسر کرتے - ایک دن اپنی مجلس عیشی میں تھے - کہ دروازے پر کسی فقیر نے آواز دی - کنیز گئی - فقیر نے پوچھا - تیرا آقا کیا کرتا ہے ؟ اوس نے بیان کیا - کہا تیرا آقا بندہ ہے - یا آزاد ؟ کہا - آزاد - کہا سچ کہتی ہے - بندہ ہوتا - تو بندگی میں ہوتا - یہ آواز حضرت بشر کے گوش مبارک میں پڑی - فوراً حال متغیر ہوا - جیتا بادہ ننگے پاؤں دوڑے - فقیر کو نہ پایا - دنیا چھوڑی - محبت مولےٰ کے رنگ میں رنگے گئے - مگر اوس دن سے جوتا نہ پہنا - اگر کوئی پوچھتا - فرماتے - میرے مولےٰ نے مجھ سے اسی حالت پر صلح کی - یعنی جس وقت جذب الٰہی نے مجھے اپنی طرف کھینچا - میں اوس وقت ننگے پاؤں ہی تھا - لہٰذا اسی حال پر رہنا چاہتا ہوں اب اون کی قدر برہنہ پائی دیکھئے جب تک زندہ رہے تمام جانوروں نے راستوں میں لید - گوبر پیشاب کرنا چھوڑ دیا - کہ حافی کے پاؤں خراب نہ ہوں - ایک دن کسی نے بازار میں لید پڑی دیکھی - کہا - اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن ۔ پوچھا گیا - کیا ہے ؟ کہا - حافی نے انتقال کیا - تحقیق کے بعد یہی امر نکلا - رضی اللہ تعالیٰ عن اولیائہ ونفعنا ببرکاتہم فی الدنیا والدین آمین ؎

جواب - اس شبہ کا تین وجہ سے ہے - پہلی وجہ - پیغمبر خدا صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم خلق کی ہدایت وراہنمائی کے لئے تشریف لائے - بعض اوقات حضور اولےٰ کو چھوڑ کر ادنےٰ کو اختیار فرماتے - تا لوگ اوس کے جواز سے واقف ہوں - یہ مفضول اون کے لئے ہزار افضل سے اور یہ ادنےٰ لاکھ اعلےٰ سے اولےٰ تھا - حضور کا یہ فعل بھی اسی قسم سے ہے تا لوگ سمجھیں کہ دعاء و سوال ہمارے لئے ہے ترک خواص کیلئے خاص ہے ؎

قال الرضا - حضور اقدس صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم شارع ہیں - حضور کا فعل عامِ امت کی اقتدا

کے لئے ہے۔ حضور اگر اپنے مقامِ عالی سے عامۂ خلق کے لئے تنزّل نہ فرمائیں۔ اتباعِ سُنّت تمام جہان کو محال ہو جائے۔ ولہٰذا تمام رات شب بیداری اور رمضان مبارک کے سوا پورے مہینے کے روزے کبھی حضور رحمتِ عالم صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم سے منقول نہیں۔ شب کو قیام بھی فرماتے۔ اور آرام بھی۔ نفلی روزے بھی رکھتے۔ اور افطار بھی۔ ایک بار استنجا فرمایا۔ فاروق اعظم پانی حاضر لائے۔ ارشاد ہوا۔ یہ کیا ہے؟ عرض کی حضور کے وضو کو پانی۔ فرمایا۔ مجھے حکم نہ دیا گیا۔ کہ ہر پیشاب کے بعد وضو فرماؤں۔ ولو فعلت لکانت سنۃ۔ اور میں ایسا کرتا۔ تو سُنّت ہو جاتا۔

اس سے یہ ثابت نہیں ہوتا۔ کہ ہر وقت باوضو رہنا افضل نہیں۔ یا اکابر بندگانِ خدا کا تمام رات عبادت میں گزارنا ایام محرّمہ کے سوا نفلی روزے رکھنا خلافِ سُنّت ہے۔ یہ مقاصد شارع سے محض ناواقفی وجہالت ہے۔

دوسری وجہ انسان ہر وقت ایک مقام پر نہیں رہتا۔ ورنہ کارخانۂ ہدایت ونصیحت میں فتور واقع ہو۔ ایک روز حضرت حنظلہ صدیق اکبر رضی اللہ تعالےٰ عنہما سے کہنے لگے۔ حنظلہ منافق ہو گیا۔ صدیق رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے حال پوچھا۔ کہا۔ جب تک رسول اللہ صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم کی خدمت میں رہتا ہوں۔ اپنے دل میں ذوق وشوق پاتا ہوں۔ جب مجلس اقدس سے جدا ہوا۔ اور اہل وعیال سے ملا۔ وہ ذوق وشوق نہیں رہتا۔ فرمایا۔ اپنا بھی یہی حال ہے۔ چلو حضور سے یہ حال عرض کریں۔ عرض کی۔ فرمایا۔ آدمی ایک حال پر نہیں رہتا۔ اگر تم ایک حال پر رہو۔ تو میرے پھاؤ کر نکل جاؤ۔ اور عورتوں اور بچوں سے کنارہ کرو۔ اور فرشتے تم سے مصافحہ کریں۔

منقول ہے۔ کسی نے حضرت یعقوب علیہ الصلوٰۃ والسلام سے کہا۔ آپ نے حضرت یوسف علیہ السلام کی بوئے پیراہن مصر سے سُونگھی۔ اور کنعان کے کنوئیں میں اُن کی خبر نہ لی۔ فرمایا ہمارا حال یکساں نہیں رہتا۔

گہے بر طارمِ اعلیٰ نشینیم ۔۔۔ گہے بر پشتِ پائے خود نہ بینیم

پس سیدِ عالم صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم کا بعض احوال میں دعا فرمانا۔ بعض دیگر احوال میں اولویت ترک کے منافی نہیں۔ اسی واسطے کہتے ہیں۔ بعض وقت دعا اور بعض وقت اوس کا ترک

اَولے ہے۔ اور صفت اوس کی باشارۂ قلب اوسی وقت معلوم ہوتی ہے ؎

قال الرضا۔ مگر انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کے تواردِ احوال حالات اہلِ تلوین سے پاک و منزہ ہیں۔ وہ سرداران اصحاب تمکین ہیں۔ اور احوال متعاقبہ اُدھر کی تجلیات گوناگون کے آئینہ ہیں۔ وہاں جو کچھ ہے افضل و اکمل و احسن و اجمل احوال ہے۔ خصوصًا سید الانبیاء علیہ وعلیہم افضل الصلوٰۃ والثناء قال تعالیٰ وللاٰخرۃ خیر لک من الاولیٰ ٥ جو آن آتی ہے۔ تیرے لئے گذشتہ آن سے افضل و اعلیٰ ہے۔

فاحفظ واستقم ؎

تیسری وجہ مکہ اصح و افضلِ وجوہ ہے۔ یہ ہے۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم کو مقام بقا کہ اس مقامِ فنا سے ہزاروں درجے ارفع و اعلےٰ ہے۔ حاصل تھا۔ اس مقام میں دعا و سوال و توجہ بخلق و تمییز بین الصلاح والفساد جائز بلکہ لازم ہے۔ اور شفاعت و عذر خواہی اپنے متعلقوں اور متوسلوں کی طرف سے واجب ؎

قال الرضا۔ قال اللہ تعالےٰ وَاسْتَغْفِرْ لِذَنْۢبِكَ وَلِلْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُؤْمِنٰتِ حضور پُرنور سیدنا غوث اعظم رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے اسی طرف اشارہ فرمایا فالرجل ھو المنازع للقدر لا الموافق لہ کما تقدم آخر اپنے رب عز وجل کو نہ سنا کہ اپنے خلیل جلیل علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کی نسبت کیا فرماتا ہے۔ فلما ذھب عن ابراھیم الروع وجاءتہ البشری یجادلنا فی قوم لوط ان ابراھیم لحلیم اواہ منیب ٥ ؎

جواب ثانی۔ اس بیان سے عدم جواز دعا و سوال نہیں سمجھا جاتا۔ اس لئے کہ دعا بھی مراد محبوب ہے سائلین پر تقاضا ہے۔ اُدعونی استجب لکم مولےٰ چاہتا ہے۔ بندہ اس کے حضور التجا لائے۔ اور عجز و بیچارگی اپنی ظاہر کرے۔ حدیث میں ہے۔ خدائے تعالےٰ پچھلی رات کو آسمانِ دُنیا پر تجلی خاص کرتا۔ اور صبح تک ارشاد فرماتا ہے۔ کون ہے جو مجھ کو پکارے۔ میں اوسے جواب دوں۔ کون ہے۔ جو مجھ سے بخار مانگے۔ میں قبول کروں ؎

حدیث قدسی میں ہے۔ اے میرے بندو! تم سب بھوکے ہو۔ مگر جسے میں کھلاؤں۔ مجھ سے کھانا مانگو۔ میں کھانا دُوں گا۔ اے میرے بندو! تم سب ننگے ہو۔ مگر جسے میں پہناؤں۔ مجھ سے کپڑا مانگو۔ میں کپڑا دونگا ؎

سرورِ عالم صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں جس کو دُعار کی توفیق دی جائے دروازے بہشت کے اوس کے لئے کھولے جائیں ؏

دُوسری حدیث شریف میں ہے۔ جو مسلمان کسی دُعار میں خدائے تعالےٰ کی طرف اچھی طرح متوجہ ہوتا ہے۔ خدائے تعالےٰ اوس کی دعار اوسے عطا کرتا ہے۔ یا دُنیا میں دیتا ہے۔ یا آخرت کے لئے ذخیرہ فرماتا ہے۔ والحمد للّٰہ رب العلمین ہ

تذییل

غیرِ خدا سے سوال قبیح لغاتہ ہے۔ حدیث شریف میں ہے۔ سوال فواحش سے ہے۔ اور فواحش حرام ہیں پیغمبرِ خدا صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم نے ابوبکرہ اور ثوبان اور ابوذر رضی اللہ تعالےٰ عنہم سے اس بات پر بیعت لی۔ کہ سوائے خدائے تعالےٰ کے کسی سے سوال نہ کریں۔ یہاں تک کہ اگر کوڑا گر جاتا۔ گھوڑے سے اُتر کر اٹھا لیتے۔ مگر کسی سے نہ کہتے۔ کہ ہمیں کوڑا اوٹھا دو

اللہ پاک اصحاب صفہ کی تعریف کرتا ہے۔ لا یسئلون الناس الحافا ؏ علمار فرماتے ہیں ترکِ سوال ہر حال میں اولےٰ ہے کہ خدائے تعالےٰ ہر شخص کے رزق کا کفیل ہے حدیث شریف میں ہے۔ بھوکا اور حاجتمند اگر اپنی حاجت لوگوں سے چھپائے۔ خدائے تعالےٰ رزقِ حلال سال بھر تک اوسے عنایت کرے۔ وما من دابۃ الا علی اللہ رزقھا نحن نرزقھم وایاکم ؏

بشر حافی کہتے ہیں۔ جو کسی کو بُرا نہ کہے۔ اور کسی کے دروازے پر نہ جائے۔ اور کسی سے سوال نہ کرے۔ دُنیا و آخرت میں باآبرو رہے ؏

بعض والی ربک فارغب کی تفسیر میں لکھتے ہیں۔ اپنے رب ہی سے مانگ۔ دوسرے سے سوال نہ کر۔ اور ان لنا للاٰخرۃ والاولی ہ کے تحت میں تحریر کرتے ہیں فمن طلبہ من غیرنا فقد اخطا۔ تو جو اوسے ہمارے غیر سے طلب کرے وہ خطا پر ہو۔

مُوسیٰ علیہ السلام کو حکم ہوتا ہے۔ جانور کے واسطے گھاس اور ہانڈی کے لئے نمک

بھی مجھی سے مانگ ؎

علماء فرماتے ہیں۔ خدائے تعالےٰ سے سوال کرنا عزت۔ اور غیروں سے مانگنا موجب ذلت ہے

بیت

راز گویم بخلق وخوار شوم ۔ با تو گویم بزرگوار شوم ؎

جو شخص آدمی سے سوال کرتا ہے۔ تین خرابیوں میں پڑتا ہے۔ **پہلی خرابی۔** خلق کی نگاہ میں ذلیل وخوار ہو جاتا ہے۔ ہر ایک کے سامنے عاجزی کرنی پڑتی ہے۔ بندے کو لائق نہیں۔ کہ اپنے نفس کو بلا ضرورت خوار کر دے۔ اور سوائے خدائے تعالےٰ کے اور کے سامنے تذلل کرے

دوسری خرابی۔ محتاجی ظاہر کرنا مولےٰ کی شکایت ہے۔ جو غلام براہ احسان فراموشی ونمک حرامی اپنے مولےٰ کے انعام وعطا پر قناعت نہ کرے۔ اور دوسرے کے سامنے ہاتھ پھیلائے۔ گویا زبانِ حال سے کہہ رہا ہے کہ میرا مولےٰ مجھے ننگا بھوکا رکھتا ہے۔ اور بقدرِ رنج احتیاج نہیں دیتا ؎

نقل ہے۔ ایک عابد کسی پہاڑ پہ رہتا۔ وہاں انار کا درخت تھا۔ ہر روز تین انار اوگس میں آتے۔ او نہیں کھاتا۔ اور عبادت کرتا۔ حق عزّ وجلّ کو امتحان منظور ہوا۔ ایک روز انار نہ لگے صبر کیا۔ دو روز اور یہی ماجرا گذرا۔ تیسرے دن گھبرا کر پہاڑ سے نیچے اوترا۔ اوس کے نیچے ایک نصرانی رہا کرتا تھا۔ اوس سے سوال کیا۔ نصرانی نے چار روٹیاں دیں۔ اوس کا کتا بھونکنے لگا عابد نے ایک روٹی ڈال دی۔ کتے نے کھا کر پھر پیچھا کیا۔ دوسری روٹی ڈال دی۔ کتے نے وہ بھی کھالی۔ مگر پیچھا نہ چھوڑا۔ جب چاروں کھالیں۔ اور بھونکنے سے باز نہ آیا۔ عابد نے کہا۔ اے حریص ناحق کوش تجھے شرم نہیں آتی۔ کہ میں تیرے گھر سے بھیک مانگ کر لایا۔ اور تو نے مجھ سے سب چھین لیں۔ اب بھی پیچھا نہیں چھوڑتا۔ کتے نے کہا۔ میں تجھ سے زیادہ بے شرم نہیں۔ کہ جس مالک نے برسوں بے محنت ومشقت ایسا نفیس رزق تجھے کھلایا۔ تین روز نہ دینے پر اتنا گھبرا گیا۔ کہ اوس کے دشمن کے گھر بھیک مانگنے آیا ؎

تیسری خرابی جس سے سوال کرتا ہے۔ اوسے ناحق رنج دیتا ہے۔ کہ اگر وہ سوال رد کر دے تو لوگوں سے شرمندگی وندامت ہو۔ اور جو خلق سے شرما کر دے۔ تو دل پر گراں گزرے۔ اور آخرت میں مفید نہ ہو۔ بلکہ بسبب ریاکاری کے مضر ہو۔ ایسے شخص سے سوال کرنا گویا مصادرہ اور ڈانڈ طلب کرنا ہے۔ صوفیائے کرام کہتے ہیں جسکو جانے کہ یہ لوگوں کی شرم سے دیتا ہے۔ اوس سے لینا ممنوع ہے

اور جو سوال سے خوش ہوتا اور تطییبِ خاطر دیتا ہے۔ بعض اوقات سوال اوس پر بھی ناگوار گذرتا ہے۔ خصوصاً اوس شخص کا جو بہت سوال کیا کرتا ہے۔ پس بندے کو لائق ہے۔ کہ خدا ہی سے سوال کرے۔ کہ وہ مانگنے سے ناخوش نہیں ہوتا۔ نہ بار بار عرض کرنے سے ناراض۔ بلکہ اور زیادہ راضی ہوتا ہے۔

حدیث شریف میں ہے جس کے پاس بقدر کفایت ہو۔ اور وہ سوال کرے۔ قیامت کے دن اوس کے منہ کا گوشت گل کر گر پڑے گا۔ کہ ہڈی کے سوا کچھ باقی نہ رہیگا۔

دوسری حدیث شریف میں آیا ہے۔ کہ وہ جو کچھ لیتا ہے۔ دوزخ کی آگ ہے۔ اب چاہے بہت لے یا تھوڑی۔ کسی نے عرض کی۔ یا رسولَ اللہ! کس قدر رکھتا ہو۔ تو سوال نہ کرے۔ فرمایا صبح شام کا کھانا۔ اور ایک روایت میں پچاس درم۔ کہ ایک آدمی کو سال بھر کفایت کرتے ہیں۔ اور وجہ تطبیق یہ ہے۔ کہ موسم صدقات جہاں سال بھر میں ایک بار آتا ہے۔ اگر اون دنوں بقدر سد رمق ایک سال کا قوت نہیں رکھتا۔ یا سال بھر کے لائق کپڑا موجود نہیں۔ اور اس عرصے میں نہ ملنے کی امید نہ کسب پر قدرت۔ تو اوس کو سوال درست ہے۔ اور جو ہر روز سوال کرتا ہے۔ اوسے دوسرے دن کے لئے بھی سوال کرنا جائز نہیں۔ اصل یہ ہے کہ سوال بقدرِ حاجت درست ہے۔ اور حاجت باختلافِ اشخاص و اوقات و احوال و امصار مختلف۔

پس غیرِ خدا سے سوال فی نفسہٖ قبیح ہے۔ اور اس کی اجازت بوجہ ضرورت الضرورات تبیح المحظورات جو شخص بقدرِ سد رمق کے قوت یا بقدر ستر عورت کے لباس۔ یا سونے بیٹھنے کے لائق گھر نہیں رکھتا۔ اور کسب[1] سے بھی نہیں حاصل کرسکتا۔ اوسے کئی شرط سے سوال کرنا درست ہے

[1] اگر قدرت کسب رکھتا ہو۔ تو کسب کرے۔ اور سوال سے باز رہے۔ مگر طالب علم اگر کسبِ معاش طلبِ علم میں خلل ڈالے۔ بخلافِ عابد کہ وہ کسب کرے اگرچہ عبادت میں حرج ہو۔ قال العلماء۔ وجہ فرق ظاہر ہے۔ کہ کسبِ حلال خود افضل عبادات سے ہے۔ تو اس میں دونوں مقصود حاصل بخلافِ علم۔ کہ اوس سے جو مطلوب ہے۔ کسب سے حاصل نہیں ہوسکتا۔ مع ہذا طلبِ علم فرضِ عین ہے۔ یا فرضِ کفایہ۔ اور عبادتِ نافلہ کے لئے تفرغ اصلا فرض نہیں۔ کم اسی طرح اوس دینی کتاب کو جس کی حاجت رکھتا ہے فروخت کرنا ضرور نہیں۔ ہاں جس کتاب کی حاجت نہ ہو اور جانماز اور اسی قسم کا اسباب کہ حاجت سے زیادہ ہو۔ بیچ ڈالے۔ اور سوال نہ کرے منہ قدس سرہٗ۔

پہلی شرط - خدائے تعالےٰ کی شکائیت نہ کرے - اور ناشکری کا کلمہ زبان پر نہ لائے ۞
دوسری شرط - حتی الوسع اپنے عزیز اور دوست اور سخی عالی ہمت سے مانگے - کہ اوس پر سوال
گراں نہ گذرے گا - اور وہ اوسے بنظر حقارت نہ دیکھیگا ۞
تیسری شرط - پارسائی کو حیلۂ دُنیا طلبی وسوال کا نہ کرے - کہ دین کو دُنیا سے بیچنا
کمال بدذاتی ہے ۞
چوتھی شرط - جماعت میں ایک شخص کو تعیین کر کے سوال نہ کرے - کہ اگر نہ دے - شرمندہ
ہو - اور جو دے - اوس ہکے جی پر گراں گذرے - مگر صاحب زکوٰۃ سے مستحق کے واسطے اور جو
خود مستحق ہو - تو اپنے لئے سوال بہ تعیین مضائقہ نہیں رکھتا - اگرچہ اوس کو ناگوار ہو - اور اسی طرح
تعیین سوال کر مجھے ایک روپیہ یا دو روپے دے - نہ چاہئے ۞
پانچویں شرط - قدرِ حاجت سے زیادہ نہ مانگے - امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں - اصل حاجتیں
تین ہیں - روٹی - کپڑا - گھر - اور حدیث شریف میں ہے کہ آدمی کو تین چیزوں کے سوا دنیا میں کچھ حق
نہیں - چند لقمے کہ اوس کی پیٹھ کو سیدھا کریں - اور ایک ٹکڑا کپڑا - کہ ستر چھپائے - اور چھوٹا گھر جس
میں جھک کر داخل ہو سکے - اسی طرح جو چیزیں گھر کے لئے لابد ہیں - وہ بھی حاجت میں داخل ہیں ۞
قال الرضا - یہ حاجات ضروریہ عامہ ہیں جن کی طرف سب کو احتیاج ہے - اور اہل و عیال
والے کو اون کے نفقہ کی بھی حاجت ہے - اگر بی بی - یا غیر مالدار بچوں - یا حاجتمند ماں باپ
اور اون کے مثل اون کے لئے جن کا نفقہ شرعًا اوس پر واجب ہے - قدر کفائیت نہ پاس ہے - نہ
وقتِ حاجت تک کسب سے حاصل کر سکتا ہے - تو اون کے لئے بھی سوال جائز - بلکہ واجب ہے
فان مالا یحصل الواجب الا بہ یکون واجبًا کمثلہ و فی رد المحتار عن
الذخیرۃ ان قدر علی الکسب تفرض النفقۃ علیہ فیکتسب و ینفق
علیھم وان عجز لکونہ زمنا او مقعدًا یتکفف الناس و ینفق علیھم کذا
فی نفقات الخصاف غرض اصل کلی وہی ہے - کہ جو حاجت و ضرورت واقعی و شرعی ہو -
اور طریقۂ تحصیل سوا سوال کے دوسرا نہ ہو - اوس کے لئے بقدر حاجت تا وقت حاجت سوال
جائز ہے - ورنہ حرام ۞
آجکل اکثر لوگ بیٹی کے بیاہ کے لئے بھیک مانگتے ہیں - اور اوس سے مقصود رسوم مروجۂ
ہند کا پورا کرنا ہوتا ہے - حالانکہ وہ رسمیں اصلًا حاجتِ شرعیہ نہیں - تو ان کے سوال حلال

نہیں ہوسکتا۔ ہاں مسلمانوں کو خود مناسب ہے کہ حاجتمند بیٹھنے والے کی اعانت کریں۔ حدیث میں اُس کی مدد کرنے اوسے قرض دینے کی طرف ارشاد ہوا ہے۔

بعض بھیک مانگتے ہیں کہ حج کو جائینگے۔ یہ بھی حرام۔ اور اونہیں دینا بھی حرام ما حرم اخذہ حرم اعطاؤہ۔ فقیر کو حج نفل ہے۔ اور سوال حرام۔ نفل کے لئے حرام اختیار کرنا کیسا نے ۱۱ ؎

چھٹی شرط اوسے تنعم و تجمل نفس و عیال میں صرف نہ کرے۔ بلکہ وسیلۂ عبادت و مباح میں خرچ کرے۔ قال الرضا مال غادی و رائح ہے صبح آتا اور شام جاتا۔ شام جاتا اور صبح آتا ہے۔ نان شبینہ کے محتاج آنکھوں دیکھتے دیکھتے صاحبانِ تخت و تاج ہوگئے۔ اب اگر کسی نے ضرورت کے لئے سوال سے مال حاصل کیا۔ ابھی خرچ نہ ہوا تھا۔ کہ مال حلال کسی دوسری وجہ سے مل گیا۔ تو اُسے اگرچہ اوس مالِ سوال کا واپس دینا شرعاً ضرور نہیں۔ کہ اوس وقت محتاج ہی تھا۔ مگر اولیٰ یہی ہے۔ کہ واپس کردے۔ تاکہ ذلت سوال کی تلافی اور شکر و اظہار نعمت الٰہی ہو۔ پھر بھی اگر صرف کرے تو اوسی حاجت و ضرورت ہی کے امور میں کہ جس کے لئے مانگا تھا۔ اوس کے خلاف نہ ہو۔ ھذا ما ظھر لی فی شرح ھذا الکلام الشریف فافھم واللہ تعالٰے اعلم ؎

ساتویں شرط منعم حقیقی کا شکر بجالائے۔ اور جس نے دیا۔ اوس کا بھی شکر ادا کرے کہ واسطہ وصولِ نعمت ہے۔ اور اوس کے حق میں دعا کرے۔ حدیث شریف میں ہے جو بھلائی کرے۔ اوس کو بدلا دو۔ نہ ہوسکے۔ تو اوس کے لئے دعا کرو۔ مگر صدقہ دینے والے کو چاہئے کہ اگر فقیر اوس کے سامنے اوسے دعا دے۔ تو وہی دعا فقیر کو دیدے۔ تاکہ دعا کا عوض دعا ہوجاوے اور صدقہ بے عوض رہے۔ اوس کے عوض ثواب آخرت ملے ؎

آٹھویں شرط کسی سے بار بار سوال نہ کرے۔ کہ اس حرکت سے وہ تنگ ہوگا۔ اور اوس کو حریص سمجھیگا ؎

نویں شرط۔ اگر دینے والا تنگ ہوکر یا لوگوں سے شرما کر یا مال مشتبہ یا حرام اوس کو دے قبول نہ کرے۔ کہ اگر خدا کے واسطے ایسے مال سے اجتناب کریگا۔ خدا اپنے فضل و کرم سے اسے بہتر عنایت فرمائیگا۔ ومن یتق اللہ یجعل لہ مخرجا و یرزقہ من حیث لا یحتسب ؎

دسویں شرط۔ لوجہ اللہ سوال نہ کرے۔ یعنی یہ کلمہ کہ خدا کے واسطے مجھے کچھ دو۔ نہ کہے۔ حضور اقدس صلی اللہ تعالٰے علیہ وسلم فرماتے ہیں جو شخص لوجہ اللہ سوال کرے۔ ملعون ہے۔ ایک بزرگ کوفے کے بازار میں چڑیا ہاتھ پر بٹھائے کہتے تھے۔ اس چڑیا کے لئے مجھے کچھ دو۔ کسی

نے کہا۔ یہ کیا کہتے ہو۔ فرمایا۔ دُنیا ئے دُوں کے لئے خُدا کا واسطہ نہیں لاسکتا۔ اوس کا شفیع بھی حقیر چاہئے ۔

سرورِ عالم صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں لا یسئل بوجہ اللہ الا الجنۃ ۔ وجہ اللہ کہکر جنت کے سوا کوئی چیز نہ مانگی جائے ۔

گیارھویں شرط۔ جسقدر دیا جائے بطیبِ خاطر قبول کرے۔ زیادہ پر اصرار سے نہایت باز رہے۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں۔ جو مال دینے والے کی ناگواری کے ساتھ لیا جاتا ہے۔ اوس میں برکت نہیں ہوتی۔ یہ زیادہ کے لئے اسواسطے اصرار کرتا ہے۔ کہ زیادہ کام آئیگا۔ اور وہاں اوس سے برکت اُٹھالی گئی۔ کہ اوس تھوڑے کی قدر بھی بکار آمد نہ ہوگا۔ اگر قناعت کرتا۔ اللہ جل جلالہٗ خیر و برکت عطا فرماتا ۔

بارھویں شرط۔ لازم ہے کہ عیب صدقے کا پوشیدہ رکھے ۔ قال الرضا۔ جیسے دینے والے کو چاہئے۔ کہ ناقص چیز صدقے میں نہ دے۔ کہ اللہ عزوجل غنی ہے۔ صدقہ پہلے اوس غنی مطلق جل وعلا کے دستِ قدرت میں پہنچتا۔ اوس کے بعد فقیر کے ہاتھ میں جاتا ہے۔ اب آدمی دیکھے کہ غنی کی سرکار میں کیا پیشکش کرتا ہے۔ وہ فرماتا ہے لن تنالوا البر حتی تنفقوا مما تحبون ۔ ہرگز نیکی نہ پاؤ گے جب تک اپنی پیاری چیزوں میں سے ہماری راہ میں خرچ نہ کرو۔ اور فرماتا ہے۔ لستم باخذیہ الا ان تغمضوا فیہ تمہیں ایسی چیز دی جائے۔ تو نہ لوگے۔ مگر یہ کہ چشم پوشی کر جاؤ۔ ایسے ہی صدقہ لینے والے پر لازم ہے۔ کہ ناقص پر ناراض نہ ہو۔ اور اوس کی مذمت و شکایت نہ کرے۔ کہ آخر اوس کی طرف سے نعمت ہے۔ اور نعمت کا معاوضہ شکر ہے۔ نہ شکایت۔ اس کا کوئی قرض نہ آتا تھا۔ کہ شکایت کرتا ہے ۔

تیرھویں شرط۔ جو شخص مال ظلم یا مال ربا دے۔ ہرگز نہ لے۔ کہ خبیث سے سوا خبیث کے اور کوئی نتیجہ نہیں نکلتا ۔ قال الرضا۔ اگر معلوم ہو۔ کہ جو کچھ یہ دیتا ہے۔ عین حرام ہے تو ہر طرح لینا حرام ہے۔ خواہ ہدیہ میں۔ خواہ صدقہ میں۔ خواہ اُجرت میں۔ خواہ قرض میں۔ خواہ کسی طرح۔ ورنہ جائز۔ ما لم نعرف شیئا حراما بعینہ ناخذ قالہ محرر المذھب محمد رحمہ اللہ تعالےٰ وقد فصلنا المسئلہ بوجوھھا فی مجموعتنا المبارکۃ انشاء اللہ تعالےٰ العطایا النبویۃ فی الفتاوے الرضویۃ ۔

چودھویں شرط۔ صدقے کو تھوڑا اور حقیر نہ جانے۔ جیسے دینے والے کو چاہئے بہت دے

اور تھوڑا سمجھے - والکثیر فی جنب اللہ قلیل - حدیث صحیحین سے ثابت کہ صدقہ کو حقیر نہ جانو - اگرچہ بکری کا جلا ہوا کھر ہو ۔ قال الرضا اِس کے مخاطب صدقہ دینے والے بھی ہو سکتے ہیں یعنی اگر ویسی ہی چیز کی استطاعت ہے - تو یہی دو اور اسے حقیر نہ جانو - کہ آخر امتثال امر ہے - اور محتاج کے کچھ تو کام آئے گی - وہاں انھیں دو باتوں پر نظر ہے - نہ تمہارے قلیل و کثیر پر - کہ یوں تو تمام متاع دُنیا شرق سے غرب تک کے سارے خزینے دفینے ہر قلیل سے قلیل تر ہر ذلیل سے ذلیل تر ہیں - اور جب اسوقت ناقص ہی چیز پر ہاتھ پہنچتا ہے - تو اب وہ آیۂ کریمہ وارد نہ ہوگی - جو ہم نے زیر شرط ۱۲ تلاوت کی - کہ اوس میں لا تیمموا الخبیث فرمایا ہے - بالقصد ناقص چیز نہ دو - کہ ناقص و کامل دونوں پر دسترس ہے - اور قصداً ناقص دو ورنہ لا یکلف اللہ نفساً الا ما اتٰھا سیجعل اللہ بعد عسر یسرا نیز حدیث میں اسطرف بھی اشارہ ممکن کہ صدقہ دینے میں تھوڑی چیز کو بھی حقیر نہ جانو - اگرچہ زیادہ کی استطاعت بھی ہو - ہاتھ پہنچتا ہے - مگر شیطان روکتا ہے - نفس آڑے آتا ہے - ایک شیطان کیا ستر شیطان صدقے سے باز رکھتے ہیں - حدیث شریف میں ارشاد ہوا صدقہ ستر شیطانوں کے جبڑے چیر کر نکلتا ہے - تو ایسی حالت میں تھوڑا ہی دے - اور اسے حقیر جان کر بالکل دست کش نہو - کہ آخر محتاج کے بکار آمد ہوگا - اور بخل کی جڑ دل پر جمنے میں کچھ تو کمی آئیگی - ما لا یدرک کلہ لا یترک کلہ - اور یہاں بھی وہ آیۂ کریمہ وارد نہیں - کہ اوس میں لا تیمموا الخبیث فرمایا - نہ لا تیمموا القلیل خبیث و قلیل میں زمین و آسمان کا فرق ہے - پاؤ بھر کھرے گیہوں قلیل ہیں خبیث نہیں - اور دس من گھنے ہوئے کہ گل کر آٹا ہو گئے خبیث ہیں نہ قلیل ۔

اُم المومنین صدیقہ رضی اللہ تعالےٰ عنہا کی سخاوت اس درجہ تھی - کہ اون کے بھانجے حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ تعالےٰ عنہما اپنے زمانہ خلافت میں اون کے تصرفات مجبور کر دیئے تھے - ہزار ہا روپے ایک جلسے میں محتاجوں کو تقسیم فرما دیتیں - ایک بار امیر معویہ رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے لاکھ روپے نذر بھیجے - اُم المومنین رضی اللہ تعالےٰ عنہا نے کنیز کو حکم دیا ہزار فلاں کو دے آ - سو فلاں کو - یہاں تک کہ ایک پیسہ نہ رکھا - اور خود حضرت اُم المومنین کا روزہ تھا - کنیز نے عرض کی حضور کا روزہ ہے - اور گھر میں افطار کو بھی کچھ نہیں - فرمایا پہلے سے کہتی - تو کچھ رکھ لیا جاتا ۔ اُم المومنین نے ایک بار سائل کو ایک دانہ انگور کا دیا

دیکھنے والے نے تعجب کیا۔ فرمایا۔ کم تری فیھا من مثاقیل ذرۃ۔ اِس میں کتنے ذرّے نکل سکیں گے۔ اور اللہ تعالےٰ فرماتا ہے فمن یعمل مثقال ذرۃ خیرا یرہ۔ جو ایک ذرہ برابر بھلائی کرے گا۔ اوس کا اجر دیکھیگا۔

ھذا الکلہ ما ظھر لی وارجو ان یکون صوابا واللہ تعالیٰ اعلم

خیر یہ چودہ شرائط حضرت مصنف قدس سرہ نے ذکر فرمائے چھ فقیر ذکر کرتا ہے کہ بیس کا عدد کامل ہو

پندرھویں شرط۔ مسجد میں سوال نہ کرے۔ کہ حدیث شریف میں اِس سے ممانعت آئی۔ اور اوسے دینا بھی نہ چاہئے۔ کہ شنیع پر اعانت ہے۔ علماء فرماتے ہیں مسجد کے سائل کو ایک پیسہ دے۔ تو ستّر پیسے اور درکار ہیں۔ جو اس دینے کا کفارہ ہوں۔ کما فی الھندیۃ والحدیقۃ الندیۃ وغیرھما اور اگر ایسی بے تمیزی سے سوال کرتا ہے کہ نمازیوں کے سامنے گزرتا ہے۔ یا بیٹھے ہوؤں کو پھاندکر جاتا ہے تو اُسے دینا بالاتفاق ممنوع وھو المختار علی ما فی الدر المختار من الحظر وقد جزم فی الصلوٰۃ باطلاق الحظر وعبر عن ھذا بقیل اقول وان فرق بمن تعود فیمنع عطاؤہ مطلقا اور ورد غریبا کثیبا لا یعرف الناس فیباح ان لم یتخط لم یبعد وکان توفیقا واللہ تعالےٰ اعلم۔

سولھویں شرط۔ سوال میں زیادہ تملق وچاپلوسی نہ کرے۔ کہ شانِ اسلام کے خلاف ہے۔ حدیث شریف میں آیا مُسلمان خوشامدی نہیں ہوتا۔ اور جھُوٹی جھوٹی تعریفیں اُس سے بھی بدتر۔ کہ ایک تو تملق۔ دوسرے کذب۔ تیسرے اوس شخص کا نقصان کہ مُنہ پر تعریف کرنے کو حدیث میں گردن کاٹنا فرمایا۔ اور ارشاد ہُوا۔ مداحوں کے مُنہ میں خاک جھونک دو۔ خصوصًا اگر ممدوح فاسق ہو کہ حدیث میں فرمایا۔ جب فاسق کی مدح کی جاتی ہے۔ ربّ تبارک وتعالےٰ غضب فرماتا۔ اور عرش الرحمٰن ہل جاتا ہے۔

سترھویں شرط۔ مال حاصل کرنے کے لئے جسقدر صلاح اپنے میں ہے۔ اوس سے زیادہ ظاہر نہ کرے۔ خواہ وہ اظہار زبانِ قال سے ہو۔ یا زبانِ حال سے ہو۔ کہ ایک تو زور ہوگا۔ حدیث شریف میں ہے جو لوگوں کو اوس سے زیادہ خوف خدا دکھائے جتنا اوس کے پاس ہے منافق ہے۔ دوسرے دھوکا دینا۔ حدیث شریف میں ہے ہمارے گروہ سے نہیں جو ہمیں فریب دے۔ تیسرے وہ مال کہ اوس کے عوض لے گا۔ ناجائز ہوگا۔ کما فی الطریقۃ المحمدیۃ۔ کہ دینے والا اگر ایسا نہ جانتا نہ دیتا۔ یا اتنا نہ دیتا۔

اٹھارہویں شرط۔ کسی پیچھے عمل دینی کے ذریعے سے بھی دُنیا نہ مانگے۔ کہ معاذ اللہ دین فروشی ہے جیسے بعض فقرا کہ حج کرآتے ہیں۔ جگہ جگہ اپنا حج بیچتے پھرتے ہیں۔ پھر کبھی بک نہیں چکتا۔ حدیث شریف میں آیا۔ جو آخرت کے عمل سے دُنیا طلب کرے۔ اوس کا چہرہ مسخ کردیا جائے۔ اور اوس کا ذکر مٹا دیا جائے۔ اور اوس کا نام دوزخیوں میں لکھا جائے ۔

امام حجۃ الاسلام فرماتے ہیں۔ ایک غلام و آقا حج کرکے چلے۔ راہ میں نمک نہ رہا۔ نہ خرچ تھا کہ مول لیتے۔ ایک منزل پر آقا نے کہا۔ بقال سے تھوڑا نمک یہ کہکر لے آ۔ کہ ہم حج سے آتے ہیں وہ گیا۔ اور کہا میں حج سے آتا ہوں۔ قدرے نمک دے۔ لے آیا۔ دوسری منزل میں آقا نے پھر بھیجا اس بار یوں کہا۔ کہ میرا آقا حج سے آتا ہے۔ تھوڑا نمک دے۔ لے آیا۔ تیسری منزل میں آقا نے پھر بھیجنا چاہا۔ غلام نے کہ حقیقۃً آقا بننے کے قابل تھا جواب دیا۔ پرسوں نمک کے چند دانوں پر اپنا حج بیچا۔ کل آپ کا بیچا۔ آج کس کا بیچکر لاؤں ۔

امام سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ ایک شخص کے یہاں دعوت میں تشریف لے گئے۔ میزبان نے خادم سے کہا۔ اون برتنوں میں کھانا لاؤ۔ جو میں دوبارہ کے حج میں لایا ہوں۔ امام نے فرمایا۔ مسکین تُو نے ایک کلمہ میں اپنے دو حج ضائع کئے۔ جب مجرد اظہار پر یہ حال ہے۔ تو اُسے ذریعہ دُنیا طلبی بنانا کس درجہ بدتر ہوگا۔ والعیاذ باللہ تعالٰے ۔

اور اسی میں داخل ہے **وعظ کا پیشہ** کہ آجکل دکم علم بلکہ بہت تر ے جاہلوں نے کچھ اُلٹی سیدھی اردو دیکھ بھال کر حافظہ کی قوت دماغ کی طاقت زبان کی طلاقت کو شکارِ مردم کا جال بنایا ہے۔ عقائد سے غافل۔ مسائل سے جاہل۔ اور وعظ گوئی کے لئے آندھی۔ ہر جامع ہر مجمع۔ ہر مجلس ہر میلے میں غلط حدیثیں۔ جھوٹی روایتیں اولٹے مسئلے بیان کرنے کو کھڑے ہوجائیں گے۔ اور طرح طرح کے حیلوں سے جو بنسکا کمائینگے۔ اوّل تو اونہیں وعظ کہنا حرام قطعی ؎ او خویشتن گم است کرا رہبری کند ۔

رسول اللہ صلی اللہ تعالٰے علیہ وسلم فرماتے ہیں۔ من قال فی القراٰن بغیر علم فلیتبوء مقعدہ فی النار۔ جو بے علم قرآن کے معنے میں کچھ کہے۔ وہ اپنا ٹھکانا جہنم میں بنالے رواہ الترمذی وصححہ عن ابن عباس رضی اللہ تعالٰے عنہما۔ دوسرے اون کا وعظ سُننا حرام سمّٰعون للکذب۔ تو سارے جلسے کا وبال ایسے واعظ کی گردن پر ہے۔ من غیر ان ینقص من اوزارھم شیئًا۔ تیسرے وعظ وپند کو جمع مال یا رجوع خلق کا ذریعہ بنانا گمراہی مردود وسُنتِ نصارٰی ویہود ہے۔ درمنثار میں ہے۔ التذکیر علی المنابر للوعظ والاتعاظ سنۃ

الانبیاء والمرسلین ولریاسة ومال وقبول عامة من ضلالة الیھود والنصاریٰ
خلاصہ وتاتارخانیہ وہندیہ میں ہے۔ الواعظ اذا سئل الناس شیئًا فی مجلس لنفسہ
لایحل لہ ذلک لانہ اکتساب الدنیا بالعلم ٭

امام فقیہ ابواللیث نے اگر حالِ زمانہ دیکھکر کہ سلطنتوں نے علماء کی کفالت چھوڑ دی بیت المال میں اون کا حق کہ ہمیشہ اون کے اور اون کے متعلقین کے تمام مصارف کی کفائیت کی جائے اونہیں نہیں پہنچتا۔ وہ کسبِ معاش میں مصروف ہوں۔ تو عوام کو ہدایت کا دروازہ مسدود ہوتا ہے۔ اذان وامامت وتعلیم باجرت پر فتوائے متاخرین کی طرح قول جمہور اور خود اپنے قولِ سابق سے رجوع فرماکر عالم کو اجازت دی۔ کہ وعظ وپند کے لئے مقفلات میں جائے۔ اور نذور لے۔ تو وہ مجبوری کی اجازت بحالتِ حاجت خاص عالمِ دین کے لئے ہے۔ جو اہل وعظ و تذکیر ہے۔ نہ جاہلوں یا ناقصوں کے واسطے کہ اونہیں وعظ کہنا ہی کب جائز ہے۔ جو اوس کی ضرورت کے لئے اس محظور کی اجازت ہو۔ پھر اوس کے لئے بھی صرف بحالِ حاجت بقدرِ حاجت اجازت ہوگی۔ لان ما کان بضرورة تقدر بقدرھا نہ کہ بلاحاجت یا خزانہ بھرنے کے لئے پھر آگے مدار نیت پر ہے۔ اگر اللہ عز وجل کہ علیم بذات الصدور ہے۔ اوس کی حالت جانتا ہے۔ کہ اصل مقصود ہدائیت ہے۔ نہ جمع مال جب تو اس مجبوری کے فتوے سے نفع پاسکتا ہے ورنہ دانائے سروخفے کے حضور جھوٹا حیلہ نہ چلے گا۔ اور دنیا خراور دین فروشی ہی نام پائیگا والعیاذ باللہ تعالےٰ ٭

اُنیسویں شرط کسی جھوٹے حیلے سے دھوکا نہ دے۔ مثلاً مسجد بنوانی ہے۔ مدرسے کو درکار ہے۔ وغیرہ وغیرہ۔ کہ اگر سرے سے بے اصل تھا۔ تو جھوٹ ہُوا۔ اور اگر مسجد ومدرسہ واقعی تھے۔ اون کے نام سے لے کر خود کھایا۔ تو خیانت ہوئی۔ اور بہر حال میں فریب بھی ہُوا۔ اور جو ملا مالِ حرام ہُوا۔ اور ایک سخت ناپاک تر دھوکا یہ ہے۔ کہ بعض احمق جاہل خدا ناترس مالِ حرام حاصل کرنے کو ع خلقہ تا ارزاں شود امسال سید میشوم ٭ پر عمل کرتے ہیں۔ ایسے گناہ کبیرہ سے دُور بھاگے ٭

صحیح حدیث شریف میں حضور سید عالم صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں جو نسب میں اپنے باپ کے سوا دوسرے کی طرف اپنے کو نسبت کرے۔ اوس پر اللہ تعالےٰ اور فرشتوں اور آدمیوں سب کی لعنت ہے۔ اللہ تعالےٰ نہ اوس کا فرض قبول کرے۔ نہ نفل ٭ اور بعض

سفہائے بےعقل جن کا باپ شیخ یا اور قوم سے ہے صرف ماں کے سیدانی ہونے پر سید بن بیٹھتے ہیں اور اس بنا پر اپنے آپ کو سید کہتے کہلاتے ہیں۔ یہ بھی محض جہالت و معصیت۔ اور وُہی دُوسرے باپ کو اپنا باپ بناتا ہے۔ شرع مطہر میں نسب باپ سے لیا جاتا ہے نہ ماں سے قال اللہ تعالیٰ وعلی المولود لہ ۰

امام خیر الدین رملی نے فتاوٰے خیریہ پھر علامہ شامی نے ردّ المحتار اور دیگر علماء نے اپنے اسفار میں تصریح فرمائی۔ کہ جس کی ماں سیدانی ہو۔ اگرچہ اس وجہ سے وہ ایک فضیلت رکھتا ہے۔ مگر زنہار سید نہ ہو جائے گا۔ علامہ سیدی عبد الغنی نابلسی قدس سرہ القدسی نے حدیقہ ندیہ میں ارشاد فرمایا۔ کہ ایسا شخص اگر اپنے آپ کو سید کہے۔ تو اوسی وعید میں داخل ہے۔ کہ اوس پر خدا و ملائکہ و ناس کی لعنت اور اوس کی عبادتیں مردود اور اکارت۔ والعیاذ باللہ رب العالمین

بیسویں شرط۔ اگر واقعی سید یا شیخ علوی یا عباسی غرض ہاشمی ہے۔ تو مال زکوٰۃ لینے کے لئے اپنا ہاشمی ہونا نہ چھپائے۔ کہ دینے والے نے انجانی میں دیدیا۔ تو اسے تو لینا حلال نہ ہوگا۔ اور اگر چھپانے کے لئے اپنی دوسری قوم ظاہر کی۔ تو اوسی وعید شدید کا مورد ہے۔ والعیاذ باللہ تعالٰے ۰

سوال سابق مذکور ہوا کہ ترک سوال بہر حال اَولٰے ہے۔ حالانکہ بعض اکابر دین و مشائخ طریقت نے سوال کیا ہے۔ حضرت شیخ شرف الدین یحیٰی منیری اپنے مکتوبات میں لکھتے ہیں۔ شیخ ابو سعید خراز فاقے کے وقت لوگوں سے سوال کرتے۔ اور خواجہ ابو حفص حدّاد مغرب و عشا کے بیچ میں بقدر ضرورت ایک دو دروازے سے مانگ لیتے۔ خواجہ سفیان ثوری بھی سفر میں سوال کرتے۔ اور خواجہ ابراہیم ادہم جب کہ جامع بصرہ میں معتکف تھے۔ تین دن بعد افطار فرماتے اوس روز سوال کرتے۔ قال الرضاء ان حضرات علیہ قدست اسرارہم کے یہ احوال علامہ مناوی نے بھی تیسیر شرح جامع صغیر میں زیر حدیث مَن سئل من غیر فقر فانما یسئل الجمر ذکر کئے۔ اور حضرت ابو سعید خراز رضی اللہ تعالٰے عنہ کی نسبت کہا۔ ہنگام فاقہ ہاتھ پھیلا کر شیئ للہ فرماتے ۰

جواب۔ مشائخ عظام و اولیائے کرام کبھی مفضول کو اختیار فرماتے ہیں۔ اون کے تمام اعمال و افعال و انواع احوال میں اغراض عالیہ ہیں۔ بزرگوں نے بوقت اباحت شرعیہ سوال میں تین فائدے تجویز کئے ہیں بنظر اون فوائد کے کبھی سوال کیا۔ اور اپنے مریدوں کو اوس کا اذن دیا ہے۔ **پہلا فائدہ**۔ ریاضت نفس۔ خواجہ شقیق بلخی کے ایک مرید خواجہ بایزید کے پاس آئے تہنیے

اون کے پیر کا حال دریافت فرمایا۔ عرض کی خلق سے فارغ اور خدا پر متوکل ہو کر بیٹھ گئے ہیں۔ فرمایا میری طرف سے شقیق سے کہنا۔ دو روٹیوں کے واسطے خدا کو نہ آزماؤ۔ نامہ توکل کا طے کر کے بھوک کے وقت بھیک مانگ لیا کرو کہیں اس فعل کی شامت سے وہ ملک زمین میں نہ دھنس جائے۔

قال الرضا۔ اللہ عزوجل پر توکل فرضِ عین ہے۔ قال اللہ تعالیٰ وعلی اللہ فتوکلوا ان کنتم مؤمنین ۰ اللہ ہی پر توکل کرو۔ اگر مسلمان ہو۔ اور فرماتا ہے۔ ان کنتم اٰمنتم باللہ فعلیہ توکلوا ان کنتم مسلمین ۰ اگر تم خدا پر ایمان رکھتے ہو۔ تو اوسی پر بھروسا کرو۔ اگر مسلمان ہو۔ خصوصاً تصوف کہ انقطاع عن الغیر بلکہ فنا عن الغیر بلکہ نفی مطلق غیر ہے۔ اوس میں نامہ توکل کیونکر طے کرنے کا حکم ہو سکتا ہے۔ ہاں توکل قلب سے طرح اسباب ہے نہ کہ عمل میں ترک اسباب۔ خود حکم فرماتا ہے فانتشروا فی الارض وابتغوا من فضل اللہ ۰ زمین میں پھیل جاؤ اور اوس کا فضل ڈھونڈو۔ ولہذا جب ایک صحابی نے عرض کی یا رسول اللہ! اپنا ناقہ چھوڑ دوں اور خدا پر توکل کروں۔ فرمایا۔ بلکہ قیدہ وتوکل۔ اوسکا پاؤں باندھ دے۔ اور توکل کر یعنی خدا پر بھروسا کر۔ رواہ البیہقی فی الشعب بسند جید عن عمرو بن امیۃ الضمری والترمذی بلفظ اعقلہا وتوکل عن انس رضی اللہ تعالیٰ عنہما ؎ بر توکل پائے اشتر را ببند ۰

عالمِ اسباب میں رہ کر ترک اسباب گویا ابطالِ حکمت الٰہیہ ہے۔ کباسط کفیہ الی الماء لیبلغ فاہ وما ہو ببالغہ جیسے کوئی ہتھیلیاں پانی کی طرف پھیلائے ہوئے کہ وہ اس کے منھ میں پہنچ جائے۔ اور وہ پہنچنے والا نہیں۔ سیدنا بایزید بسطامی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اسی کو منع فرمایا۔ رہا اون سوال۔ اقول اللہ عزوجل کے جس طرح کچھ فرائض و محرمات ہیں۔ جیسے نماز و زنا ویسے ہی قلب پر بھی ہیں۔ اور اون کی فرضیت و حرمت اوسی طرح یقینی قطعی ضروریاتِ دین سے ہے۔ جیسے صبر و شکر و تواضع و اخلاص کی فرضیت جزع و کفران و تکبر و ریا کی حرمت عوام کہ بہت متوجہ تقوے و طاعت ہوئے تو انہیں فرائض و محرمات بدنیہ پر قناعت کرتے۔ اور فرائض و محرمات قلبیہ سے اصلاً کام نہیں رکھتے۔ پڑھیں نماز۔ اور کریں تکبر اور رب عزوجل فرماتا ہے الیس فی جہنم مثوی للمتکبرین ۰ کیا جہنم میں ٹھکانا نہیں متکبروں کا۔ اربابِ قلب بشدت متوجہ بقلب ہوتے ہیں۔ ظاہری باطنی دونوں فرائض بجا لاتے۔ اور دونوں کے تمام محرمات سے احتراز فرماتے ہیں پھر ظاہری صلاح سہل ہے۔ اور باطنی اوس سے بہت مشکل کہ جوارح کو نیک کام میں لگانا بد سے بچانا ایک ساعت کا کام ہے۔ اور قلب سے رذائل دھو دینا فضائل سے آراستہ

کرلینا کارے دارد - یہ منہ کا نوالہ نہیں - بلکہ بدن بھی تابع قلب ہے - رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں - انّ فی الجسد مضغۃ اذا صلحت صلح الجسد کلہ واذا فسدت فسد الجسد کلہ الا وھی القلب - بیشک بدن میں ایک گوشت پارہ ہے - وہ سنور جائے - تو سب بدن بنجائے - اور جب وہ بگڑ جائے - تو سب بدن خراب ہوجائے - مضغہ یہی وہ دل ہے جو خلق کی کثرت مخالطت اعمال ظاہر میں بھی بہت مخل ہوتی ہے - ہزاروں گناہ جسمانی تو وہ ہیں کہ تنہائی میں ہو ہی نہیں سکتے - اور جو ہو سکتے ہیں - وہ بھی بحالِ مخالطت زائد ہوتے ہیں - اور صحبت عوام قلب کے لئے تو بہت ہی خطرناک ہے - مگر بضرورتِ شرعیہ جیسے مفتی شرع و قاضی حق و مدرس دین و واعظ ہدیٰ ہے - اور غیر مالدار کے طرق کسب تجارت زراعت نوکری مزدوری ہیں - اور ان سب میں مخالطت ناس کی حاجت اور اصلاح نفس کے لئے عدم فراغت ہے - اور تصحیح فرائض و اجتناب محرمات اہم ضروریاتِ دینیہ سے ہے - اور ضرورتِ دینی کے وقت سوال حلال یہ معنے ہیں سلون کے اذن اور حضرت مصنف علام قدس سرہ کے ارشاد ریاضتِ نفس کے نہ وہ جو آجکل کے مرچڑے جوگیوں نے اختیار کیا ہے - کہ اچھے خاصے جوان تندرست اور بھیک مانگنے کا پیشہ - اور اصلاح قلب درکار - اصلاحِ ظاہر سے برکنار - اور منع کیجئے - تو شرعِ مطہر سے معارضے کو طیار کہ بھیک مانگنا بھی ریاض ہے والکاسب حبیب اللہ یہ حرام قطعی ہے - اور شرع کا مقابلہ - اور سخت تر - وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللہِ العَلِیِّ العَظِیْم ۝

دوسرا فائدہ ۝ اپنی قدر و قیمت پر متنبہ ہونا ۝ جب شبلی مرید ہوئے - خواجہ جنید رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا - اے ابوبکر تو ملک شام کا امیر الامرا تھا - جب تک بازار میں بھیک نہ مانگیگا - دماغ تیرا نخوت سے خالی نہ ہوگا - اور اپنی قدر قیمت نہ جانیگا - ابتداء ابتداء میں تو لوگوں نے رئیس جان کر بہت کچھ دیا - آخر رفتہ رفتہ ہر روز بازار اونکا سست ہوتا جاتا - ایک سال کے بعد یہ نوبت پہنچی - کہ صبح سے شام تک پھرتے - کوئی کچھ نہ دیتا - پیر سے حال عرض کیا - فرمایا - قدر تیری یہ ہے کہ کوئی تجھے کوڑی کو نہیں پوچھتا ۝

قال الرضا - سوال بے ضرورتِ شرعیہ اپنے لئے حرام ہے - اور مسکین و حاجتمند مسلمانوں کے لئے مانگنا حلال بلکہ سنت سے ثابت ہے - اور جب مسئولین پر ظاہر نہ کیا جائے - کہ سوال دوسروں کے لئے ہے - تو ضرور وہ اپنے ہی لئے سوال جانیں گے - اور جو حالت نفس پر

وہاں طاری ہوتی۔ یہاں بھی ہوگی۔ خصوصًا بازار میں دُکان دُکان گدیہ گروں کی طرح مانگتے پھرنا خصوصًا
جبکہ روزانہ ایک نوبت دراز تک ہو۔ کہ اب تو اگر یہ کبھی بھی ہوتا۔ کہ اوروں کے لئے مانگتے ہیں
جب بھی شدہ شدہ وہی نوبت پہنچتی۔ کہ کوئی کچھ نہ دیتا۔ مگر اوس کے عدم ذکر میں کسرِ نخوت
بدرجۂ اتم ہے۔ اس دوسرے طریقہ سوال میں جبکہ خود ضرورت شرعیہ نہ ہو۔ حضرات علیہ
یہی صورت ملحوظ رکھتے ہونگے۔ کہ سوال کیا۔ اور خلق سے چھپ کر خفیہ تصدق فرما دیا مساکین
کی حاجت روائی ہولی۔ مخلوق نے تصدق کی فضیلت پائی۔ خود علاوہ تصدق اوس تکبر شکنی کی
دولت ملی۔ ھذا ما عندی واللّٰہ تعالٰے اعلم۔

تیسرا فائدہ ۔ رعایتِ ادب کہ مال سب خدا کا ہے۔ خلق صرف وکیل و نگہبان ہے۔
خود بادشاہ سے حقیر چیز مانگنا اور گاہ بیگاہ اوسی سے ہر قسم کا سوال کرنا زیب نہیں دیتا۔
یحییٰ رازی نے اپنی ماں سے کچھ مانگا۔ کہا۔ خدا سے مانگ۔ فرمایا۔ اے مادرِ مہربان مجھے شرم
آتی ہے۔ کہ ایسی چیز خدا تعالٰے سے مانگوں۔ اور جو کچھ تمہارے پاس ہے۔ وہ بھی خدائے تعالٰے
کا جانتا ہوں۔ یعنی یہ سوال بھی درحقیقت خدا سے ہے۔ مگر ایسی حقیر چیز بلاواسطہ اوس سے مانگنا
نہیں چاہتا۔ واللّٰہ تعالٰی اعلم

قال الرضا۔ اس کے متعلق بعض کلام مسئلہ ترکِ دعا میں مسطور۔ اور اصل یہ ہے۔ کہ
جب حاجت متحقق اور طرقِ کسب کی وہ حالت کہ اوپر مذکور۔ اور ترکِ مطلق سبب کی اجازت
نہیں۔ تو رجوع الی السوال آپ ہی ضرور۔ مگر لازم ہے۔ کہ خلق پر نظر ظاہر ہو۔ اور حقیقتِ نظر
مالک و معطی حقیقی عزّ وجلّ پر مقصور۔ ایسی حالت میں محض ابطال اسباب چاہ کر یا اللّٰہ مگر ڈا
دے۔ یا اللّٰہ بھیج دے۔ پکارتا رہنا آپ ہی ادبِ شرع سے دُور۔ ھٰذَا مَا ظَهَرَ لِيْ
فافہم واللّٰہ تعالٰے اعلم۔ پھر یہ بھی وہاں ہے جہاں مانگنا سوال ہو۔ محل انبساط
تام میں کہ باہم اتحاد ہو۔ ایک دوسرے کے مال میں ایسی مغایرت نہ ہو۔ کہ مانگنے کو ذلت و ننگ
و عار یا مانگنا سمجھیں۔ جیسے ماں باپ اولاد زوج و زوجہ کہ اسی عدمِ مغایرت کے باعث
انھیں دینے سے شرعًا زکوٰۃ ادا نہیں ہوتی۔ کہ یہ دینا نہ ہوا۔ بلکہ گویا اپنے صندوقچے کے
ایک خانے سے نکال کر دوسرے میں رکھ دینا۔ تو وہاں متعارف انبساط کا عملدرآمد اصلًا
سوال منہی عنہ میں داخل نہیں۔ بلکہ حدیث شریف میں وارد ہے۔ اور فقہ بھی اوس کے جواز پر
شاہد ہے۔ فتاوٰے ہندیہ میں ملتقط سے ہے۔ عن الثوری رحمہ اللّٰہ تعالٰے انہ سئل

عن الاستمداد من خبز غيره قال هو مال غيره فليستأذنه ولا احب له ان يفعل من غير استئذان ولا اشارة ومهما امكن لا يستأذن لانه سوال الا ان يكون بينهما انبساط مریدوں سے شیخ کی فرمائش اسی اصل کے نیچے آسکتی ہے۔ جبکہ انبساط متحقق ہو۔ اور حالت عدم بار پر ناطق۔ ورنہ سوال سے بدتر ہے۔ کہ سائل مجبور نہیں کر سکتا۔ اور یہاں آدمی لحاظ کے باعث مجبور ہو جاتا ہے۔ بحال ناگواری جبر کچھ لیا۔ وہ سوال ہی نہیں۔ بلکہ ظلم و غصب و مصادرہ ہے۔ یہ دقیقہ واجب الملاحظ ہے۔ کہ بہت متصوفہ زمانہ اس میں مبتلا ہیں۔ انہیں اوس کا لحاظ فرض ہے۔ اور مریدین کو لازم کہ اپنا مال وجان سب اپنے پیر کی ملک سمجھیں۔ پیر کہ شرائط پیری کا جامع ہو۔ نائب رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہے۔ اور ائمہ دین فرماتے ہیں جو اپنے آپ کو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ملک نہ جانے۔ حلاوت سنت اُس کے مذاق جان تک نہ پہنچے۔ قاله الامام سهل التستری نقله الامام القسطلانی فی المواهب وغيره صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کی۔ هل انا ومالی الا لك يا رسول الله میں اور میرا مال حضور کے سوا کس کے ہیں، یارسول اللہ! والله سبحٰنه وتعالیٰ اعلم۔

خاتمہ چند ترکیب نماز حاجت میں

ترکیب اول۔ وضوئے تازہ اچھی طرح کر کے دو رکعت نماز نفل پڑھے۔ بعد سلام عرض کرے

اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَسْأَلُكَ وَاَتَوَجَّهُ اِلَيْكَ بِنَبِيِّنَا مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَبِيِّ الرَّحْمَةِ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنِّیْ اَتَوَجَّهُ بِكَ اِلٰی رَبِّیْ فَيَقْضِیَ حَاجَتِیْ

اور اپنی حاجت ذکر کرے۔ یہ دُعاء صحیح حدیث میں تعلیم فرمائی۔ قال الرضاء ایک نابینا خدمت اقدس حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میں حاضر ہو کر اپنی نابینائی کا شاکی ہوا حضور نے یہ نماز و دعاء ارشاد فرمائی۔ انہوں نے مسجد میں جا کر پڑھی۔ کچھ دیر نہ گزری تھی۔ کہ دونوں آنکھیں کھل گئیں۔ گویا کبھی اندھے نہ تھے۔ یہ حدیث ترمذی و نسائی و ابن ماجہ و ابن خزیمہ

وطبرانی وحاکم وبیہقی نے روایت کی۔ امام ترمذی فرماتے ہیں۔ یہ حدیث حسن صحیح غریب ہے۔ حاکم نے کہا۔ بخاری ومسلم دونوں کی شرطوں پر صحیح ہے۔ امام ابو القاسم طبرانی۔ پھر امام بیہقی۔ پھر امام منذری وغیرہم ائمہ نے فرمایا صحیح ہے۔

اقول حدیث میں یا محمد ہے۔ مگر اوس کی جگہ **یا رسول اللہ** کہنا چاہئے۔ کہ صحیح مذہب میں حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو نام لیکر ندا کرنا ناجائز ہے۔ علماء فرماتے ہیں۔ اگر روایت میں وارد ہو جب بھی تبدیل کرلیں۔ یہ مسئلہ ہمارے رسالہ تجلی الیقین بان نبینا سید المرسلین میں مفصل ومشرح مذکور ہے۔ ولہذا حضرت مصنف علام قدس سرہ نے یارسول اللہ فرمایا۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

ثم اقول۔ اس دعاء کے اول وآخر حمد الٰہی ودرود رسالت پناہی صلوات اللہ وسلامہ علیہ وعلیٰ آلہ پر ختم۔ اور شروع میں اللہ تعالیٰ کو اسمائے طیبہ سے ندا وغیر ذلک جو آداب دعا گزرے۔ ضرور بجا لائے۔ اور یوں ہی تمام ترکیبات میں سمجھے۔ کہ یہ آداب عام ہے کہ جن امور کی تفصیص اور کسی امر عام میں مطلقاً اون کی حاجت دوسری جگہ سے معلوم ہو۔ خاص خاص میں اون کے ذکر کی حاجت نہیں سمجھی جاتی

ترکیب دوم۔ نمیری وابن بشکوال وہیب بن ورد سے روایت کرتے ہیں۔ جو بارہ رکعت ہر رکعت میں سورۂ فاتحہ وآیۃ الکرسی وسورۂ اخلاص پڑھے پھر سجدے میں یہ کلمات کہے

سُبْحَانَ الَّذِیْ لَبِسَ الْعِزَّ وَقَالَ بِہٖ سُبْحَانَ الَّذِیْ تَعَطَّفَ بِالْمَجْدِ وَتَکَرَّمَ بِہٖ سُبْحَانَ الَّذِیْ اَحْصٰی کُلَّ شَیْءٍ بِعِلْمِہٖ سُبْحَانَ الَّذِیْ لَایَنْبَغِی التَّسْبِیْحُ اِلَّا لَہٗ سُبْحَانَ ذِی الْمَنِّ وَالْفَضْلِ سُبْحَانَ ذِی الْعِزِّ وَالْکَرَمِ سُبْحَانَ ذِی الطَّوْلِ وَالنِّعَمِ اَسْئَلُکَ بِمَعَاقِدِ الْعِزِّ مِنْ عَرْشِکَ وَمُنْتَہَی الرَّحْمَۃِ مِنْ کِتَابِکَ وَبِاسْمِکَ الْعَظِیْمِ الْاَعْظَمِ وَجَدِّکَ الْاَعْلٰی وَکَلِمَاتِکَ التَّامَّاتِ کُلِّہَا الَّتِیْ لَایُجَاوِزُہُنَّ بَرٌّ وَّلَا فَاجِرٌ اَنْ تُصَلِّیَ عَلٰی مُحَمَّدٍ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ

پھر خدا تعالیٰ سے وہ سوال کرے جس میں گناہ نہیں۔ مثلاً کہے۔ اَنْ تَقْضِیَ حَاجَتِیْ ھٰذِہٖ۔ اور اوس حاجت کا ذکر کرے۔ اللہ تعالیٰ روا فرمائے۔ وہیب کہتے ہیں ہمیں پہنچا ہے کہ یہ ترکیب اپنے بیوقوفوں

اور ابلہوں کو نہ سکھاؤ۔ کہ گناہوں پر دلیری نہ کریں ٭

ترکیب سوم ۔ عبدالرزاق نے ابن عباس رضی اللہ تعالٰی عنہما سے روایت کی۔ نبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے فرمایا۔ جو شخص خدا سے کچھ حاجت رکھتا ہو تنہا مکان میں باوضوئے کامل چار رکعت پڑھے۔ پہلی رکعت میں فاتحہ کے بعد قل ھو اللہ احد دس بار۔ دوسری میں بیس بار تیسری میں تیس چوتھی میں چالیس بار پڑھے۔ پھر پچاس بار قل ھو اللہ احد اور ستر مرتبہ لاحول پڑھے اگر اوس پر قرض ہو۔ ادا ہو جائے۔ اور جو وطن سے دور ہو۔ خدا تعالٰی اوسے گھر پہنچائے۔ اور جو آسمان کے برابر گناہ رکھتا ہو۔ اور استغفار کرے خدا اوس کے گناہ بخشے۔ اور جو اولاد نہ رکھتا ہو۔ خدا اوسے اولاد دے۔ اور جو دعا کرے۔ خدا اوس کی دعا قبول فرمائے۔ اور جو خدا سے دعا نہیں کرتا۔ خدا اوس سے ناراض ہوتا ہے۔ عبداللہ فرماتے ہیں۔ اپنے احمقوں کو یہ دعا نہ سکھاؤ۔ کہ اس سے نافرمانی پر استعانت کریں گے ٭

قال الرضا۔ **ترکیب چہارم** ۔ امام احمد اپنی مسند میں ابو درداء رضی اللہ تعالٰی عنہ سے راوی ہیں نے حضور سید عالم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کو فرماتے سنا جو وضو کامل طور پر کرے۔ یعنی بمراعات سنن وآداب۔ پھر دو رکعتیں پورے طور پر پڑھے یعنی باستجماع سنن و مستحبات و حضور قلب پھر جو کچھ اللہ تعالٰی سے مانگے۔ عاجل یا آجل۔ اللہ تعالٰی اوسے عطا فرمائے۔ امام حافظ ابن حجر عسقلانی پھر امام جلال الدین سیوطی فرماتے ہیں۔ اس کی سند حسن ہے ٭

اقول ۔ لفظ حدیث میں یوں ہے۔ اَعْطَاہُ اللّٰہُ مَا سَاَلَ مُعَجَّلًا اَوْ مُؤَخَّرًا۔ اور اس کے دو معنی محتمل ایک یہ کہ دنیا و آخرت کی جو چیز اللہ تعالٰی سے مانگے۔ اللہ عزوجل عطا فرمائے۔ دوسرے یہ کہ جو کچھ مانگے۔ اللہ تعالٰی عطا کرے۔ جلد یا دیر میں۔ لہٰذا فقیر نے ترجمہ بھی ایسے لفظوں سے کیا جو دونوں معنوں کو محتمل رہیں ٭

ترکیب پنجم ۔ ترمذی و نسائی و ابن خزیمہ و ابن حبان و حاکم حضرت انس رضی اللہ تعالٰی عنہ سے راوی ہیں کہ اون کی والدہ ام سلیم رضی اللہ تعالٰی عنہا ایک دن صبح کو خدمت اقدس حضور سید المرسلین صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم میں حاضر ہوئیں۔ اور عرض کی حضور مجھے کچھ ایسے کلمات تعلیم فرما دیں کہ میں اپنی نماز میں کہا کروں۔ ارشاد فرمایا۔ دس بار اَللّٰہُ اَکْبَرُ دس بار سُبْحَانَ اللّٰہِ دس بار اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ کہہ۔ پھر جو چاہے مانگ۔ اللہ عزوجل فرمائیگا۔ نَعَمْ نَعَمْ اچھا اچھا۔ امام ترمذی فرماتے ہیں یہ حدیث حسن ہے۔ ابن خزیمہ و ابن حبان التزاماً فرماتے ہیں صحیح ہے

حاکم نے کہا۔ بر شرط احادیث صحیح مسلم صحیح ہے۔ والحمد للہ رب العلمین ٥
اقول۔ اس کا طریقہ یوں ہو۔ کہ دو رکعت نفل بوضوئے تازہ وحضور قلب پڑھے۔ قعدے میں بعد درود شریف اللہ اکبر سُبْحَانَ اللّٰہِ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ دس دس بار کہکر دعائے مقصود ایسے لفظوں سے کرے۔ جو محل نماز نہ ہوں۔ مثلاً اَسْئَلُكَ اَنْ تَقْضِیَ لِیْ حَاجَاتِیْ کُلَّھَا فِی الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَۃِ مَا کَانَ مِنْھَا لِیْ خَیْرًا وَّلَكَ رِضًا یَا اَرْحَمَ الرّٰحِمِیْنَ اٰمین +

ترکیب ششم۔ ترمذی و ابن ماجہ و حاکم حضرت عبداللہ بن ابی اوفیٰ رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے راوی حضور سیّد عالم صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں۔ جسے اللہ تعالےٰ یا کسی آدمی کی طرف حاجت ہو۔ چاہیئے کہ اچھی طرح وضو کرکے دو رکعتیں پڑھے۔ پھر اللہ تعالےٰ کی طرف ختار کرے۔ اور نبی صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم پر درود بھیجے۔ پھر کہے۔ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰہُ الْحَلِیْمُ الْکَرِیْمُ سُبْحٰنَ اللّٰہِ رَبِّ الْعَرْشِ الْعَظِیْمِ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ٥ اَسْئَلُكَ مُوْجِبَاتِ رَحْمَتِكَ وَعَزَائِمَ مَغْفِرَتِكَ وَالْغَنِیْمَۃَ مِنْ کُلِّ بِرٍّ وَّالسَّلَامَۃَ مِنْ کُلِّ اِثْمٍ لَا تَدَعْ لِیْ ذَنْبًا اِلَّا غَفَرْتَهٗ وَلَا ھَمًّا اِلَّا فَرَّجْتَهٗ وَلَا حَاجَۃً ھِیَ لَكَ رِضًی اِلَّا قَضَیْتَھَا یَا اَرْحَمَ الرّٰحِمِیْنَ ٥

ترکیب ہفتم۔ اصبہانی انس رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے راوی حضور سیّد عالم صلّے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم نے مولیٰ علی کرم اللہ تعالےٰ وجہہ سے فرمایا۔ اے علی! کیا میں تمہیں وہ دعا نہ بتا دوں کہ جب تمہیں کوئی غم یا پریشانی ہو۔ اوسے عمل میں لاؤ۔ تو باذن اللہ تعالےٰ تمہاری دعا قبول اور غم دور ہو۔ وضو کے بعد دو رکعت نماز پڑھو۔ اور اللہ تعالےٰ کی حمد و ثنا، اور اپنے نبی صلّے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم پر درود خوانی اور اپنے اور سب مسلمان مردوں اور مسلمان عورتوں کے لئے استغفار کرو۔ پھر کہو۔ اَللّٰھُمَّ اَنْتَ تَحْکُمُ بَیْنَ عِبَادِكَ فِیْمَا کَانُوْا فِیْهِ یَخْتَلِفُوْنَ ط لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰہُ الْعَلِیُّ الْعَظِیْمُ ط لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰہُ الْحَلِیْمُ الْکَرِیْمُ ط سُبْحَانَ اللّٰہِ رَبِّ السَّمٰوٰتِ السَّبْعِ وَرَبِّ الْعَرْشِ الْعَظِیْمِ ط اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ

رَبِّ الْعَرْشِ الْعَظِيْمِ اَللّٰهُمَّ كَاشِفَ الْغَمِّ مُفَرِّجَ الْهَمِّ مُجِيْبَ دَعْوَةِ الْمُضْطَرِّيْنَ اَدْعُوْكَ رَحْمٰنَ الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ وَرَحِيْمَهُمَا فَارْحَمْنِيْ فِيْ حَاجَتِيْ هٰذِهٖ بِقَضَائِهَا وَنَجَاحِهَا رَحْمَةً تُغْنِيْنِيْ بِهَا عَنْ رَّحْمَةِ مَنْ سِوَاكَ

ترکیب ہشتم حاکم حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے راوی حضور اقدس صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں۔ رات یا دن میں بارہ رکعتیں ہر دو رکعت پر التحیات پڑھ پچھلی التحیات کے بعد اللہ تعالےٰ کی ثنا، اور نبی صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم پر درود بجالاؤ۔ پھر سجدے میں فاتحہ سات بار آیۃ الکرسی سات بار لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ دس بار پڑھ۔ پھر کہہ اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَسْئَلُكَ بِمَعَاقِدِ الْعِزِّ مِنْ عَرْشِكَ وَمُنْتَهَى الرَّحْمَةِ مِنْ كِتَابِكَ وَاسْمِكَ الْاَعْظَمِ وَجَدِّكَ الْاَعْلٰى وَكَلِمَاتِكَ التَّامَّةِ پھر اپنی حاجت مانگ۔ پھر سر اٹھا کر داہنے بائیں سلام پھیر۔ اور اسے بیوقوفوں کو نہ سکھاؤ۔ کہ وہ اس کے ذریعے سے دعا مانگیں گے تو قبول ہوگی + احمد بن حرب و ابراہیم بن علی و ابو زکریا و حاکم نے کہا۔ ہم نے اس کا تجربہ کیا۔ تو حق پایا۔ فقیر کہتا ہے غفر اللہ تعالےٰ لہٗ فقیر نے بھی چند بار تجربہ کیا۔ تیر بہدف پایا۔ یہاں تک کہ بعض اعزہ کے مرض کو اشتداد شدید و اشتداد مدید ہوا۔ حتیٰ کہ ایک روز بالکل نزع کے آثار طاری ہو گئے۔ سب اقارب رونے لگے۔ فقیر ان سب کو روتا چھوڑ کر دروازۂ کریم پر حاضر ہوا۔ یہ نماز پڑھی پس اس کے بعد مریض کی طرف چلا۔ اور وسوسہ تھا۔ کہ شاید خبر نزع و گریہ سننے میں آئے۔ وہاں گیا۔ تو بحمد اللہ تعالےٰ مریض کو بیٹھا باتیں کرتا پایا۔ مرض جاتا رہا چند روز میں قوت بھی آگئی۔ وللہ الحمد +

فائدہ۔ یہ حدیث ابن عساکر نے بروایت حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالےٰ عنہ روایت کی مگر اتنا فرق ہے۔ کہ اوس میں اس نماز کا وقت بعد مغرب معین کیا۔ اور فاتحہ و آیۃ الکرسی و کلمۂ مذکورہ پڑھنے کے لئے بارھویں رکعت کا پہلا سجدہ اور دعا اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَسْئَلُكَ پڑھنے کو اوس کا دوسرا سجدہ رکھا۔ نہ یہ کہ بعد التحیات کے سلام سے پہلے ایک سجدہ جداگانہ میں پڑھی جائیں + وَاللّٰهُ سُبْحٰنَهٗ وَتَعَالٰى اَعْلَمُ ۱ **اقول** مگر ہمارے جمہور ائمہ لفظ اَسْئَلُكَ بِمَعَاقِدِ الْعِزِّ مِنْ عَرْشِكَ کو منع فرماتے ہیں۔ ہدایہ و وقایہ و تنویر الابصار و درمختار و شرح جامع صغیر امام قاضی خاں و تمرتاشی

ومجتبٰی وغیرہا کتب فقہیہ میں اس کی ممانعت مصرح علامہ ابن امیر الحاج نے حلیہ میں تصریح فرمائی۔ کہ یوں کہنا مکروہ تحریمی یعنی قریب بحرام قطعی ہے۔ اور یہ حدیث اور اسی طرح حدیث ترکیب دوم دونوں بشدت ضعیف ہیں۔ کہ اسباب میں ہر گز قابل استناد نہیں ہوسکتیں۔ تو ان ترکیبوں سے یہ لفظ کم کردینا ضرور ہے ﴿ نمبر۲ اقول سجدے بلکہ قعدے بلکہ قیام کے سوا نماز کے کسی فعل میں قرآن عظیم کی تلاوت حدیث و فقہ دونوں سے منع ہے۔ یہانتک کہ سہواً پڑھے۔ تو سجدہ لازم۔ اور عمداً پڑھے۔ تو اعادہ واجب تو ضرور ہے۔ کہ فاتحہ آیۃ الکرسی جو سجدے میں پڑھی جائینگی ان سے ثنائے الٰہی کی نیت کرے۔ نہ قرآن عظیم کی۔ نیز واضح رہے کہ نوافل مطلقہ میں ہر دو رکعت نماز جداگانہ ہے۔ تو جتنی رکعات ایک نیت سے پڑھی جائیں۔ ہر قعدے میں التحیات کے بعد درود و دعا سب کچھ ہو۔ اور ہر تیسری کے آغاز میں سبحانک اللھم و اعوذ بھی ہو ﴿ نمبر۳ اقول۔ ہمارے ائمہ رضی اللہ تعالےٰ عنہم کے نزدیک ایک نیت میں دن کو چار رکعت سے زیادہ مکروہ ہے۔ اور رات کو آٹھ سے زائد۔ وظاھر اطلاق الکراھۃ کراھۃ التحریم وقد نص فی ردالمحتار علی انہ لا یحل فعلہ مگر دن کی کراہت متفق علیہ اور شب کی کراہت میں اختلاف ہے۔ امام شمس الائمہ سرخسی نے فرمایا رات کو آٹھ سے زیادہ بھی مکروہ نہیں۔ فتاوے خلاصہ میں اسی کو صحیح کہا۔ وعامتھم علی الکراھۃ وصححھا فی البدائع۔ تو یہ نماز اگر ہو شب[1] میں ہو۔ کہ ایک تصحیح پر کراہت سے محفوظ رہے ﴿

ترکیب نہم۔ حافظ ابوالفرج ابن الجوزی بطریق ابان بن ابی عیاش انس رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے راوی کہ حضور سید عالم صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم نے فرمایا۔ جسے اللہ تعالےٰ سے کوئی حاجت دنیا یا آخرت کی ہو۔ وہ پہلے کچھ صدقہ دے۔ پھر بدھ جمعرات و جمعہ کا روزہ رکھے۔ پھر جمعہ کو مسجد جامع میں جاکر بارہ رکعتیں پڑھے۔ دس رکعتوں میں الحمد ایک بار آیۃ الکرسی دس بار اور دو میں الحمد ایک بار قل ھو اللہ پچاس بار۔ پھر اللہ تعالےٰ سے اپنی حاجت مانگے۔ تو کوئی حاجت ہو۔ دنیا خواہ آخرت کی اللہ تعالےٰ پوری فرمائے۔ قال الحافظ ابان متروک

اقول۔ روی لہ ابوداؤد فی سُننہٖ والرجل من العُبّاد والزّھّاد والصلحاء

---

[1] الحمدللہ کہ روایت ابن عساکر نے اس رائے فقیر کی تائید فرمائی۔ کہ اس میں بعد مغرب کے تصریح آئی۔ کما علمتُ ۱۲ منہ مدظلہ

من صغار التابعين ولم ینسب لوضع وقد قال الامام ایوب السختیانی
ما زال تعرفه بخیر منذ کان وقد روی عنہ الامام سفین الثوری
واکثر الناس تشدیداً علیہ شعبۃ وقد کلمہ حماد بن زید وعباد بن
عباد ان یکف عنہ تکف ثم عاد وقال الامردین وصرح ان وقیعتہ فیہ
عن ظن من غیر تیقن ومع ذٰلک قد روی عنہ والعہد عنہ انہ لا یروی
الا عن ثقۃ عندہ ولا ارید بکل ھذا تمشیۃ ابان بل ابانۃ ان ابا الفرج
لم یصب فی ایرادہ فی الموضوعات کعادتہ وھذا خاتم ائمۃ الشان
ابن حجر العسقلانی قال فی اطراف العشرۃ لحدیث رواہ احمد بن ذکوان زعم
ابن حبان وتبعہ ابن الجوزی ان ھذا المتن موضوع ولیس کما قالا
والراوی وان کان متروکاً عند الاکثر ضعیفاً عند البعض فلم
ینسب للوضع

ترکیب دہم - امام ابوالحسن نورالدین علی بن جریر لخمی شطنوفی قدس سرہ العزیز بہجۃ الاسرار
شریف میں بسند صحیح حضور سیدنا غوث اعظم رضی اللہ تعالٰی عنہ سے راوی کہ ارشاد فرماتے
ہیں من استغاث بی فی کربۃ کشفت عنہ جو کسی سختی میں میری دوہائی دے
وہ سختی دور ہو جائے۔ ومن نادانی باسمی فی شدۃ فرجت عنہ اور جو کسی مشکل
میں میرا نام لیکر ندا کرے۔ وہ مشکل حل ہو جائے۔ ومن توسل بی الی اللہ عز وجل
فی حاجۃ قضیت لہ اور جو کسی حاجت میں اللہ عز وجل کی طرف مجھ سے توسل کرے
وہ حاجت روا ہو جائے۔ اور جو شخص دو رکعت نماز پڑھے ہر رکعت میں بعد فاتحہ سورہ اخلاص
گیارہ بار پھر بعد سلام نبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم پر درود بھیجے۔ ویذکرنی ثم یخطو
الی جہۃ العراق احدی عشرۃ خطوۃ ویذکر اسمی ویذکر حاجتہ فانہا تقضی
باذن اللہ تعالٰی - اور مجھے یاد کرے۔ پھر عراق شریف کی طرف گیارہ قدم چلے۔ اور میرا نام لیتا
جائے پھر اپنی حاجت ذکر کرے۔ تو بیشک وہ حاجت باذن اللہ تعالٰی پوری ہو۔ یہ مبارک نماز اوس
سلطان بندہ نواز سے اکابر ائمہ دین مثل امام ابن جہضم و امام یافعی و مولنا علی قاری و مولنا شیخ محقق
محدث دہلوی وغیرہم رحمۃ اللہ تعالٰی علیہم نے نقل و روایت فرمائی۔ اور فقیر نے ایک مبسوط رسالہ اس کی
تحقیق و اثبات و رد شکوک و شبہات میں مسمّٰی بنام تاریخی انہار الانوار من یم صلٰوۃ الاسرار ملقب بہ
۱۳۰۵ھ

البحر البھیۃ لمحب الصلوٰۃ الغوثیۃ اور دوسرا رسالہ عربی مختصر اوسکی ترکیب وکیفیت و طریقہ حضرات مشائخ قدست اسرارہم میں مسمی بنام تاریخی ازھار الانوار من صبا صلوٰۃ الاسرار ۱۳۰۵ھ لکھا۔ جسے معیار شرح مطہر پر اس نماز مقدس کی کامل عیاری اور اعتراضات وہابیہ منکرین کی ذلت وخواری دیکھنی ہو۔ رسالہ اولے۔ اور جسے اس کی تفصیلی ترکیب اور طریقہ مروجہ حضرات مشائخ کی ترتیب سمجھنی ہو۔ رسالۂ ثانیہ کی طرف رجوع لائے۔ والحمد للہ رب العٰلمین ۰

بالجملہ یہ دس ترکیبیں ہیں جن میں اول وچہارم وپنجم و دہم تو اعلٰے درجۂ حسن وصحت ونظافت سند پر ہیں۔ ان میں سب سے اجل واعظم اول ہے۔ کہ اجلہ حفاظ نے یکزبان اوس کی تصحیح فرمائی۔ پھر پنجم کہ ترمذی نے تحسین اور حاکم نے تصحیح کی۔ پھر چہارم کہ حسن ہے۔ پھر دہم کہ وہ تین ارشادات مصطفٰے صلی اللہ تعالٰے علیہ وسلم سے ہیں۔ اور یہ ارشاد ابن المصطفٰے صلے اللہ تعالٰے علیہ وسلم۔ ان کے بعد ششم وہفتم ونہم پھر سوم کا مرتبہ ہے۔ فان الضعیف یعمل بہ فی فضائل الاعمال باجماع اھل الکمال اور دوم وہشتم سنداً بھی شدید الضعف اور شرعاً بھی محذور پر مشتمل ماٗل سے احتراز ہو یا ترک لفظ مذکور سے اصلاح واللہ سبحٰنہ وتعالٰے اعلم ۰

تنبیہ ۔ قضائے حاجت کی نمازیں جو کلمات علمائے کرام میں مذکور یا حضرات مشائخ عظام سے ماثور بکثرت ہیں۔ اور بحمد اللہ تعالٰے اس سگ درگاہ قادریت کو اون کے اور تمام حاجات جزئیہ وکلیہ کے متعلق ہزارہا اعمال نفیسہ جلیلہ مجربہ کی اجازت اپنے شیخ وآقائے نعمت ودریائے رحمت امام العلماء والاولیاء ستام الکملاء والاصفیاء سید الواصلین سند الکاملین شیخی ومولائی ومرشدی وکنزی وذخری لیومی وغدی حضور پر نور سیدنا ومولانا سید شاہ آل رسول احمدی مارہروی رضی اللہ تعالٰی عنہ وارضاہ وجعل اعلٰی جنان الفردوس مثواہ سے ہے

وللارض من کاس الکرام نصیب ۰

اون میں صرف نماز ہائے حاجت ہی کی تفصیل کروں۔ تو ایک کتاب جداگانہ لکھوں۔ اور ہنوز وہ بھی باقی۔ اور فقیر کے پیش نظر ہیں جو احادیث میں خود حضور سید العٰلمین صلی اللہ تعالٰے علیہ وسلم سے منقول ہوئیں۔ مگر ناظر رسالہ جان لیگا۔ کہ اصل رسالے میں اول سے آخر تک حضرت مصنف علام قدس سرہ الشریف کو احاطہ واستیعاب کا قصد نہیں۔ ولہٰذا فقیر نے تکثیر فائدہ کے لئے ہر جگہ زیادت کیں اور اوس میں بہت زیادتیں خود حضرت مصنف قدس سرہ کے دوسرے رسائل وتالیفات سے لیں جن سے ثابت کہ حضرت ممدوح نے قصداً ہر جگہ صرف چند مختصر جملوں پر قناعت فرمائی ہے

لہٰذا اس ذیل میں بھی باتباع اصل استیعاب ملحوظ نہ رہا خصوصاً خاتمے میں کہ یہاں تو جس قدر پیش نظر ہے لدس سب کا ایراد حجم رسالہ کو دو چند سے بڑھادیگا۔ لہٰذا اسی قدر پر اقتصار ہوتا۔ اور رب عزّوجل رؤف رحیم کریم حیّ قیوم عظیم علیم جل مجدہ سے بتوسّل حضور سیّد المحبوبین سیّد المرسلین سیّد العالمین نبی الرحمۃ شفیع الاُمّۃ صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ اٰلہ واصحابہ وابنہ الاکرم الغوث الاعظم واولیاءِ اُمّتہٖ وعلماءِ ملّتہ اجمعین بنہایت تضرّع وزاری دعا ہے۔ کہ ان دونوں رسائل اصل وذیل اور حضرت مصنّف علّام وفقیر مستہام کی تمام تالیفات کو خالصاً لوجہ الکریم قبول فرمائے۔ اور اہل اسلام کو عاجلاً وآجلاً اون سے نفع بخشے۔

انہ ولی ذٰلک والقدیر علیہ ولہ الحمد ابداً دائماً والمآب الیہ اٰمین

اٰمین الٰہ الحق اٰمین برحمتک یا ارحم الراحمین ۝ وصلّی اللہ

تعالیٰ علیٰ سیّدنا ومولٰنا محمّد واٰلہ وصحبہ اجمعین ۝

سبحٰنک اللّٰھم وبحمدک اشھد ان لا الٰہ

الا انت استغفرک واتوب الیک

تمّت

فہرست کتاب مستطاب احسن الوعا لآداب الدعا مع ذیل المدعا لاحسن الوعا

تمت

فروغِ اہلسنّت کیلئے امام اہلسنّت کا دس نکاتی پروگرام

۱. عظیم الشان مدارس کھولے جائیں۔ باقاعدہ تعلیمیں ہوں
۲. طلبہ کو وظائف ملیں کہ خواہی نخواہی گرویدہ ہوں
۳. مدرسوں کی بیش قرار تنخواہیں اُن کی کارروائیوں پر دی جائیں
۴. طبائع طلبہ کی جانچ ہو جو جس کام کے زیادہ مناسب دیکھا جائے معقول وظیفہ دیکر اس میں لگایا جائے۔
۵. اُن میں جو تیار ہوتے جائیں تنخواہیں دیکر ملک میں پھیلائے جائیں کہ تحریراً و تقریراً و وعظاً و مناظرۃً اشاعتِ دین و مذہب کریں
۶. حمایتِ مذہب و ردِّ بدمذہباں میں مفید کتب و رسائل مصنّفوں کو نذرانے دے کر تصنیف کرائے جائیں
۷. تصنیف شدہ اور نو تصنیف رسائل عمدہ اور خوشخط چھاپ کر ملک میں مُفت تقسیم کئے جائیں۔
۸. شہروں شہروں آپکے سفیر نگراں رہیں جہاں جس قسم کے واعظ یا مناظر یا تصنیف کی حاجت ہو آپ کو اطلاع دیں، آپ سرکوبیٔ اعدار کے لئے اپنی فوجیں، میگزین اور رسالے بھیجتے رہیں۔
۹. جو ہم میں قابلِ کار موجود اور اپنی معاش میں مشغول ہیں وظائف مقرر کر کے فارغ البال بنائے جائیں اور جس کام میں انھیں مہارت ہو لگائے جائیں۔
۱۰. آپ کے مذہبی اخبار شائع ہوں اور وقتاً فوقتاً ہر قسم کے حمایتِ مذہب میں مضامین تمام ملک میں بقیمت و بلا قیمت روزانہ یا کم سے کم ہفتہ وار پہنچاتے رہیں۔

حدیث کا ارشاد ہے کہ "آخر زمانہ میں دین کا کام بھی درم و دینار سے چلے گا" اور کیوں نہ صادق ہو کہ صادق و مصدوق صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا کلام ہے۔ (فتاوی رضویہ، جلد ۱۲، صفحہ ۱۳۳)